حضرات اہل سنت ذرا اس کتاب کو ضرور بغور ملاحظہ فرمائیں
فمن تبع هدای فلا یضل ولا یشقی
نجم الہدیٰ
مؤلفہ ... مولوی سید نجم الدین حسین صاحب [illegible]
مطبع دکن بک ایجنسی [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد سید المرسلین و اخیہ و وصیہ و خلیفتہ بلا فصل و آلہ الطاہرین الی یوم الدین بندہ المومنین سید نجم الدین حسین ابن المرحوم محمد سجاد علی نقوی ساکن قصبہ جائس ضلع رائے بریلی اودھ خدمت میں مومنین حفظہم اللہ جل شانہ سے اپنی کتاب نفیس انتساب میں ایمان والو فرماکر خطاب کیا ہے اور جو حق و ناحق میں تمیز کرنے والے اور کھوٹا کھرا پرکھنے والے ہیں عرض کرتا ہے فی زمانہ ایک مختصر رسالہ مسمّی بہ اسرار الہدیٰ جس کے مصنف و مولف سید جوہر علی ولد اسعلوم ساکن قصبہ مچھلی شہر ظاہر کئے گئے ہیں طبع ہو کر شائع ہوا ہے اتفاقاً میں نے بھی اس رسالہ کو دیکھا اس میں عجب طرح کے مضامین اور مطالب آیات و حدیث کے انوکھے معنی اچھوتے مقاصد درج ہیں جنکے معلوم ہوتا ہے کہ بیشک یہ اسرار نہانی مصنف ہی کے سینہ پر کینہ میں مخزون و مکتوم رہنے کے قابل تھے جنکو اب شہرہ

۱۲۰

یہیں بعد ظاہر کرنے کی ضرورت سمجھی گئی ۔ مگر جہانگیر خان شکوہ آبادی کا بھی تصرف پایا جاتا ہے جس کا خود مصنف کو اقرار ہے کہ یہ کتاب سیر اُن کی معاونت سے انجام کو پہونچا خیر کوئی معاون ہو ہم تو جوہری کی تصنیف سمجھیں گے اور وہی ہمارے مخاطب ہونگے ۔

میان جوہر صاحب برا نہ مانیئے سید اور علیؑ کا لفظ آپ کے نام سے علحدہ کیا گیا ہے یہ کچھ بیجا نہیں ہے پہلا قول مشہور یہ ہے کہ سید سنی نباشد اور آپ شیعہ سے سنی ہوگئے تو سید ہی کہاں ۔ دوسرے شیعوں کو آپ نے جہانتک زبان نے یاری دی لعن وطعن ناسزا نالایق الفاظ سے یاد کیا ہے پس اگر یہ قیاس صحیح ہے تو آپ کے والد ماجد یا سوائے تصرف اسکے شیعہ ہونگے ۔

حدیث صحیح مقبول اہل سنت میں وارد ہے ۔ جس نے اپنے ماں باپ کو ناسزا کہا گالیاں دیں اُس پر خدا کی لعنت ہے ۔ پس آپ نے شیعوں میں اپنے ماں باپ یا آقا کو مستثنے نہیں کیا اور عموماً سب کو سور دلعن وطعن کیا جن میں آپ کے باپ بھی ہیں تو ضرور آپ اُس تحفہ کے مستحق ہوئے جو حدیث کے آخر فقرہ میں ہے اور کیا عجب باپ نے بوجہ نااہل ہونے کے آپ کو عاق بھی کر دیا ہو اسی لئے آپ نے اس رسالہ میں اُن کو باپ نہیں لکھا ۔ خیر باپ نے تو یہ سمجھا کہ جسطرح حضرت نوحؑ کا لڑکا نااہل ہو کر گمراہ ہوا اُسی طرح ہمارا اُوپت کپوت کہیں کا نہ رہا ۔

اور آپ نے محمد ابن ابی بکر کا طریقہ اختیار کیا کہ وہ اپنے باپ کو بُرا سمجھتے تھے اپنی بیزاری اُن سے ظاہر کرتے تھے حضرت ابوبکر نے اُن کو اگرچہ چھوڑ دیا مگر حضرت علیؑ نے اپنا بیٹا کر لیا خلیفہ صاحب اور خلیفہ زادہ کی عزت رکھ لی کہ اِن کو کوئی بے باپ کا نہ کہے مگر معلوم نہیں آپ نے بھی کسی کو تجویز کیا ہے یا ابھی تک ولدیت پردۂ اختفا میں ہے علاوہ اس کے

کہ آپ نے دل کھول کر شیعوں کو ناسزا اور برا کہا۔ حضرت علیؑ کو بھی تو نہیں چھوڑا اور لفاظی و
لسانی سے جو دل میں تھا زبان پر آیا اور لکھ مارا مثل اسنیت کو خاک میں ملانے والی طبع
خلافت میں اپنے بھائیوں کے دشمن کفر سے توبہ کرنے والے کہہ تہمت سب بے جرأت
وغیرہ وغیرہ نقل کفر کفر نباشد۔ بھلا آپ سے کوئی پوچھے کہ خلافت بلافصل میں آپ حضرت
علیؑ و ابوبکر کے حکم بنے ہیں یا حضرت علیؑ کے دشمن جانی اور ابوبکر کے دوست روحانی
مناظرہ کا یہ داب نہیں ہے نہ یہ طریقہ جو آپ نے اختیار کیا ہے۔ آپ نے جو حضرت
علیؑ کو سخت اور سست کہا ہے یہ دو باتوں سے خالی نہیں اوّل آپ ناصبیوں کے
فرقے میں شامل ہو گئے ہیں مگر کسی وجہ خاص سے سنّت جماعت کا باریک برقع اپنے
چہرہ پر ڈال رکھا ہے۔ مخبر صادق عالم علم لدنی علی ابن ابیطالب صلواۃ اللہ علیہ کے ارشاد لا خیر
عبیدی کو سنکر آپ کو عداوت پیدا ہوئی الحمد للہ کہ کلام امام برحق کی صداقت ہو گئی بالطبع سلام دنیادی
کسی امیر یا رئیس معاویہ شاہی سے ایسے ناسزا و ناروا الفاظ کہنے میں کچھ انعام و جاگیر کے
طالب ہیں کیونکہ معاویہ شامی بھی تو خود حضرت علیؑ کو برا کہتا اور اپنے اعیان و انصار
کو برا کہنے کی ترغیب و تحریص کرتا تھا اور اس کے صلہ میں انعام و جاگیریں دیتا پس کیا
عجب کہ اسی کی اولاد و احفاد میں کسی نے آپ سے فرمائش کی ہو مگر کیا خوب ہوتا کہ آپ
اس زمانہ میں پیدا ہوئے ہوتے اور یہ تصنیف کرتے جو اس کام کے لئے خاص تھا تو
بہت کچھ آپ کو کامیابی ہوتی مگر خیر اب بھی کچھ مل ہی رہے گا اگر کوئی امیر معاویہ شاہی
مال دنیا سے منتفع کرے گا تو شیعہ لوگ بھی آپ کو ایک بہت بڑے انعام سے
محروم نہ رکھینگے جو آپ کو غالباً معلوم بھی ہوگا۔

اللہ اکبر ان افعال و اقوال کے بعد بھی آپ کو سیّد جوہر علیؑ کہلانے کا شوق

دی۔ حضرت اب تو آپ علیؑ کو چھوڑ دیئے اور سیّد کا نام نہ لیجیئے کیونکہ علیؑ کے جوہر آپ کیون ہونے لگے جبکہ اُن کے جوہرون کو آپ داغ بدنما لگانے والے اور زنگ آلودہ کرنے والے ٹھہرے تو اُن سے اور آپ سے کیا واسطہ ہان جنہون آپ نے رونق فازملکر خواہ مخواہ جوہر دار کر دیا ہے اُن کے جوہر کہلا ئیے۔ پس جوہر عمرو بکر زید خالد جو زیادہ مرغوب ہو اپنا نام رکھیئے مگر غالبًا یہ جوہر بکر ہی آپ پسند کرینگے کیونکہ اُنھین پر آپ فریفتہ و دل دادہ ہین اور سچ پوچھیئے تو آپ کو خود ہی علیؑ کے ساتھ جوہر بلانا خوش نہ معلوم ہوتا ہوگا۔ رہا سیّد ہونا وہ علّت سے خالی نہین یا فاطمیؑ یا علوی سو آپ نے علیؑ کو لائق خلافت ہی نہ سمجھا نہ کسی کام کا اور دین مین اُن سے کوئی کام ہوا ہی نہین بلکہ ہمیشہ بقول آپ کے اسنیت کو خاک مین ملانے والے ٹھہرے۔ اور صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب الدین یعنی ابو بکر نے دین جاری کیا اور رسالت محمدی کی آبرو رکھ لی۔ پھر ایسے آدمی کو کیون آپ اپنا جد بنا دین اُن کو نہ قبول کرین جو یعسوب الدین تھے پس ان کو چھوڑ یئے اُن کو اپنے اجداد مین مضبوط پکڑ یئے پہلے قصہ تمام ہوا۔

میان جوہر صاحب شیعہ سے سنّی ہو گئے ہین کوئی شخص خلافت کی بابۃ اُنسے سوال کرتا ہے اور وہ جواب دیتے ہین جسے آپ نے رسالہ اسرار الھدیٰ کے نام سے موسوم کیا ہے۔

عذر ہم نے اس رسالہ مین حدیث کا ترجمہ اُردو جو اہل سنت کی کتابون مین لکھا ہے بجنسہ بلا تغیر و تبدل الفاظ درج کیا ہے جسے شبہہ ہو کتابون مین دیکھ لے اور عربی عبارت کو چھوڑ دیا ہے فی زمانہ عوام کو اُردو ہی سے زیادہ مناسبت ہے اور سیدھی باتین پسند کرتے ہین عربی کا رواج بہت ہی کم ہو گیا ہے۔ نہ کوئی عربی پڑھتا ہے نہ سمجھتا ہے ہان

عالم اور اہلِ علم سو اُن کو جوہر صاحب کی لیاقتِ علمی و قرآن و حدیث و تواریخ سے بے
بہرہ ہونا ظاہر ہوگیا ہوگا وہ ایسی لوچ و لچر باتون پر کب خیال کرینگے مگر عوام جنکو علم
نہین اور نہ حدیثون سے واقفیت وہ البتہ شاید دہوکے مین پڑجاوین لہذا اُنھین کے
سمجھنے اور راہِ راست پانے کے لئے یہہ جوابات لکھے گئے ہین۔ اور بہ مناسبت نام
نجم الہدیٰ سے اِس رسالہ کو موسوم کیا ہے۔

سائل آپ سے پوچھتا ہے خلافت کے بارہ مین کون حدیث صحیح اور مفصل ہے یا نہین
اگر ہے تو کونسی اور کہان ہے۔

آپ جواب مین فرماتے ہین ترجمہ **حدیث** بخاری اور مسلم مین ابوسعید سے روایت
ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بیشک سب آدمیون سے مجھ پر بڑا احسان کرنے والا ساتھ دینے
مین اور اپنے مال خرچ کرنے مین ابوبکر ہے۔ اگر مین اپنے رب کے سوائے کسی اور کو
جانی دوست ٹھہراتا تو ابوبکر ہی کو جانی دوست کرتا لیکن اسلام کی برادری اور محبت
ہمارے اُس کے درمیان ہے۔

ترجمہ **حدیث** مسجد کی طرف سے سب کے دروازے بند کردیئے جاوین مگر ابوبکر
کا دروازہ کھلا رہنے۔ مسجد کے صحن سے لگے لگے اصحاب کے دروازے تھے سو
حضرت نے وفات کے قریب بند کروا دیئے صرف ابوبکر کا دروازہ کھلا رہا اِس حدیث
سے ابوبکر کی سب اصحاب پر فضیلت ثابت ہوئی اور اِس مین صاف اشارہ کیا اُن
کی خلافت کا بلفظہ۔

جواب بندہ عرض کرتا ہے (حدیث) ترمذی[1] اور امام احمد حبشی بن جنادہ سے
روایت کرتے ہین کہ رسولؐ خدا نے فرمایا علیؑ مجھ سے ہین اور مین علیؑ سے کوئی میری

طرف سے (بند عہد) ادا نہ کرے مگر میں یا علیؑ ۲۔ حدیث ترمذی میں عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے اپنے یاروں میں ایک دوسرے سے بھائی چارہ کرایا پھر علیؑ آئے اس حال میں کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہتے تھے کہنے لگے (رسولؐ خدا) آپ نے اپنے یاروں کا سب سے بھائی چارہ کرایا مجھ میں اور کسی میں دینی بھائی کی نسبت نہ کرائی۔ آنحضرت نے فرمایا اے علیؑ تم دین و دنیا میں میرے بھائی اور یار ہو۔

۳۔ حدیث ترمذی میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا کے پاس ایک بھنا ہوا ہوا یا پکا ہوا پرند جانور تھا آپ نے فرمایا بار خدایا تیری مخلوق میں سے جو تجھے بہت محبوب ہو اُسے میرے پاس لا کہ وہ میرے ساتھ اس پرند جانور کو کھائے پس آپ کے پاس علیؑ آئے اور کھانا کھایا۔

۴۔ ترمذی میں جابر ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے غزوہ طائف کے دن حضرت علیؑ کو بلا کر کچھ سرگوشی کی (منافقوں نے یا عوام صحابہ) نے کہا کہ بلاشبہ حضرت نے اپنے چچا کے بیٹے سے بہت دیر تک کانا پھوسی کی۔ آنحضرت نے فرمایا میں نے اُن سے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ نے اُن سے سرگوشی کی۔

۵۔ امام احمدؒ حضرت امّ سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے فرمایا قسم خدا کی رسولؐ خدا کے آخر زمانہ میں آپ کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ قریب علیؑ ابن ابی طالب تھے جس روز مرض موت میں آپ بیمار ہوئے اور جس دن آپکا انتقال ہوا تو حضرت علیؑ کو بلا کر بہت دیر تک اُن سے سرگوشی کی اور ایک عرصہ تک چپکے چپکے باتیں کیں پھر اُسی دن آپ کا انتقال ہو گیا سو اس اعتبار سے حضرت علیؑ رسولؐ خدا کے آخر زمانے میں سب سے زائد قریب تھے۔ ۶۔ ترمذی میں ابوسعید خدری سے روایت ہے

کہ رسول خدا نے علیؑ سے فرمایا اے علیؑ جسے جنابت پہونچے اور رہنا نے کی حاجت ہو اُسے اس مسجد مین گزرنا جائز نہین بجز میرے اور تیرے ابن منذر نے ضرار ابن مرہ سے کہا اس حدیث کے کیا معنی ہین ضرار نے جواب دیا کہ میرے اور تیرے سوا اور کسی کو حلال نہین کہ مسجد کو راہ گزر بناوے اُس حالت مین کہ وہ جنابت رکھتا ہو ۔ بخاری و مسلم مین سہیل بن ساعدی سے روایت کرتے ہین کہ رسول خدا نے غزوہ خیبر کے دن فرمایا مین کل اس جھنڈے کو جو سرداری کی علامت ہے ایک ایسے شخص کو دونگا جس کی ہاتھون سے اللہ تعالی قلعہ خیبر کو فتح کرے گا وہ خدا اور رسول خدا کو دوست رکھے گا اور اُسے خدا اور رسول دوست رکھے گا اور بہت مشہور و معروف مقبول فریقین یہہ قصّہ ہے کہ پہلے دن ابوبکر نشان محمدی لیکر قلعہ فتح کرنے کو گئے مگر بے نیل مرام شکست کھاکر واپس آئے دوسرے دن عمر اُسی نشان کو لیکر بڑے تزک و احتشام سے تشریف لے گئے مگر تقدیر کہ قلعہ فتح نہین ہوا اور واپس آئے تب رسول خدا نے تیسرے روز حضرت علیؑ کو نشان دیکر بھیجا ۔ اُنھون نے فتح پائی ۔ امام احمد نے فضائل مین یہہ بھی لکھا ہے کہ اُس دن لوگون نے آسمان سے تکبیر کی آواز سنی اور کسی کو یہہ کہتے سنا کہ ذوالفقار کے سوا اور کوئی تلوار نہین اور علی کی برابر کوئی جوانمرد نہین حسان ابن ثابت نے رسول خدا سے شعر پڑہنے کی اجازت مانگی آپ نے اُنہین پروانگی دی اُنھون نے اُس وقت فرمایا جبرئیل ظاہر ہوکر پکارا بلند آواز سے جو پوشیدہ نہ تھی اور مسلمان نبی مرسل کے گرداگرد کھڑے دیکھ رہے تھے کہ ذوالفقار کے برابر کوئی تلوار نہین اور علی کے مقابل اور کوئی جوان نہین ۸ ۔ مسلم و بخاری مین حضرت علیؑ کا دروازہ جانب مسجد کھلا رہنا اور سب کا بند کر دیا جانا حدیث صحیح سے لکھا ہے ۔ مگر اس مین کوئی فضیلت نہین جیسے جیسی ضرورت ہوئی آنحضرت نے حکم دیدیا ۔ آب اہل بصیرت غور سے سُنین

سرسری نگاہ سے دیکھیں کہ ان حدیثوں میں کیا لطف ہے اور وہ حدیث جو ہری جس میں
خلافت ابوبکر کا ادعا ہی کیا کہتے ہیں ۔ جز این نیست کہ ابوبکر احسان کرنے والا ساتھ رہنے والا
اپنا مال خرچ کرنے والا اگر رسولؐ خدا کسی کو دوست بنانا چاہتے تو ابوبکر ہی کو بناتے
مگر نہیں بنایا ۔ لیکن حدیث نمبر ۲ مناقب فضائل حضرت علی سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت
نے علیؑ کو دین و دنیا دونوں میں اپنا بھائی اور یار بنا ہی لیا اور ابوبکر منہ دیکھتے ہی رہ گئے
وہ احسان اور ساتھ رہنا مال خرچ کرنا کچھ بھی کام نہ آیا پس اگر یہی حدیث دعوے
خلافت میں پیش کیجاتی ہے جیسا جوہری صاحب نے بہت ہی طمطراق سے اس حدیث
کے بھروسہ پر خلعت خلافت سے مخلع کرنا چاہا ہے تو اس کی یہہ اصل ہے رہا دروازہ بجانب
مسجد کھلا رہنا اُس کی بابت حضرت علیؑ کا بھی دروازہ جانب مسجد کھلا رکھا تھا جس کی
خود مسلم و بخاری گواہ ہیں تو غیر اس امر میں حضرت علیؑ اور ابوبکر شاید برابر نکلیں ۔ مگر حدیث نمبر ۶
میں درج ہے کہ بحالت جنابت سوائے رسولؐ خدا و علیؑ مرتضیٰ کسی کو مجال داخل ہونے
مسجد نبویؐ کی نہ تھی البتہ یہہ ایک خاص بات ہے کہ بجز نبیؐ و وصی کے جو دونوں
معصوم جرایم صغیرہ و کبیرہ سے پاک تھے اُنھیں کو خانہ خدا میں حالت جنب میں بھی دخل کی اجازت
تھی کیونکہ یہہ حضرات ہر حالت میں پاک بلکہ پاکیزہ تر تھے نہ اور ارجاس و انجاس کہ اُن کا مسجد
نبویؐ میں داخل ہونا بحالت طہارت بھی شک سے خالی نہیں ۔ مثل بنی اُمیہ جن کے حق
میں آنحضرت نے شجرۂ ملعونہ فرمایا ہے ۔ اور اسی واسطے تو آیہ کریمہ انما یرید اللہ الخ انھیں پنجتن
کے لئے مخصوص تھا یعنی محمدؐ علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ چنانچہ کتب اہل سنت صحیح ترمذی اور صحیح موطا
اور صحیح ابی داؤد اور صحیح مسلم اور مشکوٰۃ اور مسند حنبل وغیرہ اور خود حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت اُم
سلمہؓ ازواج نبیؐ سے صحیح اور مستند روایتیں موجود ہیں کہ یہہ آیہ شریفہ جب نازل ہوا تو آنحضرت نے

علی، فاطمہ، حسن، حسین کو اپنی عبا میں ایک جا کر کے خدا سے دعا کی کہ الٰہی یہ میرے اہل بیت اور آل عبا ہیں حضرت امّ سلمہؓ نے خواہش کی کہ میں بھی نیچے عبا کے داخل ہوں آنحضرت نے فرمایا نہیں۔ اب فرمایئے کیا عذر ہے اگر کہو امّ سلمہؓ دوست اہل بیت ہیں اُن کے فرمانے کا کیا اعتبار تو حضرت عائشہ کو تو سچا اور صدیقہ جانو گے شیعہ بھی تو اس حدیث میں اُن کو صدیقہ کہتے ہیں اور کیوں نہ ہوں ہماری ماں ہیں واجب التعظیم۔ حدیث نمبر ۳ کی وقعت و فضیلت علی مرتضیٰ تمام مخلوق پر ملاحظہ کیجئے رسولؐ خدا کی دعا اور خدا کا حضرت علیؑ کو اُن کے پاس بھیجنا اور شریک طعام ہونا حدیث نمبر ۵ آخر وقت موت نبیؐ میں جو معاملہ پیش آیا حضرت اُمّ سلمہؓ چشم دید سانحہ بیان کر رہی ہیں۔

حدیث نمبر ۷ میں آنحضرت کا یہ فرمانا کہ خدا و رسولؐ اُسے دوست رکھتے ہیں وہ خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے پس اس ارشاد نبوی سے تو آپ کے صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب الدین جنہوں نے رسالت کی آبرو رکھ لی نہ خدا ہی کے دوست ٹھہرے نہ رسولؐ کے نہ ادھر کے نہ اُدھر کے۔

حدیث نمبر ۸ سے خدا کا ساتھ علیؑ کے سرگوشی کرنا ثابت ہوا۔ واہ حدیث نمبر ۱۰ واقعی ایک ہی سبحان اللہ محمدؐ اور علیؑ میں کوئی فرق ہی نہ رہا بجز نبوت و خلافت و امامت کے

شعر: من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

کہنا جو ہر صاحب اب بھی آپ نبیؐ و وصی میں بُعد المشرقین فرمائینگے کچھ تو شرم چاہئے اس کا انصاف اور تمیز حق و باطل اہل انصاف و صاحبان ایمان و ایقان پر چھوڑتے ہیں وہ خود سمجھ لیں بعد رسولؐ خدا خلافت کس کا حق تھا کس کی جانب خدا و رسولؐ کا رجحان تھا اور کیا واقع ہوا۔ خدا اور رسولؐ خدا نے تو سیدھی راہ صاف طور پر بتلا دی اب

انسان اگر باغوائے شیطانی ٹیڑھی راہ اختیار کرے تو وہ جانے اُس کا کام اُمّت محمدی مرحومہ کہی گئی ہے اِس لیئے کہ دنیا مین اِس امت پر مثل اور اُمتون کے عذاب و عقاب نہین ہے ورنہ اِن نافرمانیون کا مزا دنیا ہی مین چکھایا جاتا خیر قیامت قریب ہے ہمصرعہ ہم دور بین نہ وہ قیامت بہت ہی دور ہے۔

دوسری حدیث جوہری صاحب کی سنئے۔ حدیث بخاری مین جبیر ابن مطعم سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر تو مجھ کو نپاوے تو ابو بکر کے پاس آئیو یعنی حضرت نے اُس عورت سے کہا جس سے فرمایا تھا کہ ہمارے پاس دوسری بار پھر آنا تب اُس نے کہا کہ بھلا بتلائیے تو کہ اگر مین آؤن اور حضرت کو نپاؤن **ف** یعنی اگر حضرت کا انتقال ہوگیا ہو تو کیا کرون حضرت نے فرمایا کہ ابی بکر کے پاس آنا جو مین کرتا ہون سو وہ کرے گا۔ علمانے کہا ہے کہ اِس حدیث مین صدیق اکبر کی خلافت کا صاف اشارہ ہے بلفظہ۔

یہہ حدیث عجب حواس باختہ ہے نہ مبتدا نہ خبر نہ عبارت کا ربط۔

بات اتنی ہے کہ کوئی عورت سائل آئی ہوگی اُس وقت آنحضرت کو کچھ اشغال وعظ و پند درپیش تھی فرمایا کہ پھر آنا جیسا اکثر ہم لوگ عدیم الفرصتی یا کسی سبب خاص سے فقرا کو کہہ دیتے ہین پھر آئیو۔ عورت کی جرأت کو خیال کیجئے پوچھتی ہے کہ بھلا بتلائیے تو سہی کہ اگر مین آؤن اور حضرت کو نپاؤن ۔ سبحان اللہ حاشیہ چڑہایا گیا ہے یعنی اگر حضرت کا انتقال ہوگیا ہو تو کیا کرون یہہ عورت کا خیال کہان سے پایا گیا کہ اُس نے انتقال آنحضرت کے راز سربستہ و اسرار پنہانی کو تاڑ لیا کیا یہہ عورت کوئی فرشتہ تھی یا قوم اجنا سے یا کوئی مجتہدہ فقیہہ تھی کہ رسولؐ خدا سے ایسے بے باکانہ سوال کرے اور اُن کے انتقال پر خبردار ہو کچھ تو اِس حدیث کی شانِ نزول ہونا چاہیئے۔ عورت کون تھی کس ملک کی

رہنے والی رسولِ خدا سے کیا چاہتی ہے جو اُس وقت آپ سے نہ ہو سکا اور ابوبکر کی خلافت
کا مژدہ سنایا۔ ہاں یہہ کہو اگر عورت نے گستاخانہ آنحضرت سے پوچھا ہو گا کہ اگر آپ
نہ ملیں تو کیا کروں یعنی سمجھ میں یہہ نہیں کہ دنیا ہی سے چلے جائیے تب میں آؤں آپ نے
فرما دیا ہو گا۔ ابوبکر کے پاس آنا وہ تجھے کچھ دے دیگا جیسا ہم لوگ کہتے ہیں کسی
سائل کے جواب میں کہ ہم گھر پر نہ ملیں تو فلاں خدمتگار سے لے لینا۔ آنحضرت کا یہہ فرمانا
جو میں کرتا ہوں وہی ابوبکر کریگا۔ اس کے کیا معنے عورت کا ایسا کوئی سخت سوال تھا
جو آنحضرت سے ممکن نہ ہوا اور خلافتِ ابوبکر میں منحصر چھوڑ گیا۔ آنحضرت کی خدمت میں
کوئی شخص کیسا ہی اہم معاملہ پیش کرتا تو اپنی مراد دلی اور مقصد قلبی کو پہونچتا تھا کبھی کوئی شخص
محروم ہی نہیں رہا سوائے اس ضعیفہ نحیفہ کے۔ آخر وہ چاہتی کیا تھی جو رسول سے ممکن نہ
ہوئی۔ اگر کوئی مسئلہ تھا جس کے جواب دینے کو آپ نے ایسا فرمایا تو نبیؐ اللہ
سے یہہ بات غیر ممکن کہ خود جواب نہ دیں اور ایک مدت بعیدہ تک محروم رکھیں۔ اگر کچھ
قضیۂ منہات بھی آپ اُسی وقت فیصلہ فرما سکتے تھے اگر کسی محتاج کی سائل تھی تو آپ
فوراً اُس کی حاجت روائی کر سکتے تھے جیسا کہ اسی ضعیفہ محتاج کو ابوبکر سے کچھ دلا دیا ہو گا اور
کوئی مطلب اس حدیث سے نہیں نکلتا۔ افسوس ہے بمقابلہ حدیث فضیلت علیؑ مرتضےٰ
جو آفتاب کیطرح چمک رہی ہے ایسی بے سر و پا حدیثیں خود ساختہ نص خلافت میں پیش کیجاتی
ہیں معلوم نہیں جوہری صاحب کا جوہر اوّل جس سے عقل مراد ہے کس خم افلاطون میں بند کر دیا
گیا ہے کہ بہرہ ہی ندارد۔ کیوں جوہری صاحب یہی حدیث ہے جس کی رو سے آپ کے
علما نے ابوبکر کو بحکم رسولؐ خدا خلافت کا استحقاق دے رکھا ہے سبحان اللہ آپ کے
علما پر بیساختہ ہنسی آتی ہے۔ آپ کو خبر بھی ہے کہ اہلِ سنت اجماع کے قائل ہیں اور

اسی پر کل فضلائے اہل سنت کا اتفاق ہے اب مدت کے بعد آپ نے اُس اجماع کو باطل کیا اور سقیفہ کی کارروائی کو بالکل بے سر وپا بنا دیا تو معلوم ہوا آپ کو اپنے مذہب یا مذاہب کی بھی خبر نہین اور واقعی کیونکر ہو آپ تو ایک ایسی جماعت مین داخل ہو گئے ہین جو علانیہ دشمن خدا اور رسولؐ و اہلبیت اطہار ہے یعنی ناصبی جو قاطبتاً حضرت علیؑ کے دشمن ہین اور خدا اور رسولؐ کے بھی دشمن ہین اس وجہ سے کہ امام احمد مطلب بن عبد اللہ بن خطب سے روایت کرتے ہین ترمذی مین کہ اُس کے باپ نے کہا کہ رسولؐ خدا نے ایک خطبہ مین فرمایا ای لوگو مین تمہین اپنے بھائی اور چچا کے بیٹے علیؑ ابن ابیطالب کی ساتھ محبت کرنے کی وصیت کرتا ہون جو کنبہ مین سب سے زیادہ قریب ہے کیونکہ اُسے دوست نہین رکھتا مگر کامل مومن اور دشمنی نہین رکھتا مگر منافق اور جس نے اُسے دوست رکھا اُس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے اُس سے دشمنی کی اُس نے مجھ سے دشمنی کی اور جو مجھ سے عداوت رکھے گا اُسے خدائے تعالےٰ دوزخ مین داخل کرے گا بلفظہ یہ حدیث اہل سنت کے راویون نے بہت مستند اور نہایت وثوق کے ساتھ لکھی ہے کہ کسی کو مقام دم زدن نہین۔

آپ فرمایئے رسولؐ خدا کی وصیت کی بجا آوری اُنھین الفاظ و کلمات ناملایم سے پائی جاتی ہے جنکو آپ نے اپنے رسالہ **اسرار الہدی** مین حضرت علیؑ کی شان مین نہایت شوخی طبع اور لفاظی اور لسّانی سے درج کئے ہین۔ اور اِس پر کیا منحصر ہے ابھی تو آپ اِس سے زیادہ کہنے اور کہلوانے کے متمنی ہین بذریعہ تار برقی اپنی حمایت کیو اسطے خبر دینے والے ہین یعنی اپنے بھائیون کو جیسا آپنے آخر رسالہ مین وعدہ کیا ہے۔ مگر یہ آپ کا حیلہ زنانہ ہے آپ ہی کہتے ہین اور آئندہ بھی کہین گے بھائیون کا صرف ایک ہلکا سا

پردہ ڈال رکھا ہے شرم دنیاوی کے لحاظ سے تاکہ سُنّی لوگ یہ نہ کہیں کہ دیکھو کیسا ناصبی اور خارجی پیدا ہوا ہے کیونکہ ابھی تک یہ لوگ بھی اِن گروہ ضالّہ کو کافر سمجھتے ہیں لیکن خوب یاد رکھیے کہ شیعہ جو بمصداق قول مخبر صادق کامل الایمان ہیں جن کا حدیث مذکورہ بالا میں ذکر ہوا ہے اپنے کمال او رفضل سے ہر مومن اور منافق کو طرز کلام ہی سے پہچان جاتے ہیں وہ آپ کو اچھی طرح جان گئے۔ اب یہ دو حدیثیں نص خلافت ابوبکر میں آپ پیش کرتے ہیں۔

حدیث بخاری میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ البتہ میں نے ارادہ کیا کہ میں کسی کو ابی بکر اور اُس کے بیٹے عبدالرحمٰن پاس بھیجوں اور اُس کو اپنا خلیفہ اور ولیعہد کروں مبادا کہ کہنے والے کوئی اور بات کہیں یا آرزو کرنے والے خلافت کی آرزو کریں پھر میں نے کہا کہ ابی بکر کے سوائے خدائے تعالےٰ کسی کی خلافت نہ مانے گا اور مومنین بھی دفع کرینگے یا یوں فرمایا کہ دفع کرے گا خدا اور نہ مانیں گے مومنین۔

حدیث بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا بُلا لا میرے پاس اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی کو تاکہ میں اُن کو نوشتہ لکھدوں یعنی خلافت نامہ اسواسطے کہ میں خوف کرتا ہوں کہ آرزو کرنے کوئی آرزو کرنے والا یا کہنے کوئی کہنے کہ میں لائق تر ہوں خلافت کا اور نہ مانے گا خدا اور مسلمان لوگ مگر ابوبکر کو۔

یہ دونوں حدیثیں جن کی راوی حضرت عائشہ ہیں عجب خلجان پیدا کرتے ہیں۔ پہلی حدیث میں (کہ میں کسی ابی بکر اور اُس کے بیٹے عبدالرحمٰن پاس بھیجوں اور اُس کو اپنا خلیفہ و ولیعہد کروں) لکھا ہے۔ دوسری میں (بلا لا میرے پاس اپنے باپ ابوبکر اور اپنے

بھائی کو تاکہ مین انکو نوشتہ لکھدون یعنی خلافت نامہ)

پہلی حدیث مین حضرت نے ارادہ کیا کہ کسی کو دونون کے بلانے کو بھیجون دوسری مین حضرت عائشہ سے ارشاد ہوا کہ بلالا۔ پہلی مین ا اور اُس کو اپنا خلیفہ اور ولیعہد کرون) دوسری مین اُن کو نوشتہ لکھدون یعنی خلافت نامہ۔

پس اب اہل انصاف ملاحظہ کرین۔ رسولؐ خدا نے ارادہ بلانے کا کیا مگر کسی کی فہت نہ بلایا۔ اور حضرت عائشہ کو حکم بلانے کا دیا۔ اُنھون نے تعمیل نہ کی۔ رسولؐ خدا کا ارادہ او حکم دونون معطل رہے اور (اُس کو اور انکو) نے اور بھی غضب ڈھایا ہے۔ پہلی حدیث مین معلوم نہین ابو بکر یا عبد الرحمن کس کے خلیفہ بنانے کا خیال تھا کیونکہ دونون مین سے ایک کو (اُس کو) کا لفظ سمجھا جاتا ہی مگر ہان دوسری حدیث مین اُن کو یعنی ابو بکر و عبد الرحمن دونون کو خلافت کی سند عطا ہونا پایا جاتا ہی پس کیسی مصیبت ہی کہ بیچارہ عبد الرحمن خلافت سے محروم رکھا گیا۔ یا خدا خلافت نہ ٹھہری بچون کا فرضی تخت شاہی ٹھہرا کہ کبھی اِسے کبھی اُسے بخشا جاتا ہی اور رسولؐ خدا کا کلام جو ہر حال و قال مین مطابق وحی بلکہ خود وحی الٰہی تھا بچون کا سا قول خیال کیا گیا ہے نعوذ باللہ منہا۔ رسولؐ خدا خلافت کے معاملہ مین اپنا جانشین مقرر کرنے کا ارادہ کرین اور زبان مبارک سے بھی فرماوین کہ مین نے ایسا ارادہ کیا ہے کہ ولیعہد و خلیفہ مقرر کرون اور پھر فرماوین کہ مسلمان خود ہی تجویز کر لینگے۔ یا کہ فلان فلان کو میرے پاس بلا لا اُن کو خلافت نامہ لکھدون اور پھر فرمائین کہ مسلمانون پر یہ امر چھوڑا گیا۔ معاذ اللہ ایسے اقوال تو عام لوگون سے بھی بعید ہین چہ جائے کہ رسول مقبولؐ جن کا ہر ہر کلمہ و کلام ایسے امور مین وحی کا یعنی حکم خدا مانا گیا ہے اور بیشک و شبہہ ایسا ہی تھا۔

ذرا غور کرنے سے معلوم ہوا کہ یہہ دونون حدیثین ایک ہی زمانہ کی نہین ہین بلکہ پہلی حدیث زمانۂ ماقبل کی ہی اور پوری حدیث اس طرح ہی جس کو جوہری صاحب نے کاٹ چھانٹ کر اُس کا خلاصہ اپنے مطلب کے مطابق لے لیا ہی باقی مضامین اور شان نزول کو اپنے مقاصد کے خلاف سمجھکر چھوڑ دیا ہی۔

مگر ہم پوری حدیث بلفظہ لکھتے ہین۔ حدیث بخاری مین اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ اُنھون نے دردِ سر کی شدت کی وجہ سے کہا ہائے میرا سر۔ نبیؐ نے فرمایا وہ (یعنی تیری موت) اے عائشہ اگر واقع ہوتی اور مین زندہ رہتا تو تیرے گناہون کے لئے بخشش اور رفع درجات کے لئے دعا مانگتا حضرت عائشہ نے فرمایا ہائے مصیبت بخدا میرا گمان ہے کہ آپ میرا مرنا چاہتے ہین اگر مین مر جاونگی تو آپ اُسی دن کے آخر دوسری بی بیون سے صحبت کرینگے اور مجھے بھول جاینگے آپ نے فرمایا کہ چلو اِس ذکر کو جانے دو میرے دردِ سر کی خبر لو مین نے قصد یا ارادہ کیا تھا کہ کسی کو ابوبکر اور اُس کے بیٹے عبدالرحمن کے پاس بھیجون تا کہ اپنے سامنے اُسے اپنا ولیعہد کر جاؤن ایسا نہ ہو کہ میرے بعد کہنے والے کہین یا آرزو کرنے والے آرزو کرین پھر مین نے اپنے دل مین کہا کہ انکار کرے گا اللہ تعالےٰ (غیر ابی بکر کے) خلافت کا اور دفع کرینگے مسلمان غیر خلافت ابی بکر کو یا اس کے برعکس فرمایا۔

مولوی محمد عبداللہ بن عبدالعلی نبیرہ محدث شیخ عبدالحق دہلوی نے اپنی کتاب تفریح الاحباب مناقب الآل والاصحاب مطبوعہ اکمل الاخبار دہلی اِس حدیث کی تفسیر کے آخر فقرہ مین لکھتے ہین کہ آنحضرت نے یہہ کلمات ولیعہدی صرف حضرت عائشہ کے خوش کرنے کو فرما دیا تھا اور صدیق کی خلافت بھی مُراد تھی۔

یہہ حدیث ایک کہانی دردسر کی ہی جیسا زن وشو کے درمیان کلمات مزاح ہوا کرتے ہین اس سے اور خلافت سے کیا بحث یہانتک تو درست ہے کہ ہمیرے دردسر کی خبر ہو مگر آگے صدیقہ کا جوڑ پیوند معلوم ہوتا ہی کیونکہ کہان دردسر کی شکایتین کہان ولیعہدی و خلافت کی روایتین بہتان کیا ہی اور جبر کیا ہی۔

مگر ہان اس حدیث مین یہہ بات قابل توجہ ارباب نکتہ رس ضرور ہے کہ آنحضرت حضرت عایشہ کی موت اپنی حیات ہی مین چاہتے تھے کیونکہ آپ کو علم تھا کہ ان بی بی صاحبہ سے جنگ جمل مین کیا کچھ کرتوت ہونے والے ہین کہ ہزارہا بندہائے خدا کا خون صرف ان کی خواہش نفسانی کی وجہہ سے بہیگا اور خلیفہ برحق سے ناحق جدال و قتال کرینگے - ہان خوب یاد آیا عہدہ خلافت کو ایسی ہی مفت کی چیز سمجھہ کر خود دیکھی تو ہمدمی بہیلہ خون عثمان خلافت کی ہوس مین باپ کو تو خلافت مل ہی گئی تھی بھائی البتہ محروم رہا سو آپ اس کے قایم مقام ہوئین کیونکہ رسول خدا کا قول صادق ہونا چاہئے تھے بھائی نہی بہن آخر ہین تو ایک ہی باپ کے۔

اور رسول خدا کا یہہ فرمانا کہ میرے روبرو تو مر جاتی تو تیرے گناہون کی بخشش کے لئے دعا کرتا معلوم نہین وہ کیسے گناہ تھے جنکی بخشش رسول خدا کی دعا کی محتاج تھی عجب ہی اہل سنت کی عقل و فہم پر کہ باوجود تصدیق رسول خدا عایشہ کے گنہگار ہونے کی نسبت پھر بھی ان کو آیۂ تطہیر مین داخل سمجھتے ہین حالانکہ وہ خود اپنے ہی قول سے منزلون دور بھاگتے ہین۔

دوسری حدیث مرض الموت سرفت کی بیان کی گئی ہے مگر یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ انتقال سے کتنے روز پہلے اور باوجودیکہ آنحضرت کی تیمارداری مین سب بنی ہاشم و اہل بیت اطہار و ازواج ہر وقت و ہر لحظہ موجود رہتے تھے کیونکہ بجز ان حضرات کے غیر کا حاضر رہنا ایسی حالت مین آنحضرت کو قطعاً ناگوار تھا دیکھو روایت ابن عمر بخاری و ترمذی مین کہ آنحضرت نے

ابوبکر کی تیمار داری قبول نہ فرمائی اور اپنے اہل بیعت کو اِس کام کے لیے مختص کیا۔

پس یہہ حدیث مرض الموت میں بجز حضرت عائیشہ کے اہل بیت میں سے کسی نے رسوّل خدا سے نہیں سنی ورنہ بنی ہاشم میں بیعت ابوبکر میں اختلاف ہی نہ ہوتا اور بلا عذر سب لوگ بجان و دل حکم نبوی منظور کرتے اور سمجھتے شاید حدیث غدیر منسوخ ہوئی ہو۔

اگر کہو کہ جب آپ نے یہہ حدیث فرمائی اُس وقت صرف حضرت عائیشہ ہی تھیں تو پھر حضرت عائشہ نے کیوں دونوں کو نہ بلایا اور رسوّل خدا کے حکم کی تعمیل نہ کی اور یہہ حکم تو خاص اُنھیں کے باپ و بھائی کے لیے بلوائے بے دو دتھا ضرور ہی بلا کر سند لکھوالینی تھی۔

اوّل حدیث میں تو آنحضرت نے یہہ فرما کر ٹال دیا تھا کہ میں نے ایسا ارادہ کیا تھا کہ دونوں کو بُلا بھیجوں اور وثیقہ کردوں پھر میں نے کہا کہ خود خدا و مسلمان یہہ کام کرلیں گے یعنی اِس کی ضرورت نہ سمجھی۔ مگر اِس حدیث میں تو صاف آپ نے فرما دیا کہ دونوں کو بلالا میں نوشتہ یعنی خلافت نامہ لکھدوں پھر یہہ کہا اور وہ کہا کچھ بھی آپ نے عذر نہیں بیان کیا تو حضرت عائشہ کی فیاضی اور حق پسندی سے بسا لعید ہی کہ اپنے باپ و بھائی ہی کو سند خلافت سے محروم رکھا چہ جائیکہ بدیگران۔

ہاں یہہ امر ذہن نشین ہوتا ہی کہ آپ کو خیال ہوا ہوگا کہ جیسا حدیث قرطاس کے وقت غل غپاڑا شور و شرہان منہین صحابیوں میں برپا ہوا اور حضرت عمر نے رسوّل خدا کی نسبت ہذیان کا لفظ استعمال کر کے حسبنا کتاب اللہ کہدیا جس پر رسوّل خدا نے سب کو اپنے حجرہ سے نکال دیا ویسا ہی اِس سند کی تحریر کے وقت نہ ہو مگر نہیں ایسا نہ ہوتا وہ تو عین مدعا یاروں کا تھا اگر ذرا بھی رسوّل خدا کا اشارہ پاتے تو دس بیس قلم و دوات دو تین دستہ کاغذ آن واحد میں حاضر کر دیتے اور لکھنے والے دفتر کے دفتر سیاہ کر دیتے۔

پس بات یہہ ہی کہ آنحضرت نے نہ یہ حدیث فرمائی نہ وہ اور اگر فرمائی تو حضرت عائشہ نے حکم رسول اللہ کی تعمیل نہ کی نہ اُس کی تکمیل ہوئی اور آرزو کرنے والے خلافت کے اور گھٹنے والے قریب تر کے واسطے جن کو رسول خدا نے بہ حکم قدیر خم غدیر مین خلیفہ مقرر کیا تھا میدان وسیع بلا اغیار وخس خالی رہا۔

جب سقیفہ بنی ساعدہ مین جو ایسے کاموں کی پنچایت کو مخصوص تھا خلافت کیواسطے لوگ جمع ہوئے تو وہ بلڑ مچا کہ خدا کی پناہ تاریخین و روایتین شاہد حال ہین انصار کہتے ہم مین سے امیر ہو مہاجر دعوی کرتے ہم مین سے امیر ہو کوئی کہتا فلان ہو کوئی کہتا فلان غرض کہ وہ دھینگا مشتی لکد کوب ہوا کہ بیچارہ سعد بن عبادہ اُسی جماعت مین پامال ہو گیا۔ بنی ہاشم و اہل بیت اپنی مصیبت مین مبتلا رسول خدا کی تجہیز و تکفین مین مصروف تھے ان کو کیا خبر باہر دروازہ کے کیا ہو رہا ہے۔ سقیفہ تو دور تھا اور اگر خبر بھی ہوتی تو استغفر اللہ کیا رسول اللہ کی نعش مطہر چھوڑ کر خلافت کی پنچایت مین داخل ہوتے ہرگز نہین جگر جگر ہے اور دگر دگر ہے۔ ایک سنی فاضل حق پسند نے کیا خوب رباعی کہی ہے رباعی

انکہ گویند عائشہ در فضل	بہتر از دخت سید البشر است
قول آنہا چسان کنم باور	رشتہ دیگر رگ جگر دگر است

حضرت ابوبکر و عمر بھی اُسی جماعت مین موجود تھے اُنھون نے بھی قیل و قال کی اور لوگون کو سمجھایا بجھایا حضرت عمر نے ابوبکر کی جہانتک زبان نے یاری دی تعریف کی اور لوگون کو اپنا ہمزبان بنایا کہ ابوبکر سابق الاسلام ہین یار غار ہین جماعت کے امام ہین چنین و چنان مگر تعجب ہے کہ یہہ حدیثین نص خلافت کے جواب پیش کیجاتی ہین اُن سے کوئی تو کیا حضرت ابوبکر و عمر ہی واقف نہ تھے ورنہ ایسے اُتنی جماعت کے لئے ایک ہی فقرہ

حدیث کا کافی تھا اس قدر ہند و جہد بحث طول فضول کی نوبت ہی نہ آتی سب آمنا و صدقنا کہہ کر
خاموش رہتے اور لوگ دفن و کفن رسول خدا سے محروم نہ ہوتے اور فرقہ وہابیہ کو یہ عذر
نہ ہوتا کہ جب اصحاب خاص رسول خدا نے ہی انتقال کے بعد زیارت نہ کی اور تجہیز و تکفین میں شامل
نہ ہوئے تو ہم بھی انھیں کی تقلید کرتے ہیں اور زیارت کو نہیں جاتے ہمارا کیا قصور ہے ۔ بھلا جوہری
صاحب تم کو خدا ہی کی قسم ہے کہ کسی تاریخ کسی روایت کسی حدیث میں تم نے لکھا دیکھا ہے
کہ پنچایت خلافت میں ایک بھی حدیث ان حدیثوں سے خلافت نصی ابوبکر میں پیش
کی گئی تھی یا صرف اور اوصاف ابوبکر کے بیان کئے گئے تھے ۔ لیجئے حضرت عمر نے پہلے
ہاتھ بڑھایا اور ابوبکر کی بیعت کی اس روز چند اور آدمیوں نے شرف بیعت حاصل کیا اور یہی
ادھیڑ بن میں مصروف ہوئے کیونکہ خوف تھا کہ تمام دنیا کے مشرک مدینہ منورہ کے
گرداگرد جمع ہو کر چاہتے ہیں کہ اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیں ۔ سبحان اللہ خلافت
کے لئے یہ جمع یہ کوششیں یہ کاوشیں یہ ہنگامہ یہ دار و گیر اور رسول اللہ کے
دفن و کفن کی وہ صورت کہ صرف چند اعزا اقربا قلب صد چاک و دل اندوہناک
نالان و گریان تجہیز و تکفین میں مصروف ۔ افسوس اور ہزار افسوس اس امت کی دنیا
طلبی پر جو اپنے ہادی اور پیشوا نبی اللہ کی نعش مطہر کو بے غسل و دفن چھوڑ کر جب
جاہ و مناصب کیواسطے جا بجا مجمع کرتے پھرے اور قائم سقائف کی ہو ہمیں خدا اور رسول خدا
کے کلام پر اعتماد نہ کرے مولانا روم نے خوب فرمایا ہے ؎

چون صحابہ حب دنیا داشتند   مصطفیٰ را بے کفن بگذاشتند

کیوں جوہری صاحب جبکہ خداوند جل و علیٰ بذریعہ آیہ اکملت لکم دینکم واتممت علیکم
نعمتی و رضیت بدین اسلام کا معرفت اپنے رسول مقبول کی کل امت کے لئے مژدہ سنا

چکا تھا تو اب کس کا خوف تھا اور کس کی مجال تھی کہ اسلام میں رخنہ ڈالے کیونکہ خدا کا وعدہ پکا تھا مگر ہاں اعتقاد و اعتماد اس وعدہ پر انھیں انفاس قدسیہ کا کام تھا جو کامل الایمان تھے اور جن کو خدا اور رسول نے بروز فتح خیبر اپنا دوست بنایا تھا دیکھو حدیث نمبر ۷ مندرجہ رسالہ ہذا نہ ایسے ویسے جو منتظر بیٹھے تھے کہ ادہر رسول خدا کی روح مقدس علیین میں داخل ہوا ادہر دوڑ دہوپ کرکے خلیفہ بن بیٹھیں جیسا واقع ہوا۔

آپ کہیں گے وہ دین کا کام تھا اور اسلام کے ضائع ہونے کا احتمال تھا کہ لوگ مرتد ہو جائینگے۔

ہم کہتے ہیں جبکہ خدا نے دین کو کامل ہی کر دیا تھا اور کل نعمتیں تمام کر چکا تھا تو پھر اس وعدۂ خدا پر اعتماد نہ کرینگے کیا وجہ اگر کچھ بھی ایمان کا لگاؤ ہوتا تو اُسی وعدہ خدا پر مستحکم ہوکر کے ثابت قدم رہتے ہزار شور و شر ہوتا پروا نہ کرتے۔

پہلے اپنے رہنما ایمان عطا کنندہ کی تجہیز و تکفین نہایت اہتمام و سرگرمی سے کرتے بعدہٗ مسجد نبوی میں جو اس کام کے لئے موزوں و مستحق تر تھی انصار و مہاجر کا اجماع ہوتا اور خلافت کی بابتہ مشورہ ہوکر جس پر کل کا اتفاق ہوتا اُسے خلیفہ بناتے یہ بات البتہ مناسب وقت تھی مگر یہ باتیں کیوں ہوتیں وہاں تو یہ خیال تھا کہ اگر نبی ہاشم و اہل بیت اطہار نے کفن و دفن سے فرصت پالی تو غضب ہوگیا پھر کیسی خلافت کیسا اجماع (خلقت کا ہجوم اُسی طرف ہوگا جس کے لئے بروز خم غدیر منجانب خدا و رسول خلافت و امارت ہو چکی ہے ہم ہوچی کے سوچی رہ جائینگے یہ وقت غنیمت ہے اپنے ہاتھ سے نہ دو اور جب کارروائی بیعت کی شروع ہوگئی تو پھر بھیڑ یا دھنسان اُمی و جاہل لوگ ایک دوسرے پر گرنے لگے ابوبکر خلیفہ ہوگئے یہ خبر مشتہر ہوتے ہی

پھر کیا تھا بیعت کے لئے گھٹائیں چھا گئیں اور خاص سے عام بیعت کی نوبت
پہونچی مگر نہی ہاشم اسی بات پر اڑے رہے جو بروز خم غدیر رسولؐ خدا سے سن چکے تھے
اب تیسری حدیث جوہری صاحب کی سنئے بخاری و مسلم میں حضرت عائیشہ سے
روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بقسم تم یوسفؑ کے ساتھ والی عورتوں کی طرح
ہو یعنی کیوں خلاف نمائی کرتے ہو۔ کہو ابوبکر سے کہ لوگوں کو خود امام ہو کر نماز پڑھاوے
یہہ حضرت نے اس بیماری میں فرمایا جس میں انتقال ہوا **ف** حضرت عائشہ سے
روایت ہے کہ حضرت نے مرض الموت میں فرمایا کہو ابوبکر سے لوگوں کو نماز پڑھاوے
میں نے کہا ابوبکر نرم دل مرد ہے اگر حضرت کے مقام پر نماز پڑھانے کھڑا ہوگا رونے
لگے گا قرآن کی آواز لوگ نہ سنیں گے۔ عمر کو فرمایئے کہ نماز پڑھاوے حضرتؐ نے
فرمایا ابوبکر سے کہو نماز لوگوں کو پڑھاوے پھر میں نے حفصہ سے کہا کہ تم حضرت
سے کہو حفصہ نے حضرت سے یہی کہا تب یہہ حدیث فرمائی چنانچہ حضرت کی حیات
مبارک میں پانچ دن صدیق اکبر نے امامت کی یہہ اشارہ ہوا صدیق اکبر کی خلافت
کا کہ جو عہدہ خاص حضرت کا تھا یعنی نماز جماعت کی امامت کا وہ اپنی زندگی میں
صدیق اکبر کو دیا جیسے بادشاہ اپنی زندگی میں کسی کو تاج و تخت دلوے اور یہہ
علامت ہے کہ بادشاہ نے اسے اپنا ولیعہد کیا اور یہی حدیثیں حضرت نے خلافت
صدیق کی بابتہ فرمائی ہیں بطور پیشین گوئی جو مجمل مذکور ہی منہیں ہیں۔

جواب یا اللہ عورتوں کے کید عظیم سے اپنی پناہ میں رکھ۔

جتنی حدیثیں خلافت ابوبکر کی بابتہ آنحضرتؐ نے فرمائیں سب کی سب حضرت
عائیشہ ان کی دختر نیک اختر ہی سے ہیں اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہوئی

ہان اس حدیث مین حفصہ کی بھی موجودگی پائی گئی ۔ مگر صرف عائیشہ ہی کے قول سے ورنہ حفصہ بیچاری نے یہ حدیث کسی سے بیان نہین کی ۔ پس تعجب تو یہہ ہے کہ مرض الموت مین جس کی ہر وقت کی حضوری اور تیمارداری بنی ہاشم و اہل بیت اطہار کے ذمہ بھی اور دیگر ازواج بھی حاضر رہتی ہون گی اور ظاہر ہے کہ اُن تیمارداروں مین مرد بھی مثل حضرت علیؑ و عبد اللہ و فضل ابن عباس و خود حضرت عباس وغیرہما ہر وقت وہر لحظہ حاضر رہ کر خدمت نبوی کی سعادت حاصل کرتے مگر آنحضرت جو کچھ فرماتے عائیشہ ہی سے حالانکہ پردہ کی آیت بھی نازل ہوچکی تھی اور مرد بھی موجود ہی رہتے مگر آنحضرت بی بی صاحبہ سے ارشاد ہوتا کہ (بلا لا اپنے باپ ابو بکر اور اپنے بھائی عبد الرحمن کو تاکہ سند خلافت لکھدون) اور (کہدو ابو بکر سے کہ امام بنکر نماز جماعت پڑہاوے) کیا یہہ ممکن نہ تھا کہ مردون مین سے کسیکو بھیجکر بلواتے یا ابو بکر سے پیغام نماز کا بھجواتے کیونکہ حضرت عائشہ کو حکم پردہ مین بیٹھنے کا تھا اُن کو باوصف موجودگی مردون کے جو باہر جاتے آتے تھے تکلیف دینے کی کیا ضرورت تھی مگر ہان یہہ البتہ تم کہہ سکتے ہو کہ بخوف بنی ہاشم و اہل بیت اطہار آنحضرت بھی تقیہ کرتے تھے اور ایسی باتین صرف بی بی عائشہ ہی سے فرماتے کہ راز فاش نہ ہوجائے مگر غضب تو یہہ ہے کہ حضرت عائشہ نے تعمیل ارشاد نبوی مین وہ تاخیر اور عذرات بیجا وقوع مین لائے جن کے صلہ مین آنحضرت نے صاف طور پر فرما دیا کہ بقر تم یوسف کے ساتھ والی عورتون کی طرح ہو ۔ اب اہل انصاف ملاحظہ فرمائین یہہ مثال حضرت صدیقہ پر کہانتک اپنا اثر ظاہر کرتی ہے ۔ حضرت یوسف کے ساتھ والی عورتون کا یہہ قصہ ہے کہ انھون نے جن مین زلیخا سرغنہ تھی

حضرت یوسف کو طرح طرح کے اتہام و الزام جھوٹے مکر و تزویر سے لگا کر معصوم و ناکردہ گناہ کو قید خانہ میں ڈلوا دیا کہ وہ حضرت انھیں مکّار عورتوں کی وجہ سے بارہ۱۲ برس میں قید خانہ میں رہے۔ہم پہلے سمجھتے تھے کہ خداوند عالم نے (اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ) جو شیطان و عورتوں کے حق میں فرمایا ہے اس سے ازواجِ نبیؐ مستثنیٰ ہوں گی کیونکہ اُن کی مدارج رفیع ہیں۔مگر اس مثال مندرجہ حدیث مذکورہ بالا سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت عائشہ و حفصہ بھی اُسی ارشادِ خداوندی میں بہمہ صفت موصوف ہیں۔پس نہ معلوم صدیقہ کا خطاب حضرت عائشہ کو کس کے دربار سے ملا ہے اور حفصہ فاروقہ کے معزز خطاب سے کیوں محروم رہیں اگر باپ کی صداقت نے بیٹی کو صدیقہ بنایا تو دوسری صاحب بھی فاروق تھیں اُن کی بیٹی کو بھی فاروقہ کہنا چاہئے۔

اصل یہ ہے کہ صدیقہ کبریٰ حضرت خدیجہ کا لقب تھا بدیں وجہ کہ آپ نے بنی آدم میں سب سے پہلے آنحضرتؐ کی تصدیق رسالت کی اور یہ خطاب غصب ہو کے حضرت عائشہ کو دیا گیا کیونکہ آنحضرت سے کسی حدیث فریقین میں عائشہ کو صدیقہ فرمانا پایا نہیں جاتا جیسا اہلِ سنت کی روایتوں میں ابوبکر کو صدیق اور عمر کو فاروق کہنا آنحضرت کی نسبت بیان کیا گیا ہے معلوم نہیں جھوٹ یا سچ مگر خیر کچھ اصل تو ہے۔

ابھی نمازِ جماعت کی امامت جسے چوہدری صاحب نے خلافت کا تاج و تخت قرار دیا ہے زیرِ بحث ہے۔

سنئے چوہدری صاحب امامت نماز میں آپ کو یہ کد و کوشش کیوں ہے اور خاص عہدہ اور تخت و تاجِ خلافت سے اسے کیا تعلق ہے جو حضرت ابوبکر کی امامت نماز پر آپ مرے مٹتے ہیں اور خواہ نخواہ اُن کو امامت نماز کی بنیاد پر خلافت دئے دیتے

ہین معلوم ہوتا ہے آپ اہل سنّت کے حدیث وروایات واقوال صحابہ سے بالکل نادان و
نافہم ہین اور خدائے عزّوجل کے احکام سے بھی آپ بیخبر ہین۔
خداوند عالم حکم فرماتا ہے وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ جھکو جھکنے والون کے ساتھ
حسب رسم ورواج اہل سنّت زید وبکر کسی کی تخصیص نہین۔ اسی لیے اہل سنّت نے زمانہ
سلف سے آجتک امامت نماز کے واسطے کچھ شرف ومنزلت نہین لگائی۔ دُھنا۔
جولاہہ۔ کنجڑا قصائی۔ جسے دوسو تین یا دہ ہوئین اُس کے پیچھے نماز پڑہ لی کیونکہ خدا
نے جھکنے والون کے ساتھ جھکنے کا حکم فرمایا ہے۔
رہا رسولِ خدا کا فعل دیکھو صحیح مسلم وبخاری مین ابن عباس اور رافع بن عمرو بن عبید جو
جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ عبدالرحمن بن عوف رسولِ خدا کی صحت وسلامتی
وموجودگی مین امام جماعت ہوئے اور رسولِ خدا نے خود اُن کے پیچھے نماز پڑھی اور
کچھ مضائقہ نہ کیا۔

آب فرمائیے اس امامت نماز پر کیا ناز وفخر باقی رہا اور عہدۂ خاص وتاج وتخت
خلافت اول کس کے ہاتھ آیا عبدالرحمن بن عوف یا ابوبکر کے۔ آپ کہین گے
ایّام مرض کی امامت نماز مستند ہے اور جو اس سے قبل ہوا اُس کا اعتبار نہین۔ بہتر اسی
مرض کی حدیث لیجیے۔ کتاب اہل سنت ابوداؤد مین عبداللہ ابن زمعہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ پر جب مرض کی شدت ہوئی اور مسلمانون کی جماعت مین سے
ایک مین بھی آپ کے پاس بیٹھا تھا۔ تو بلالؓ نے حضور نماز کے لئے ندا کی فرمایا کسی کو
کہدو نماز پڑہا دے۔ مین باہر آیا ابوبکر موجود تھے مین نے حضرت عمرؓ سے کہا جو بیٹھے
تھے کھڑے ہو جیے لوگون کو نماز پڑہا دیے۔ آپ نے آگے بڑہ کر تکبیر کہی چونکہ حضرت عمر

بڑی آواز کے آدمی تھے رسول اللہ نے ان کی آواز سنکر فرمایا ابوبکر کہاں ہین وہ نماز پڑہاوین یہہ امامت وجماعت اللہ و مسلمانون کو ناپسند ہے۔ ابوبکر نے وہی نماز عمر کی پڑہائی ہوئی پھر اُلٹ کر پڑہائی۔

آپ غور کیجیے اور انصاف فرمائیے۔ پہلے آنحضرت نے فرمایا کسی کو کہدو نماز پڑہاوے جس کا عربی کا بھی فقرہ لکھ دیتے ہین فقال مروا من یصلی للناس جس مین کسی کو شبہہ نہ ہے کہ ترجمہ ٹھیک نہین جب حضرت عمر نے اپنی بڑی آواز سے نماز کی امامت شروع کی تو آنحضرت کو شدت مرض مین سخت ناگوار و تکلیف دہ معلوم ہوئی آپ نے حکم دیا کہ عمر امامت سے معزول اور ابوبکر منصوب ہون کیونکہ یہہ حضرت نرم دل اور کثیر البکاء دہیمی آواز کے آدمی تھے خیر انھون نے عمر کی نماز کو بحکم رسول خدا اُلٹ دیا اور از سر نو تکبیر سے نماز شروع کی اور تمام۔ پس ظاہر ہے کہ حدیث رسول خدا مین کسی کی قید نہین پہلے آپ نے یہی فرمایا کسی کو کہدو نماز پڑہاوے مگر صرف عمر کی کریہہ الصوت نے ابوبکر کو امامت کا تاج و تخت دیا اور آواز عمر نے یہانتک تکلیف پہونچائی کہ رسول خدا کو یہہ فرمانا پڑا کہ اللہ و مسلمانون کو یہہ امامت ناپسند ہے جو نماز عمر نے پڑہائی وہ باطل اور ناجائز کیونکہ نماز ہی اُلٹ دی گئی مگر ہمکو آتش مزاجی و غیظ و غضب حضرت عمر سے بہت ہی تعجب ہے کہ اس موقع پر آپ نے نہایت ہی تحمل و عجز و انکسار کو کام فرمایا کہ چُپ کے چپکے کھسک آئے اور کچھ نہ بولے کیونکہ انھین ایام شدت مرض مین آپ نے رسول خدا کو ہذیان سے نسبت دی اور حسبنا کتاب اللہ کہہ کر رسول اللہ کے حکم سے عدول کیا۔ دیکھو حدیث قرطاس صحیح مسلم و بخاری مین مگر یہان تو ابوبکر کو امام جماعت بننے کا معاملہ تھا

کیون نہ خاموش رہنے وہان قضیہ برعکس تھا یعنی حضرت علیؑ کی خلافت مقصود تھی۔ کیون
جوہری صاحب بھی حدیثین ہین جو نص خلافت ابوبکر پر مصدق ہین اور جن کی رو سے ابوبکر
خلیفہ ہوئے۔ کچھ تو خدا و رسولؐ سے خوف کیجئے اور خلق خدا سے شرمائیے۔ کیون جاہلون
کو گمراہ کرتے ہو مگر آپ کسی کی نہ سُنینگے خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى
اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ جس قدر حدیثین خلافت ابوبکر مین پیش کیجاتی ہین بالکل بے سر و پا نہ
عبارت کا ربط نہ مبتدا نہ خبر سراسر موضوعی و مصنوعی ہین معلوم نہین کس کی بنائی ہوئے
ہین جسے عقل سے بہرہ ہی نہ تھا۔ سر سید احمد خان محقق حال نے خطبات احمدیہ
مین لکھا ہے ابوبکر کے متعلق ہم نے کوئی حدیث نہ پائی جس کا صحیح سلسلہ آنحضرت
تک پہونچتا ہو یہہ حدیثین جو بیان کیجاتی ہین بالکل جعلی اور مصنوعی ہین۔ سر سید احمد خان شیعہ تو
ہین نہین نہ کبھی تھے اہل سنت کی ہی کتابون سے دیکھ بھال کر یہہ فقرہ لکھا ہوگا۔

اب آپنے حضرت علیؑ کیطرف توجہ کی ہے اور جہانتک اپکی لفاظی و لسانی اور زبان درازی
کو وسعت ہے خوب ہی دل کا بخار نکالا ہے۔ مگر یاد رکھیئے چاند کی طرف سر اٹھا کے خاک اڑائے
وہی چاند پر بلکہ خاک اڑانے والا خود ہی اُس خاک سے اَٹ جائے گا۔ لوگون کی نظر مین
گرد و غبار کا پتلا نظر آئے گا۔ اگر حق سے چشم پوشی ہو تو اُنہی جو آپنے اختیار کی ہے اور باطل
کو بڑھانا چڑھانا ہو تو ایسا جیسا آپنے رات کو دن اور دن کو رات کر دکھایا ہے مگر آپ کیا
تمام جہان کے ناصبی و خارجی اگر لاکھ برس تک ہاتھہ پیر مارین اور جھوٹی باتین بنائین تو
کیا ہوتا ہے ؎

چراغے را کہ ایزد بر فروزد　　　　اگر کس پف کند ریشش بسوزد

آپ فرماتے ہین۔ اسی ضمن مین اُن احادیث کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے جنپر اہل تشیع اہل سنت

کی کتب سے استدلال کرتے ہین۔

ہم کہتے ہین صدہا آتین ہزارہا حدیثون سے اہل حق خلافت حقہ بلافصل جناب امیرؑ استدلال بمعنی دارد ثابت کرتے ہین اور کور باطنون کو دکھا دیتے ہین کہ دیکھو وہ آفتاب عالمتاب چمک رہاہی جس کی شعاعون نے تمہاری آنکھونکو چکاچوند کر رکھا ہی

مگر خیر آپ نے دو حدیثین پیش کی ہین یہی ہمارے مدعا کو کافی ہین پہلے حدیث براء بن عازب سے صحیح بخاری و مسلم مین روایت ہی کہ جب رسولؐ خدا نے قصد غزوہ تبوک کا کیا جناب امیرؑ کو واسطے نگرانی اپنی بی بیون اور بچون کے مدینہ طیبہ مین محافظ مقرر فرمایا کفار اشرار نے جناب امیرؑ کو طعن کی کہ رسولؐ خدا آپ کو اپنے ساتھہ کیون نہین لیجاتے جناب امیرؑ کو یہہ بات ناگوار گزری بشکایت رسولؐ خدا سے کی اور کہا یارسول اللہ اتخلفنی فی النساء والصبیان یعنی اے رسولؐ خدا آیا خلیفہ کرتے ہو آپ مجھکو عورتون اور بچون پر تب حضرتؐ نے یہہ فرمائی اما ترضٰی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسٰی الا انہ لا نبی بعدی یعنی راضی نہین ہوتا ہی تو یہہ کہ ہو تو مجھ سے بمنزلہ ہارونؑ کے موسٰیؑ سے مگر تحقیق شان یہہ ہی کہ نہین کوئی نبی بعد میرے۔

سوال آپ کہتے ہین کہ شیعہ اس حدیث کے معنی اپنے مطلب کے موافق لیتے ہین مگر بچند دلائل معقول اُن کا دعوے صحیح نہین۔

جواب۔ ہم کہتے ہین اہل حق وہی معنی لیتے ہین جو حدیث کہہ رہی ہی اپنے مطلب اور دوسرے کے مقصد سے اُن کو کچھہ غرض نہین۔ اچھا صاحب ہم اس حدیث کے معنون مین آپ کی موافقت کرتے ہین اتنے خوش ہو گئے۔

سوال۔ آپ کہتے ہین یہہ خلافت جناب امیرؑ کی مثل خلافت حضرت ہارونؑ

کے وقت معینہ پر مخصوص تھی۔

جب حضرت موسیٰ کوہ طور سے واپس آئے حضرت ہارونؑ خلیفہ نہ تھے بلکہ مستقل خود ہی نبیٔ برحق تھے نہ خلیفہ اسی طرح پر اس معاملہ کو قیاس کرنا چاہئے۔

جواب ۔ ہم کہتے ہیں خلافت کا تو میان ذکر ہی نہیں رسولؐ خدا صاف فرماتے ہیں کہ یا علیؑ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے یعنی جیسا حضرت ہارونؑ شریک فی النبوت حضرت موسیٰؑ کے اپنی حیات تک رہے ویسا ہی تم بھی ہو مگر یہ البتہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

اس تشبیہ سے تو صاف ظاہر ہے کہ جیسا حضرت ہارونؑ تادم حیات حضرت موسیٰؑ کے شریک فی النبوت تھے ویسا ہی جناب امیرؑ بھی رسولؐ خدا کے شریک فی النبوت رہے ہاں بعد رسولؐ خدا کے نبیؑ کا ہونا محال تھا جس کا استثنا حدیث میں ہوا ہے۔ پس جناب امیرؑ کو دعوے نبوت تو ہے نہیں خلافت بلافصل کے مدعی ہیں تو کیا انصاف اسی امر کا مقتضی ہے کہ جو شخص حیات رسولؐ خدا میں شریک فی النبوت رہا ہو اسے اُن کی خلافت بھی نہ ملے اور جانشینی و وصی ہی سے بھی محروم رہے آخر قصور کیا ہوا۔

جوہری صاحب ۔ یہ حدیث خدا ہی نے آپ کی زبان سے نکلوائی ہے الحمد للہ خلافت تو درکنار جناب امیرؑ رسولؐ خدا کے شریک فی النبوت ہو گئے۔ (حضرت موسیٰؑ کوہ طور سے واپس آئے تو حضرت ہارونؑ خلیفہ نہ رہے بلکہ نبیؑ رہے) ہم کہتے ہیں اگر خلیفہ و نبیؑ دونوں رہے تو کیا مضائقہ کیونکہ شرکت فی النبوت میں خلافت ضروری امر ہے۔ حضرت موسیٰؑ رسول اللہ صاحب شریعت اور حضرت ہارونؑ نبیؑ

وخلیفہ حامی ومددگار معاون وجان نثار ایسا ہی جناب امیر پر قیاس کرو کیونکہ جو حضرت
ہارون کو حضرت موسیٰ کے ساتھ نسبت تھی بعینہ جناب امیر کو رسولؐ خدا کے
ساتھ یکجہتی وبرادری تھی ۔ دیکھو حدیث منبر ترمذی علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ
سے ہے پھر اب مغائرت کیا جیسا حضرت موسیٰ کی واپسی پر حضرت ہارونؑ نبی وخلیفہ رہے
ویسا ہی جناب امیر بھی بعد معاودت رسولؐ خدا خلیفہ رہے اور شریک فی النبوت
مثل حضرت ہارونؑ کے مزید براں کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے میرے پیچھے نبیؐ نہ ہوگا
مگر زمانہ حیات کے لئے کچھ استثنا نہیں کیا پس وہی مرتبہ جناب امیر کا حیات رسولؐ
خدا میں رہا جو حضرت ہارونؑ کا حضرت موسیٰ کے زمانہ میں ورنہ یہ تشبیہ ہی بے سود
وبیکار ہوئی ہے ۔

سوال ۔ آپ کہتے ہیں اس قسم کی خدمت بسبب ہمرازی کے بیٹی یا داماد ہی کو
سپرد کیجاتی ہے پس جناب امیر کا چند روز کے واسطے بطریق محافظ کے مقرر ہونا
دلیل خلافت نہیں ہو سکتا ۔

جواب ۔ ہم کہتے ہیں یہ آپ کی سمجھ کا قصور ہے ۔ حدیث میں منزلت
ہارونی عطا ہوئی ہے محافظ یہ معنی دارد جیسا حضرت ہارونؑ کل امت موسوی
کے خلیفہ وجانشین ہوئے تھے ویسا ہی جناب امیر بھی ۔ اور یہی دلیل
خلافت بلافصل جناب امیر کی ہے ۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ؛
ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ سبھی اعزا واقارب آنحضرتؐ کے موجود تھے جو بقول
اہل سنت اہلبیت میں داخل سمجھے جا [illegible] قابلیت رکھتے ہیں مثل جناب عثمان داماد
رسولؐ خدا جناب ابوبکر و عمر جنکے داماد رسولؐ خدا تھے حضرت عباس رضی اللہ و فضل رسولؐ خدا کے چچا و

چچازاد بھائی جناب زبیر پھوپی زاد بھائی وغیرہ - پھر تخصیص جناب امیرؑ کی کیا تھی
کہ آپ ہی کو یہ منصب عالی عطا ہو کوئی خاص وجہ تو ضرور ہو گی کیونکہ حدیثیں روایتیں
تاریخیں فریقین کی شاہد حال ہیں کہ یوم بعثت رسولؐ خدا سے تادم آخر نہ کسی کو خطاب
ہارونی ملا نہ غیر حاضری رسولؐ خدا میں کل قوم کے خلافت و امامت مثل حضرت ہارونؑ
کے - وجہ قوی ترجیح ہے کہ خدا و رسولؐ خدا کو منظور ہوا کہ جناب امیرؑ رسولؐ خدا کے
خلیفہ برحق حیات رسولؐ خدا میں ہی علی الاعلان مقرر کئے جائیں تاکہ بعد ممات رسولؐ خدا
کسی کو مجال چون وچرا نہ ہو پس جب آنحضرت غزوہ تبوک کے عازم ہوئے تو حضرت
امیرؑ کو مدینہ میں رہنے کا حکم دے کر تشبیہ ہارونی کا خلعت فاخرہ اُن کو پہنایا اور اپنا خلیفہ
و جانشین و ولیعہد بنایا کیونکہ یہ موقع ہی ایسا تھا ورنہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت
کسی معرکہ جنگ میں تشریف لیگئے ہوں اور جناب امیرؑ ساتھ نہ ہوں اور مدینہ میں
رہگئے ہوں - ہر جنگ میں مقدمۃ الجیش تھے علیؑ اور کیوں نہ ہوں جبکہ خداوند عالم
نے قلع و قمع کفار ناہنجار و مشرکان اشرار آپ ہی کی ذوالفقار شرربار ہدیہ خدا و رسولؐ مختار
پر منحصر کر دیا تھا جس کی نسبت بروز فتح خیبر جبرئیل وکیل رب جلیل بآواز بلند کہہ رہے
تھے لَا فَتیٰ اِلَّا عَلِی لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار ہ اور رسولؐ خدا و تمام صحابی موجود
سن رہے تھے دیکھو حدیث اہل سنت نمبر ۲ سند رحم رسالہ ہذا شاید آپ کہیں کہ ہی
غزوہ تبوک میں جناب امیرؑ ہمراہ نہ تھے تو اس کی وجہ وہی ہے کہ آپ کو منزلت ہارونی
عطا ہوئی تھی اگر ساتھ جاتے تو حضرت ہارون کی تشبیہ کیونکر صادق آتی -

علاوہ اس کے اس غزوہ کی بنیاد ہی کیا تھی ادہر پہونچے اور اُدہر فتح ہوئی نہ
لڑائی ہوئی نہ جھگڑا - رسول خدا خود بھی نہ تشریف لیجاتے اور کسی کو بھیجدیتے تب بھی

فتح ممکن تھی مگر نہیں رسولِ خدا کا تشریف لیجانا جناب امیرؑ کو خلیفہ و جانشین کر جانا مصلحت خدا و رسولؐ ہی تھی۔

سوال ۔ آپ کہتے ہیں کتب سیر فریقین میں مرقوم ہے کہ حضرت ہارونؑ نے حیات حضرت موسیٰؑ ہی میں وفات پائی پھر خلافت کیسی۔

جواب ۔ ہم کہتے ہیں بیشک ایسا ہوا حضرت ہارونؑ کا پہلے انتقال ہو گیا مگر یہ تو نہیں ہوا کہ حضرت موسیٰؑ کوہِ طور سے واپس آئے اور حضرت ہارونؑ نے قالب کو خالی کیا بلکہ مدت تک زندہ رہ کر شریک فی النبوت رہے اور جب قضا آئی روح نے قالب کو چھوڑا گو حضرت موسیٰؑ کی حیات ہی میں سہی مگر جناب امیر بفضلہٖ صحیح و سالم دشمنانِ خدا اور رسولؐ کی سرکوبی و گفش زنی کے لئے زندہ و موجود رہے اور اسی طرح جیسا حضرت ہارونؑ خلیفہ و شریک فی النبوت موسیٰؑ تھے یہ بھی حیات رسولؐ خدا میں شریک فی النبوت و خلیفہ و بعد اُن کے مثل حضرت یوشع بن نون و حضرت کالب بن یوقنا بلا فصل خلیفہ رسولؐ ہوئے۔

یہ تو فرمایئے کہ حضرت ہارونؑ تو بوجہ انتقال خلافت موسیٰؑ سے محروم رہے اگرچہ حضرت موسیٰؑ نے اپنی غیبت میں خلیفہ کیا تھا یا یہ کہو اپنی قوم اُن کے سپرد کی تھی تو اگر حضرت ہارونؑ زندہ رہتے تو اُمت موسیٰؑ کے خلیفہ و سردار ضرور ہوتے اور شریعت موسوی کی تکمیل کرتے لیکن جناب امیرؑ سے کیا قصور سرزد ہوا کہ رسالت محمدیؐ میں تا حیات شریک فی النبوت و خلیفہ رہ کر بعد ممات باوصف زندہ رہنے و بہمہ صفات موصوف ہونے کے خلافت بلا فصل سے محروم کیئے گئے آخر کوئی وجہ تو ہونی چاہیئے۔ رسولؐ خدا نے تو

(لانبی بعدی) فرمایا ہے (لاخلافت بعدی) نہیں ارشاد کیا۔ رسول خدا کو حضرت ہارون کے انتقال کی خبر تھی کہ حضرت موسیٰ کی حیات میں اُن کا ارتحال ہوا گر تشبیہ انھیں سے دی جو شریک فی النبوت و خلیفہ موسوی تھے پس کیسا غضب اور کیسی حق تلفی و حق پوشی ہے کہ جسے رسول اللہ اپنی حیات سراپا خیر و برکات میں شریک فی النبوت اور اپنی غیبت میں خلیفہ و جانشین برحق بنائیں اُسے بعد وفات رسول کے اُمت مغضوبہ تعصب و اغراض نفسانی سے باغوائے چند دنیا طلبان یون معطل و بے کار کر دے اور خلافت کے بھی لائق نہ سمجھے اور اپنی گون کا خلیفہ تجویز کرے جس سے دنیاوی مناصب و مراتب ملنے کی اُمید ہو فسوس صد ہزار افسوس۔

سوال ۔ آپ لکھتے ہین حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے حقیقی بھائی تھے اور عمر مین کلان اور نبوت مین شریک اور گویائی مین افصح البیان۔ جب ان جملہ مراتب مین سے جناب امیر کو ایک بھی حاصل نہ تھا تو کیون کر آپ خلیفہ بلافصل ہو سکتے تھے۔

جواب ہم کہتے ہین یہہ سوال رسول خدا سے کرنا چاہتے تھا۔ آپ کے صدیق اکبر العیوب دین نے کیون نہ پوچھا کہ یا حضرت جبکہ حضرت علیؑ مین حضرت ہارونؑ کے مراتب مین سے ایک بھی نہین ہے تو آپ کیون اُن سے تشبیہ دیتے ہین اور مجھے جو آپ خلیفہ بنا چکے ہین جس کی میری بیٹی صدیقہ گواہ ہے۔ اُسے آپ کیون بھول گئے مگر یہہ خیال کیا ہوگا کہ تیرہ سو برس ۱۳۰۰ بعد ہمارے عاشق زار میان جوہر صاحب پیدا ہون گے وہ شیعون سے پوچھ لین گے۔ اب ہم سے سنیئے۔ یہہ حدیث مخبر صادق کی ہے جن کا ہر کلام وحی الٰہی تھا جب حضرت علیؑ بمنزلہ حضرت ہارونؑ کے ہوئے تو سب مراتب ہارونی پر قبضہ بلاشرکت غیرے پا گئے۔ وہ حضرت موسیٰ کے حقیقی بھائی تھے۔ یہہ رسول خدا کے چچا زاد بھائی

وہ چچا کیسا جس نے رسول اللہ کی پرورش کی اور ہر حال میں سینہ سپر و جان نثار رہا ہیں آنحضرت نے انھیں حقوق عموی کی وجہ سے حضرت علیؑ کو اپنا بھائی و یار دین و دنیا دونوں کا بنایا دیکھو حدیث نمبر ۲ ترمذی سند رجم رسالہ ہذا ۔ اور اس حدیث نے تو کچھ پردہ ہی نہ رکھا جیسے حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے حقیقی بھائی تھے ویسا ہی حضرت علیؑ حضرت رسول خدا کے حقیقی بھائی ہو گئے کیونکہ آپ نے حدیث میں بمنزلہ ہارون کا لفظ فرمایا ہے نہ بمثل وغیرہ ۔

اور نبوت میں شریک ہونا بھی بمثل حضرت ہارونؑ کے ۔

اور افصح البیان ہونا بھی غرضکہ جو مراتب و صفات ہارونی تھے بعینہ سب حضرت علیؑ کو مل گئے ۔ اور یہ خدا کی دین ہے اس میں کسی کا اجارہ نہیں ہے ؎

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری ہو جائے

عمر میں کلان و خورد ہونا یہ کیا بات ہے یہاں مدارج و مراتب کا ذکر ہے یا بڑائی و چھوٹائی کا ۔ حضرت موسیٰ صاحب شریعت ۔ رسول اللہ تھے حضرت ہارونؑ باوصف عمر زیادہ ہونے کے نبی شریک فی النبوت و خلیفہ پھر عمر زیادہ ہونے کی کیا فضیلت ہوئی حضرت علیؑ کا افصح البیان ہونا اگر تاریخیں و روایتیں دیکھو تو معلوم ہو ۔ حال کی تصنیف تنقید الکلام مصنفہ مسٹر امیر علی صاحب بیرسٹر ایٹ لا جج ہائی کورٹ کلکتہ سنی المذہب نے حضرت علیؑ کو اعلم الناس بعد رسول خدا کے تاریخوں روایتوں سے چھان بین کر کے لکھا ہے ۔

مولوی عماد الدین سنی المذہب جو عیسائی ہو گئے ہیں اعجاز قرآنیہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ کے اقوال کلام اللہ سے بلاغت و فصاحت میں بڑھے ہوئے ہیں اور

قول حضرت علیؑ اور کلام اللہ کی آیتین لکھکر دکھلادیا ہے مگر ہم اس پر اعتماد و اعتقاد نہین رکھتے کہ کلام اللہ پر کسی کے کلام کو سبقت ہو ایک محقق کا خیال ذکر کرتے ہین اور بہت سی روایتین صدہا حدیثین حضرت علیؑ کی افصح البیانی کی تصدیق کرتی ہین مگر ان سب کو طاق پر رکھدو اور مخبر صادق کے قول پر اعتماد کرو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُهَا یہہ حدیث مقبولہ فریقین ہے اور شہرت عام رکھتی ہے اللہ بس باقی ہوس۔

سوال۔ آپ کھتے ہین حضرت رسول خدا نے جو تشبیہہ کہ جناب امیرؑ کو حضرت ہارون سے دی ہے اس سے ثابت ہے کہ جیسے حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ کی حیات مین خلیفہ تھے ویسے ہی جناب امیرؑ بھی حیات مبارک رسول خدا مین خلیفہ رہے ہون چونکہ بعد وفات حضرت موسیٰؑ حضرت یوشعؑ بن نون و حضرت کالب بن یوقنا خلیفہ ہوئے اُسی طرح سے بعد وفات رسولؐ خدا حضرت صدیق اکبر خلیفہ ہوئے۔

جواب۔ ہم کہتے ہین جناب امیرؑ حضور رسولؐ خدا مین شریک فی النبوت و خلیفہ اور غیبت مین خلیفہ مطلق رہے تشبیہہ سے یہی ثابت ہے پس بعد وفات رسولؐ خدا وہی مستحق تر خلافت کے ہونگے جو حضور مین شریک فی النبوت و خلیفہ و غیبت مین خلیفہ مطلق رہے ہین ابوبکر کا خلیفہ ہوجانا اور حضرت علیؑ کا خلافت سے محروم ہونا جھگڑا اور نادان آدمیون کا جوڑ توڑ ہے۔ یہی تو ہم پوچھتے ہین کہ رسولؐ خدا کی حیات مین بقول آپ کے جو خلیفہ رہا ہو بعد وفات اُس کی خلافت پر کیون نہ اجماع ہوا اور رسولؐ خدا کے حیات کی خلافت کیون بیچکارہ سمجھی گئی آپ

کھین سے گئے سلمان راضی نہ ہوئے ہم کہتے ہین سلمانون کو تھاڑ مین جھونکو۔
آپکے صدیق نے جو ہر قول رسولؐ خدا کی نسبت صَدَّقْتَ یا رَسُولَ اللہ کہتے رہے
کیون نہ جاہلون کو سمجہایا اور حدیث کے معنی و مطالب ذہن نشین کئے
تک خود ہی خلیفہ بن بیٹھے ۔ سبحان اللہ ۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند ۔ بھلا
جوہری صاحب سیدہ تو فرمائیے کہ اس حدیث سے اور ابوبکر سے کیا لگاؤ و مناسبت
ہے جو حضرت یوشع بن نون کی طرح خلیفہ ہو گئے کیا حضرت یوشع بھی چند جاہلون
کے اجماع سے خلیفہ ہوئے تھے ۔ یا اُن کو خود حضرت موسیٰؑ نے اپنا خلیفہ کیا
تھا یہی تو بھید ہے کہ امامت و خلافت من جانب اللہ و رسولؐ ہوتی ہے جیسا حضرت
یوشع و حضرت علیؑ خلیفہ و جانشین ہوئے دوسرون پر اجماع ہوا تو ہوا کرے اس اجماع
کی حقیقت ہی کیا ہے جس مین قوم کے شرفا و نجبا شامل نہون ۔ دیکھو حدیث مسند حسب
ذیل امام احمد انس بن مالک سے روایت کرتے ہین کہ ہم نے سلمانؓ فارسی سے
کہا کہ رسولؐ خدا سے پوچھو کہ آن کا وصی کون شخص ہے پس سلمان فارسی نے
رسولؐ خدا سے پوچھا حضرت نے فرمایا کہ موسیٰؑ بن عمران کا کون وصی تھا سلمان نے
جواب دیا کہ یوشع بن نون فرمایا میرا وصی میرا وارث میرے وعدہ کا وفا کرنے
والا علی ابن ابی طالب ہے پس اب تو کوئی شک باقی نرہا ۔ اور آپکے صدیق دودہ
کی مکہی کی طرح خلافت سے الگ ہو گئے کیونکہ یوشع بن نون کا بھی مرتبہ جناب امیر
ہی کو ملگیا

سوال آپ کہتے ہین جب رسولؐ خدا نے (اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ) کو کہ جملہ خبریہ ہے
استثنا فرمایا تو منصب یعنی نبوت درصورت حیات حضرت ہارونؑ ابد ثابت

حضرت موسیٰؑ ہرگز جدا نہ ہوتا جیساکہ بسبب استثنا کے جناب امیرؑ سے قطعاً جدا ہوگیا۔

جواب — ہم کہتے ہیں۔ ہم نہ جملہ خبریہ جانیں۔ نہ جبریہ و قدریہ۔ صاف بات یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد نبی ہوئے ہیں۔ حضرت رسول خداؐ خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد رسول و نبی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے (انّہٗ لا نبیّ بعدی) فرمایا کہ حضرت علیؑ کو بعد میرے کوئی نبی نہ سمجھے مگر خلیفہ جو میں نے اپنی حیات ہی میں کر دیا ہے۔ سو یہی حضرت علیؑ کو دعوے تھا اور اُن کے تابعین کو اب تک ہے کہ جب آپ حیات رسول خداؐ میں خلیفہ ہوئے تو بعد وفات بدرجہ اولےٰ جانشین و وصی و ولیعہد و خلیفہ کا منصب آپ کو ملا۔ استثنا نبوت کا ہوا ہے نہ خلافت و امامت کا جدائی نبوت سے ہوئی ہے نہ کہ خلافت سے تمہاری اُلٹی سمجھ ہے جملہ خبریہ کو وظیفہ بناؤ اور شہد لگا کر چاٹو۔ حضرت ہارونؑ زندہ رہتے تو بعد حضرت موسیٰؑ کے خلیفہ ہوتے حضرت علیؑ حیات میں بھی خلیفہ رہے اور وفات کے بعد بھی خلیفہ بلا فصل۔ ہر کہ شک آرد کافر گردد۔

سوال — آپ کہتے ہیں ولو فرضنا۔ حضرت ہارونؑ بعد حضرت موسیٰؑ کے زندہ بھی رہتے بلا شبہ رسولؑ مستقل رہینگے اور بدستور دیگر انبیاء اللہ کے ضرور ہی تبلیغ احکام شریعت فرماتے چونکہ جناب امیرؑ میں یہ صفت نہ تھی پھر استحقاق خلافت کیسا۔

جواب — ہم کہتے ہیں حضرت ہارون اگر زندہ رہتے تو خدا حکم دیتا وہ کرتے

(ضروری تبلیغ احکام شریعت کرتے) خدا کو علم ہے کیا کرتے کیا نہ کرتے۔ ہاں یہ خیال میں آتا ہے تکمیل شریعت موسوی کرتے (کیونکہ حضرت موسیٰ کی خلافت اُن کو ملتی) پس جبکہ حضرت علیؑ میں صفت خلافت موجود تھی اگر انکو تم لوگ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ پر عمل کر کے خلیفہ بناتے تو تکمیل شریعت محمدیؐ کرتے اور خدا کے احکام و رسولؐ اللہ کے فرمان پر پورا پورا عمل ضروری ہوتا۔ اسلام میں جو رخنہ پڑا اور بہتر ۷۲ فرقہ ہو گئے یہ کچھ نہ ہوتا سب کو سیدھی راہ ملجاتی گمراہی کا طریقہ بند ہو جاتا احکام خدا میں تاویلیں بیجا۔ احادیث نبوی کی توضیحیں رکیک نہ ہوتیں اسلام ایک ڈھرے پر لگ جاتا جس سے جنت کا رستہ قریب تھا غرضکہ سب کچھ ہو رہتا اور اسلام اپنا آپ ہی نظیر بنتا مگر ہاں دنیا نہ تھی جس پر اُمّت فریفتہ ہوئی۔ دین تھا جس سے روگردانی کی بس یہی بات تو تھی کہ دنیا طلبوں نے حضرت علیؑ کو اپنی گوں کا نہ پایا اور رسولؐ خدا کا انتقال ہوتے ہی یاروں نے بساط خلافت بچھا کر زمانہ کا رنگ بدل ہی دیا اور ایک نئی دنیا قایم کر دی۔

سوال ۔ آپ کہتے ہیں حدیث شریف میں استثنا منقطع موجود ہے اگر اس کو شیعہ استثنا متصل خیال کریں تو اس صورت میں حدیث رسولؐ خدا کی صریح تکذیب ہوتی ہے قطع نظر ان جملہ امورات کے کہ شیعہ بتا دیں کہ حدیث موصوفہ میں کونسا لفظ ایسا ہے جس سے نفی خلافت خلفاء ثلٰثہ و اثبات امامت جناب امیرؑ پائی جاتی ہو ہاں اگر فی وقت من الاوقات کہا جاوے تو یہ عین مذہب سنت والجماعت کا ہے۔

جواب ۔ ہم کہتے ہیں استثنا منقطع ہو یا غیر منقطع یا اور کچھ مگر

نبوت سے استثنا ہے خلافت سے نہیں ہے۔ اور بعد رسولؐ خدا کے نہ کہ حیات
میں پس اصل حق حیات رسولؐ خدا ہی سے خلافت حقہ جناب امیرؑ کے قائل ہیں جیسا
تم کو بھی عذر نہیں ہے کہ حیات رسولؐ خدا میں جناب امیرؑ خلیفہ تھے۔ پس خلافت
جناب رسولؐ خدا کا سلسلہ تا دم آخر حیات و بعد ازاں بعد وفات رسولؐ خدا
حیات جناب امیرؑ کے دم آخرین تک قائم رہا۔ اس کا استثنا حدیث میں
نہیں ہے۔ اور وہی (لفظ بمنزلہ ہارونؑ) سند حجت حدیث ہذا نفی خلافت
خلفائے ثلثہ پر دلیل کافی و وافی ہے۔ کیونکہ جب خلافت کا سلسلہ حیات
اور بعد وفات بدستور قائم رہا۔ پھر غیر کی گنجائش کجا۔ سبحان اللہ فی
وقت سن الاوقات کی خوب ہی دل بہلاؤ کہانی ہے جسے سنکر بچے شیر خوار
بھی ہنستے ہیں ع چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا۔ ابھی تو آپ
ابوبکر کی خلافت ثابت کر رہے تھے۔ اب ثانی و ثالث کدھر سے آکودے
بیل نہ کودا کودی گون۔ یہ تماشا دیکھے کون۔ حدیث حضرت علیؑ کی شان
میں شرکت فی النبوت و خلافت فی غیبت اُن کی ذات خاص سے مختص
آپ کے خلفائے ثلثہ تو اس سے مشرق و مغرب کا فاصلہ رکھتے ہیں مگر ہاں
خلافت ترتیبی کے خیال نے آپ کو فی وقت سن الاوقات کہنے کا موقع
دیا ہے۔ اب ہم آپ سے خصوصاً اور تمام دنیا کے سنیوں سے
عموماً پوچھتے ہیں کہ خلافت جناب امیرؑ کی جو حیات میں تا دم واپسین
رسولؐ خدا رہ کر جس کے تم بھی قائل ہو گئے ہو بعد وفات کے ۲۵۔
۲۶۔ برس تک کیوں معطل و بیکار ہو گئے اور رفتے وقت سن

الاوقات پر منحصر کرنے کی کیا وجہہ کیا کوئی استثنا حدیث مین ہے کہ ابوبکر عمر عثمان جب خلافت کر لینگے تب جناب امیرؑ کی طرف پھر خلافت رجوع کرے گی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ برین عقل و دانش بباید گریست ۔

اب سنئے شان و نزول اس حدیث مقدس کی جو آپ نے بیان کی ہے (کہ جناب امیرؑ کو واسطے نگرانی اپنی بی بیون و بچون کے مدینہ طیبہ مین محافظ مقرر فرمایا اور کفار اشرار نے طعن کی اس پر آپنے رسولؐ خدا سے عرض کیا کہ آپ مجھے عورتون و بچون پر خلیفہ کرتے ہین) تب یہہ حدیث آنحضرت نے فرمائی شاید ایسا ہوا ہو مگر اس حدیث نے تو کفار اشرار و اُن کے ہم خیال و ہم زبان کی طعن کو خاک مین ملا دیا اور جناب امیرؑ کو تاج ہارونی پنہا کر تخت شرکت فی النبوت و خلافت بلافصل پر بٹھا دیا ۔ پھر بھی وہی عورتون و بچون کی محافظت جیسا انکو اب تک اسی قول کفار اشرار پر اصرار ہے اور حدیث نبوی ؐ سے انکار پس نہین معلوم آپ کیسے مسلمان ہین کہ قول کفار کے مصدق و مخبر صادق کی حدیث کی تکذیب ہ

گر تو قرآن بدین نمط خوانی ببری رونق مسلمانی

کیا حضرت موسیٰؑ نے حضرت ہارونؑ کو بھی حکم دے کر خلیفہ مقرر کیا تھا کہ عورتون و بچون کے لئے آٹا دال نمک تیل بازار سے لا دینا اور دروازہ پر رہ کر ان کی محافظت کرنا یا رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا تھا کہ تم کو بمنزلہ ہارونؑ خلیفہ تو کر جاتے ہین مگر بجز محافظت عورتون و بچون کے اور کچھ نہ کرنا جیسا اہل سنت کی کتابون مین لکھا ہے کہ عبداللہ ابن مکتوم کو امامت نماز

کا حکم دیا تھا واعجبا تنقیص شان و منزلت حضرت علیؑ میں کیسی بے سروپا باتین بنائی جاتی ہین اور ایسی تاویلین اور توجیہین رکیک حکم خدا و رسولؐ مین قایم کیجاتی ہین جن سے آیت و حدیث کے معنے و مطالب الٹ پلٹ جاتے ہین مگر کچھ ہی ہو اہل سنت کو خلافت ابوبکر ہی مان لینا واجب ہے - عبداللہ ابن مکتوم کی پخ اس حدیث مین اس لئے لگائی گئی ہے کہ کوئی یہہ نہ سمجھے کہ حضرت علیؑ نماز بھی پڑہاتے تھے ورنہ مثل امامت نماز ابوبکر جو خلافت کی جڑ بنائی گئی ہے حضرت علیؑ بھی امام جماعت بن کر خلیفہ نہو جاین پس کوئی نہ کوئی روڑا چلتی گاڑی مین اٹکا دینا چاہتے تھے - امامت نماز کی اصلیت و وقعت ہم نے بحث امامت نماز مین لکھدی ہے کہ رسولؐ خدا نے خود ہی عبدالرحمن ابن عوف کے پیچھے نماز پڑہ لی اور مرض الموت مین آپ نے امامت نماز کے لئے کسی کی قید نہین لگائی یہہ فرمایا - (کسی کو کہدو نماز پڑہا دے) پس غزوہ تبوک کو جاتے وقت آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو بمنزلہ ہارونؑ خلیفہ و جانشین کیا جیسا کہ حضرت ہارونؑ کل قوم پر سردار و خلیفہ مطلق ہوئے ویسا ہی حضرت علی بھی سردار و خلیفہ مطلق رہے پھر یہان عبداللہ ابن مکتوم کی کہان گنجایش رہی اور امامت نماز اس بیچارہ کو کیونکر نصیب ہوئی ہان اگر اس حدیث مین امامت نماز کا استثنا ہوتا تو ہم ہان بھی لیتا او کہتے کہ جب امامت نماز کی وقعت ہی کچھ نہین ہے رسولؐ خدا عام مسلمانون کے پیچھے نماز پڑہا کرتے تھے اور حکم دیتے کہ کسی کو کہدو نماز پڑہا دے - تو یہہ استثنا چہ معنی دارد - بات یہہ ہے کہ خلافت مطلق جناب امیر مین عبداللہ ابن مکتوم نے کبھی بحکم آپ کے نماز پڑہا دی ہوگی اس پر یہہ بات کا بتنگڑ بنا لیا گیا ہے ورنہ کچھ اصل نہین - اسی لئے جوہر صاحب نے اس امامت کا ذکر ہی نہین کیا کہ کون ایسی بے سروپا بات

کھو کر خجالت اُٹھاوے۔

حدیث خُم غدیر یا معشر المسلمین الست اولی بکم من انفسکم قالو بلیٰ۔

قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔

اے گروہ مسلمانان مقرر ہے کہ مجھکو جان اپنی سے زیادہ دوست رکھتے ہو تم پس جو کوئی مجھکو دوست رکھے علیؑ کو دوست رکھے بار خدایا دوست رکھ اُس شخص کو جو دوست رکھے اُس کو اور دشمن رکھ اُس کو جو دشمن رکھے اُس کو۔

غضب تو یہ ہو کہ تم حدیث کو کاٹ چھانٹ کر اپنے مطلب کے مطابق بنا لیتے ہو اور جو جی میں آیا معنی بیان کر کے اناپ شناپ بکے جاتے ہو۔ حدیث کے پورے فقرات تو لکھ دیتے جو اہل سنت کی کتابوں میں لکھے ہیں اور اُن پر پھر اپنی بڑ ہانکتے۔ اہل سنت نے مضمون میں ہیر پھیر کیا ہے مگر فقرے پورے لکھے ہیں تم اُن بھی تصرف کرتے ہو۔ نہ خوف از خدا و نہ شرم از رسولؐ۔

حدیث صحیح۔ عن البراء بن عازب و زید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزل بغدیر خم اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولی بالمؤمنین من انفسھم قالو بلی قال الستم تعلمون انی اولی بکل مومن من نفسہ قالو بلی۔ فقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

فلقيه عمر بعد ذالك فقال هنيئاً يا ابن ابيطالب اصبحت وامسيت مولى كلّ مؤمن ومؤمنة رواه احمد وفي رواية له اللّٰهمّ انصر من نصره واخذل من خذله واحبّ من احبّه وابغض من ابغضه -

ترجمہ بلفظہ امام احمد براء ابن عازب سے روایت کرتے ہین کہ رسول خدا جب غدیر خم (ایک بستی کا نام ہے) پر اُترے تو علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے لوگو کیا تم نہین جانتے کہ مین مومنین کے ساتھ اُن کی جانون سے زیادہ مہربان اور دوست ہون - حاضرین بولے جی ہان ہم خوب جانتے ہین - پھر فرمایا کیا تمہین معلوم نہین کہ مین ہر ہر مومن کے ساتھ اُس کی جان سے زیادہ مہربان ہون - لوگون نے کہا ہان آپ ایسے ہی ہین - بعد آنحضرت نے فرمایا - خداوندا جسے مین دوست رکھتا ہون علیؑ اُس کا دوست ہے - بارخدایا جو علیؑ کو دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ - اور جو اُس سے دشمنی کرے تو بھی اُس کو دشمن جان -

اس کے بعد حضرت عمر نے حضرت علیؑ سے ملاقات کرکے فرمایا اے ابوطالب کے بیٹے تمہین خوشی ہو تم ہر وقت صبح و شام ہر مومن مرد اور مومن عورت کے دوست ہو - اور امام احمد کی ایک روایت مین یون آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا بارخدایا جو علیؑ کی مدد کرے تو اُس کی مدد کر اور جو اُسے رسوا کرنا چاہے تو اُسے ذلیل کر اور جو اُسے دوست رکھے تو اُس کو دوست رکھ اور جو اُس سے دشمنی کرے تو اُس کا دشمن ہو -

یہ حدیث و ترجمہ اہل سنت کی کتابون مین لکھا ہے جسے آپ نے براہ تعصب

وہ دشمنی ترمیم و تنسیخ کرکے مختصر الفاظ پر محدود کردیا ہے۔ ہماری غرض پوری حدیث لکھنے سے آپ کی خیانت و بددیانتی ثابت کرتا ہے اور یہہ دکھانا ہے کہ آپ کی باتین سب ایسی ہی بے سروپا مکر و تزویر کی تصویرین خدا آپکے مکر سے لوگون کو بچاوے اور اپنی حفظ و امان مین رکھے۔

پہلے ہم من کنت مولاہ فعلیٌ مولاہٗ کے معنی پر بحث کرتے ہین کہ آیا اس کے کیا معنی اور مطالب ہین سوا کے معنے آلتنا اور ایہیہ کرتے ہین اہل سنت نے بہت ہی کچھ پیچ و تاب اور اضطراب و اضطرار ظاہر کیا ہے مگر کچھہ بن ہی نہین پڑتی۔ اب آخر زمانہ مین مولا کے معنے دوست کے بیان کئے گئے ہین۔ مگر اس پر بھی اتفاق نہین کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ۔ اصل یہ ہے کہ اگر مولا کے معنے صحیح لیئے جاوین تو البتہ حق بات سبھی کی زبان سے نکلے مگر جبکہ حق سے انحراف ہی پر کمر باندہ لی تو پھر جو چاہین کہین کوئی کسی کی زبان نہین پکڑتا۔ اور مفسرون کو جانے دو اسی حدیث کے ترجمہ پر اور اپنے ترجمہ پر غور کرو تم کیا کہتے ہو اور اس حدیث کا مفسر و مترجم کیا کہہ رہا ہے تم کہتے ہو۔ اے گروہ مسلمانان مقرر ہے کہ مجھکو جان اپنی سے زیادہ دوست رکھتے ہو تم پس جو کوئی مجھکو دوست رکھے علیؑ کو دوست رکھے۔

مترجم حدیث کا ترجمہ۔ علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے لوگو کیا تم نہین جانتے کہ مین جو مومنون کے ساتھ اُن کی جانون سے زاید مہربان ہون۔ یہی بات مکرر فرماکر فرمایا خداوندا جسے مین دوست رکھتا ہون علیؑ اُس کا دوست ہے اب خیال کیجئے زمین اور آسمان کا فرق ہوگیا۔ ایساہی اور کسی نے مولا کے

کے معنے پوچھیے تو دوسرا ہی راگ الاپے گا - بہر حال نہ یہہ درست ہے نہ وہ نہ دوستی کے معنے سوا ئے حشر تک ہو سکتے ہین اسی حدیث کے آخر فقرہ مین (واحب من احبه) جو اُسے دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ - لکھا ہے - اب فرمائے ایک ہی حدیث مین ایک جگہہ دوست رکھنے کو من کنت مولی اور دوسری جگہہ واحب من احبه لکھا جاتا ہے یہہ کیسے معنی ہین بالکل ہی شرم نہین رہی اور ابوبکر کی خلافت نے ایسا مخمور کر دیا کہ آنکھہ ہی نہین کھلتی -

تمام حدیثین رسولؐ خدا کی جو کتب اہل سنت مین مسطور و مذکور ہین ہم نے ایک مین بھی دوست کو سوا ئے کے معنے مین نہین دیکھا اور نہ کہین نشان و پتہ ہے - حضرت علیؑ کے فضائل مین جو حدیثین لکھی ہین - اُن مین حسب ذیل فقرات لکھے ہین بطور نمونہ پیش کیئے جاتے ہین - ترمذی مین حضرت ام سلمہ سے روایت ہے لا یحب علیا منافق نہین دوست رکھتا علیؑ کو منافق -

حدیث جنگ خیبر بریدہ سے یحب اللہ ورسوله - علیؑ کو خدا و رسولؐ دوست رکھتے ہین - امام احمد مطلب بن عبد اللہ حنطب سے روایت ہے لا یحبه الا مومن فمن احبه فقد احبنی ومن احبنی ادخله اللہ الجنة علیؑ کو دوست نہین رکھتا مگر مومن جس نے اُسے دوست رکھا اُس نے مجھے دوست رکھا - اور میرا دوست رکھنے والا جنت مین داخل ہوگا -

عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے رسولؐ خدا نے فرمایا من احبک فقد احبنی جس نے علیؑ کو دوست رکھا اُس نے مجھے دوست رکھا -

مسلم مین زر بن حبیش سے روایت ہے لا یحبنی الا مومن علیؑ کو مومن کے سوا دوست نہ رکھے گا۔

پس حدیثون مین دوست کے معنون مین یہہ الفاظ مستعمل ہوئے ہین اور قرآن مجید مین اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ المحسنین و لا یحب اللّٰہ وغیرہ موجود ہین پھر خاص کیا وجہ ہے کہ اسی حدیث غدیر مین مولے کے معنے دوست کے لئے جاتے ہین حالانکہ اس مین بھی احب من احبہ دوست کے لئے موجود ہے بھائیو کلام خدا کلام رسولؐ اللہ دیکھو صدہا جگہ پر دوست کے معنون مین یہی الفاظ ملین گے۔ اگر مولے کے لفظ پر دوست کے معنے رسولؐ خدا کی حدیث سے کوئی ثابت کر دے بجز اس حدیث غدیر کے تو ہم ہارے ہم سچ کہتے ہین کہ کہین بھی ایسا لفظ نہین ہے جو مولے کے معنے دوست پر صادق آوین۔ آخر حق پوشی و دین فروشی کی کچھ انتہا بھی ہے جبکہ صدہا حدیثین رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کی شان مین فرمائین جن مین ان سے دوستی رکھنے کی تاکید اکید ہے اور تمام فضائل و مناقب ان کے علے رؤس الاشہاد بیان کر دئے تو اب اس حدیث و دوستی کے فرمانے کی کیا ضرورت رہی ہان یہہ بات ہے کہ اس مین برخلاف اور حدیثون کے مولے کا لفظ استعمال کیا تو ضرور کوئی وجہ خاص ہونی چاہئے اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ یہہ حدیث شریف وفات سے دو ہی مہینے قبل کی ہے اور حجۃ الوداع کی مراجعت مین جس کے بعد نہ کوئی حج ہوا نہ کہین کا سفر بلکہ آنحضرتؐ کا دو مہینے بعد انتقال ہی ہو گیا۔ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی بھی نازل ہو چکا یعنی دین کا کمال اور نعمتون کا

تمام ہونا ۔ پس اب کیا باقی رہا صرف خلافت یعنی رسول خدا کی نیابت اور قائم مقامی جسے خدا و رسول ہی کی جانب سے مقرر ہونا واجب بلکہ فرض عین تھا ۔ جو اہل سنت قاموس و منتخب وغیرہ کتب لغات کا حوالہ دیتے ہین کہ مولے کے معنے مالک و غلام و دوست و ناصر وغیرہ ہین پس کیا ضرور ہے کہ مالک ہی کے معنے لئے جاوین اور دوست وغیرہ کے نہین ۔ ہم کہتے ہین بیشک مالک و سرداری کے معنے سمجھنا چاہیے اور یہین ہی یہی کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جس کا مین مولے ہون اُس کا علیؑ مولے ہے پس ضرور ہے کہ اِس حدیث مین جو مولے فرمایا ہے وہ سرداری سے مراد ہے ۔ دوست وغیرہ کوئی بھی موزون و مناسب حال نہین ہین ۔ اہل سنت کی لغات کا کیا اعتبار صدہا برس بعد بنائی گئی ہین جو معنے مناقض سرداری تھے لکھ دیئے گئے ہان محاورہ عرب مولے غلام کو بھی کہتے ہین ۔ مگر یہان غلام سے مراد ہو ہی نہین سکتی کیونکہ ایسا سمجھنا خبط سراپا بے ربط ہے ۔ پس سردار اور مالک کے معنے مناسب حال ہین سو وہی لئے جاوینگے ۔

ہم دعوے کرتے ہین کہ جب رسول خدا نے صدہا حدیثون مین دوستی کے لفظ کو احب ۔ او یحب ۔ او یحبہ مین احبنی ۔ احبک او یحبنی فرمایا ہے تو بجز اِس حدیث غدیر کے مولے کا لفظ بھی دکھانا چاہیے جس کے معنے دوست کے لئے گئے ہون ۔ جس کا یہ کلام ہے اُسی کے قول کی نظیر چاہیئے ۔ لغت کس جانور کا نام ہے ۔ ہم کو مخبر صادق کے کلام معجز نظام پر عمل چاہیئے جس سے صاف اور صریح مولے کے معنے مالک

اور سردار کے ظاہر ہوتے ہین اور بیشک و شبہہ یہی ہین۔

سوال ۔ آپ لکھتے ہین اس حدیث کو مورخین اور اہل سیر نے اسطرح لکھا ہے کہ صحیح قصہ صرف اسقدر ہے کہ حضرت رسول خدا نے جب حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی اور آپنے قیام بمقام خم غدیر مین کہ یہہ موضع درمیان مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے واقع ہے کیا وہان بعض اشخاص نے ہمراہیان جناب امیر سے جو بسر گروہی جناب ممدوح کے یمن پر مامور ہوئے تھے شکایت جناب امیر کی حضور مین رحمۃ العالمین کے کی حضرت نے بہ نظر دور اندیشی کے اپنے دل مبارک مین خیال فرمایا کہ اگر ماتحت لوگ اپنے افسر سے ایسی ہی بدگمانیان کرینگے تو انتظام اسلام مین یقیناً خلل واقع ہوگا اور بسبب پیش بینی کے حضرت نے یہہ بھی مصلحت سمجھا کہ اگر خاص شاکیون سے ہی کہا جاوے گا تو عام لوگ متنبہ نہو نگے اس لئے خیر خواہ عالم و برگزیدہ عالمیان نے خطبہ عام فرمایا تاکہ تمام حضار کو معلوم ہو جاوے کہ جو کوئی اپنے افسر کے نسبت ذرہ برابر بھی گستاخی کرے گا وہ مصداق حدیث موصوفہ بالا کا ٹھہرے گا۔

جواب ۔ واہ میان جوہر صاحب آپنے خوب ہی کہانی چرب زبانی سے سُنائی بہت دل خوش ہوا۔ مگر چونکہ کسی راوی کا نہ نام ہے نہ کتاب کا حوالہ پھر کیونکر ایسی کہانیون پر لوگ اعتبار کرینگے ۔ مرد خدا کبھی تو سچ بولو لعنت اللہ علی الکاذبین۔

امام احمد عمرو بن شارش سے روایت کرتے ہین کہ مین حضرت علی کے

ساتھ یمن کیطرف گیا انھون نے مجھ پر کوئی زیادتی کی بات کی جب مدینہ مین آیا تو علیؑ کی شکایت مسجد مین لوگون سے کی اور اس شکایت کی خبر رسول اللہؐ کو پہونچی اس کے بعد مین ایک دن مسجد مین گیا اور رسولؐ خدا مسجد مین اپنے یارون کی جماعت کے ساتھ تشریف رکھتے تھے مجھے آپ گھورنے لگے اور فرمایا اے عمرو خدا کی قسم تو نے مجھے ایذا دی مین نے کہا اے رسولؐ خدا مین آپ کے ایذا دینے سے خدا سے پناہ مانگتا ہون فرمایا کیا تجھے معلوم نہین کہ جس نے علیؑ کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی۔

امام احمد مین عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے ایک لشکر بھیجا اور اُس پر علیؑ ابن ابیطالب کو امیر بنایا اور وہ لشکر مین گئے پھر غنیمت کے مال مین سے انھون نے ایک لونڈی لے لی لوگون نے اُسے برا جانا اور چار صحابیون نے آپسمین معاہدہ کیا کہ جب رسولؐ خدا کے پاس جائینگے تو اس کی خبر کرینگے پھر جب وہ آپ کے پاس آئے تو ان چارون شخصون مین سے پہلے نے کھڑے ہو کر کہا اے رسولؐ خدا دیکھئے علیؑ ابن ابیطالب نے ایسا ایسا کیا آنحضرتؐ نے اُس سے منھ پھیر لیا۔ پھر دوسرے نے کھڑے ہو کر اُسی طرح کہا آپ نے اُس سے بھی منھ پھیر لیا۔ تیسرا اور چوتھا کھڑا ہوا آپ نے اُن دونون سے بھی اعراض کیا۔ پھر رسولؐ خدا اُنکی طرف متوجہ ہوئے اور غصہ کے آثار آپ کے چہرۂ مبارک مین پہچانے جاتے تھے پھر فرمانے لگے تم علیؑ سے کیا چاہتے ہو اور یہہ کلمہ تین مرتبہ فرما کر کہا علیؑ مجھ سے ہے اور مین علیؑ سے اور علیؑ کے سوا کوئی میرا قرض ادا نہ کرے۔

کیون میان جوہر صاحب یہہ قصہ تو مدینہ طیبہ اور مسجد نبویؐ کا ہے آپ نے خم غدیر

مین کہان جا کھینچا ہے بہین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ دروغ گورا حافظہ نباشد

بس منافقین نے انھین دو موقعون پر حضرت علیؑ کی شکایت کی ہے حدیثون سے

یہی پایا جاتا ہے۔ اگر کسی مورخ متعصب نے مثل آپ کے کوئی جھوٹی روایت

لکھ دی ہو تو بمقابلہ حدیث کے مورخ کے قول کا اعتبار نہین ہو سکتا۔

آپ کا یہہ قیاس صحیح ہوگا کہ بسبب پیش بینی کے حضرت نے یہہ مصلحت سمجہا

کہ اگر خاص شاکیون سے ہی کہا جاوے گا تو عام لوگ بے بہرہ ہونگے اس لئے

خطبہ عام فرمایا۔ الحمد للہ کہ آن عام مین آپکے خلفائے ثلثہ بھی شامل تھے

تبھی تو جناب عمر خطاب نے حضرت علیؑ کو مبارکباد دے کر کہا کہ اے ابیطالب

کے بیٹے مبارک ہو کہ تم ہر صبح وشام ہر مومن مرد وہر مومن عورت کے مولے ہو جس مین

جناب عائشہ صدیقہ وحفصہ بھی داخل ہونگی۔

سوال ۔ آپ کہتے ہین اس کی مثال ایسی کہ کوئی تحصیلدار چند چپراسیون کے ساتھ

اپنے جمعدار کو تحصیل مال کے لئے بھیجے چپراسی کام مین غفلت کرین یا تحصیلدار سے جمعدار

کی جھوٹی شکایت کرین تو تحصیلدار کو ضرور ہے کہ اپنے ماتحت کے کل ملازمان کو جمع

کرکے عام حکم سنادے کہ اگر کوئی اپنے افسر کی اطاعت مین کمی کرے گا تو وہ

مجرم قرار پاوے گا۔ اس لئے کہ اہانت جمعدار عین اہانت تحصیلدار ہے

مگر مراتب فیمابین مین زمین آسمان کا فرق ہے اسی طرح سے مراتب رسولؐ خدا

اور حضرت مرتضیٰ مین بعد المشرقین کا فرق ہے۔

جواب ۔ ہم کہتے ہین آپ یہہ رائے اپنی حکام بورڈ کے پاس بھیجئے وہ

قانون مال مین داخل کر دینگے آپ کو کچھ انعام بھی ملجائے گا۔

آپ سن چکے ہین کہ شکایت کرنے والون کو رسولؐ خدا کے دربار عالی سے کیا سزا ملی اور شکایت بیجا کر کے موذی و مغضوب رسولؐ خدا بنے یہہ کسر البتہ باقی رہ گئی کہ منہہ پر دوچار جوتیان تڑا تڑ پڑ جاتین۔

حضرت علی کا شرف دوبالا ہوگیا یعنی علیؑ مجھ سے ہے اور مین علیؑ سے جس نے علیؑ کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی قول مخبر صادق۔ پھر اب بھی مراتب مین بعد المشرقین رہا یا دوچار منزل اور قریب آگیا۔

اللہ اکبر آپ نے فرق مراتب اور بعد المشرقین کہنے کو یہہ مثال دی ہے۔ ورنہ اس سے کچھہ مناسبت ہی نہین۔ خاص کی شکایتون پر عام کو تکلیف دیجاوے اور ایک ایسا مجمع کیا جاوے جس مین بروایت اہل سنت ستر ہزار اور بروایت اہل حق ایک لاکھ چند ہزار اور پھر بات وہی جو صدہا مرتبہ لوگ سن چکے تھے یعنی علیؑ کو دوست رکھنا مجھے دوست رکھنا ہے نہ خاص شکایت کا مذکور نہ آنؐ کیوپر کچھ عتاب و خطاب معاذ اللہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ رسولؐ خدا صاف بات کہنے اور مسلمانون پر عتاب کرنے سے ڈرتے تھے جسے تقیہ کہتے ہین۔ کیون ایسی لغو و پوچ باتین لکھ کر اپنے مذہب کو ہنسواتے ہو خدا سے ڈرو اور رسولؐ خدا پر تو بیجا اتہام نہ کرو۔ مگر تم کو شرم کہان۔ دیکھو تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی جو تمہارے پیر و مرشد ہین لکھتے ہین۔ نقل کفر کفر نباشد۔ رسولؐ اللہ کا مرتبہ خدا کے سامنے مثل ایک چمار کے ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

(شیوہ کفر بھی ہے دعوئے اسلام بھی)

سوال۔ آپ لکھتے ہین کہ شیعہ جناب امیر کو نفس رسولؐ سے مناسبت

نکلی دیتے ہین اُس کی تردید ملّا فتح اللہ کاشانی کی تفسیر خلاصۃ المنہج سے بخوبی ہوتی ہے آخر سورہ توبہ مین تفسیر آیہ کریمہ اِنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ بہ کی اسطرح پر لکھی ہے ایشان گروہے اند کہ در نمی یابند حق را و فہم نمی کنند از غایت نفاق در روح کفر و عناد در باطن ایشان و در ان تدبیر نمی کنند تا حق را دریابند - بعد از ذم اہل کفار و نفاق و وعید ایشان بہ عقاب بر سبیل عموم خطاب بجمیع بندگان می کند کہ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ ترجمہ کاشانی بر تحقیق و یقین کہ آمد بہ شما اے کافہ مسلمانان فرستادہ بحکم خدا یعنی از جنس شما در بشریت تا بواسطہ جنسیت با او مخالطہ نمائید و بر وجہ سہولت افادہ و استفادہ در وجود گیرید -

یا آمد اسے اہل عرب رسولے از شما متکلم بہ لغت شما یا از قبیلہ شما - اس عبارت سے ظاہر ہے کہ عام مسلمانون کو بسبب بشریت و ہم جنسیت کے رسول خدا سے مشابہت تھی اُس مین تخصیص جناب امیر کی کیا باقی رہی -

جواب - ہم کہتے ہین تفسیر مین تین باتین ہین از جنس شما در بشریت - یا رسولے از شما متکلم بہ لغت شما - یا از قبیلہ شما - پھر تخصیص بشریت و ہم جنسیت کی کہان رہی اور لو فرضنا بشریت و جنسیت ہی ہو تو اس سے یہی ثابت ہوگا کہ جنس انسان سے ہم نے رسول بھیجا تا کہ تم بھی انسان ہو اُس کے ساتھ مکالمت و مجالست و مخالطت کرو اور اُس کی باتین سنو - یعنی تم کو عذر نہ ہو کہ رسول ہمارا غیر جنس تھا - اُس کی باتین ہم نہین سمجھ سکتے نہ اُس کے ساتھ ہماری مخالطت و مجالست ہو سکتی ہے اور کوئی بات اس تفسیر سے نہین نکلتی - حالانکہ رسولے از شما متکلم بہ لغت شما - و از قبیلہ شما بھی موجود ہے مگر چونکہ تم کو حضرت علی کے

ساتھ صریحاً کدو کاوش ہی جہاں لفظ انفسکم دکھائی دیا جھٹ ٹھونک کر موجود ہوگئے کہ اس میں تخصیص جناب امیر کی کہاں ہے۔ اب ہم سے سنو جہاں تخصیص ہے آیہ مباہلہ میں انفسنا و انفسکم و ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم یعنی بلاؤ اپنے نفس کو اور لڑکوں کو اور عورتوں کو جب مشرکوں نے یہ خواہش کی تو رسول خدا حضرت علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو مباہلہ کرنے لے گئے پس ابناءنا میں حسنؑ و حسینؑ و نساءنا میں حضرت فاطمہؑ و انفسنا میں حضرت علیؑ قرار دیئے گئے باقی تمام دنیا کے مسلمان رسولؐ خدا کی ہمجنسیت سے خارج ہوگئے اور کسی کو دعوےٰ نہ رہا کہ رسولؐ خدا کے ہمجنسیت کی غبار راہ سے بھی مشابہت کرے پس اسطرح حضرت علیؑ کو رسولؐ خدا کے نفس سے مناسبت کلی ہوگئی۔ کیوں صاحب آپ نے اس انفسکم کو قرآن مجید میں نہ دیکھا اور تفسیر فریقین پر توجہ نہ کی جس سے بعد المشرقین کا حال ظاہر ہوجاتا مگر آپ تو عام پر فریفتہ ہورہے ہیں خاصان خدا و رسولؐ سے کیا غرض۔

سوال۔ آپ کہتے ہیں ملا فتح اللہ کاشانی کی تفسیر سورہ مائدہ پارہ لایحب اللہ میں مرقوم ہے بسیار کہ موالے رسول بود یا چند نفر از عقب ایشان رفت۔ دیکھو بخوبی ثابت ہوگیا کہ موالے بمعنی اولےٰ نہیں ہے بلکہ بمعنی غلام کے ہیں۔

جواب۔ ہم کہتے ہیں موالے بمعنی غلام صحیح و درست و بجا مگر حدیث من کنت مولاہ سے اور غلام سے کیا مناسبت ہے اگر تم اس طرح معنے اس حدیث کے فرض کرو کہ جو میرا غلام ہے وہ علی کا غلام ہے تو چونکہ کل مسلمان جو مرد ہیں عورت سبھی حضرت رسولؐ خدا کے غلامان غلام میں سے ہیں ہم بھی تسلیم کرینگے کہ جیسا کل اُمّت رسولؐ خدا کے غلام ہوئے ویسا ہی حضرت علیؑ بھی اُن غلاموں کے

سوالے ہوئے چلو جھگڑا طے ہوا۔ اگر یہہ کہو کہ معاذ اللہ جب کے رسول خدا غلام ہین اُس کے حضرت علیؑ بھی غلام ہوئے تو صریح کفر ہوگا پھر آخر اِس لفظ سوالے بتصرف اولے کو کہان کسطرح کہا جاؤگے جس سے مخبر صادق کے قول کی پوری تصدیق ہو پس اب وہی سردار و مالک سوالے بتصرف اولے کے معنے قبول کرنے پڑینگے جس سے تم کو شرق سے مغرب تک گریز ہے مگر مجبوری ہے سنو اہل عرب نے غلام کو سوالے اِس وجہہ سے کہا ہے کہ محض بےبس و بیکس نہ مان نہ باپ نہ عزیز نہ آشنا بذریعہ خرید و فروخت قبضہ مین رہتا ہے ہر طرح پابند اور مقید پس اُس کے دل افزائی و خوش کرنے کو سوالے کہدیا یعنی جو سردار و مالک کو کہا جاتا ہے وہی غلام کو بھی اور غلام و بندہ کا لفظ انسان کو کریہہ بھی معلوم ہوتا ہے پس ایسے لقب سے مخاطب کیا جو ناگوار بھی نہ ہوا اور اُس کی خوشی کا بھی باعث ہو۔ ہندوستان ہی کے محاورہ پر خیال کرو کہ نائی و درزی وغیرہ کو بالعموم خلیفہ کہتے ہین پس کیا وہ آپکے مانی ہوئے خلیفہ کی برابر ہو جائینگے یا خاکروب و بھٹیارون کو عموماً مہتر و مہترانی کہتے ہین یا انگریزون کے خدمتگارون کو سردار کہتے ہین پس کیا یہہ لوگ واقعی مہتر و سردار ہو گئے نہین بلکہ نائی درزی خاکروب بھٹیارہ کہنے سے اُن کو ایک طرحکی حقارت معلوم ہوتی ہے اسی لئے خلیفہ و مہتر وغیرہ الفاظ استعمال کیئے جاتے ہین جن سے وہ خوش رہتے ہین۔ اور کام بھی اچھا کرتے ہین۔

سوال۔ آپ کہتے ہین اگر اِس پر بھی قدح کیجائے تو سوالے بمعنی اولی نہین بلکہ اولے ترین سہی مگر شیعہ صرف اس بات کو حدیث موصوفہ سے ثابت کردین کہ حدیث مین کونسا لفظ ایسا ہے جس سے جناب امیرؑ خلیفہ

بلافصل سمجھے جاتے ہین

جواب - ہم کہتے ہین تم بالکل بچون کی سی باتین کرتے ہو فعلیؑ مولاہ کا لفظ خلافت بلافصل جناب امیر ثابت کر رہا ہے یا اس مین بھی بشل حدیث تشبیہ ہارونی کچھ استثنا رہے - صرف دو لفظ ہین من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ پس اِس سے زیادہ اتصال اور مجنسیت بلافصل مین کیا چاہتے ہو - تم کہوگے ابوبکر کی امامت نماز مرض الموت جس سے ڈہائی تین سال کا فصل سمجھا جاتا ہے مگر آپ دیکھ چکے کہ اُس امامت کے ایسے دہوئین بکھرے کہ نہ زمین کے رہے نہ آسمان کے - بعد ازان ثانی و ثالث کی خلافت کا فصل جو بتیس اکیس سال ہوا جسے استخلاف و شورہ پر حمل کروگے جسکا اس حدیث مین ذکر ہی نہین پس یہی ماننا پڑے گا کہ جو امر اِس حدیث مقدس کے منافی و مخالف ہے وہ مردود و سطرود عند اللہ و عند الرسول - کیون صاحب من کنت مولاہ فابوبکر مولاہ فعمر مولاہ فعثمان مولاہ فعلی مولاہ یہ فصل تو پسند کروگے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا ایّھا الرّسول بلّغ ما اُنزل الیک من ربک

وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک

من الناس ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین

اس آیہ کریمہ کے اوصاف اور

سبھی لفظی معنے یہ ہین کہ اے رسولؐ پہونچا اُسے جو نازل کیا گیا ہے تیرے رب کی طرف سے اور اگر نہ پہونچایا تو نے تو تبلیغ رسالت نہ کی اور اللہ نگاہ رکھے گا تجھے شر مردمان سے تحقیق اللہ نہین راہ دیتا کافرون کو - پس اِس آیہ کریمہ کے الفاظ مختصر جن کے معنے اور

مطالب صاف طور پر آفتاب عالمتاب کی طرح چمک رہے ہیں یعنی اللہ جل شانہٗ نے اپنے رسولِ مقبول کی طرف خطاب کر کے ارشاد کیا ہے کہ جو حکم تم کو دیا گیا ہے اُسے اپنی اُمت کو پہونچا دو اگر تم نے وہ حکم نہ پہونچایا گویا رسالت ہی ادا نہ کی۔ اللہ تم کو آدمیوں کے شر سے محفوظ رکھے گا کیونکہ تحقیق اللہ کافرون کو راہ نہیں دیتا یعنی اُن کی مجال نہیں کہ دخل در معقولات کریں۔ میاں جوہر صاحب نے بلّغ ما انزل الیک من ربک سے مراد احکام شرعیہ مثل صوم و صلوٰۃ حج و زکاۃ لیا ہے اور تفسیر کاشانی کا حوالہ دیا کہ اس میں (احکام شرعیہ) لکھا ہے حالانکہ تفسیر میں احکام شرعیہ کا لفظ ضرور ہے مگر صوم و صلوٰۃ حج و زکوٰۃ جوہر صاحب کی رائے ہے نہ کاشانی کی کیونکہ کاشانی نے اس آیہ کریمہ کا خُم غدیر میں نازل ہونا اور حضرت علیؑ کا خلافت پر منصوب ہونا بھی تفسیر میں لکھا ہے پس ظاہر ہو گیا کہ کاشانی نے احکام شرعیہ میں خلافت کو جزو اعظم قرار دیا ہے جیسا اہلِ حق اصولِ دین میں امامت کو رُکن اعظم سمجھتے ہیں اور واقعی ہے بھی ہی۔

اب اہلِ انصاف و صاحبان ایمان و ایقان حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ و اس آیہ کریمہ کے معنے و مطالب و مضامین پر غور کریں اور جیسا خدا و رسولؐ نے اس آیت سراپا خیر و برکت و حدیث من کنت مولاہ سے خلافت کی بابتہ فیصلہ ناطق فرما دیا ہے ویسا ہی وہ بھی بمصداق اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول حق بحقدار پہونچائیں۔ ناحق تاویلیں بیجا توجیہیں جو لوگ کر رہے ہیں تھوڑی توجہ کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ حق پرست کون ہے اور باطل پرست کون۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ یہہ آیہ کریمہ کب نازل ہوا اور اِس کی شان نزول کیا ہی
فریقین کی تفسیرین روایتین دیکھی جاتی ہین تو اُن سے صاف طور پر یہہ معلوم ہوتا ہے
کہ حجۃ الوداع کے زمانہ مین یہہ آیت نازل ہوئی جو قریب وفات زمانہ رسولؐ خدا کا
تھا۔ اہل سنت کہتے ہین کہ بین حج کے ایام مین اس کا نزول ہوا شیعہ کہتے ہین خم غدیر
مین وقت مراجعت حجۃ الوداع سے پس ظاہر ہوا کہ اِس آیہ کا نزول غلبہ اسلام مین ہوا
اور اِس بات پر بھی سب کو اتفاق ہے کہ جو احکام شریعت خدا کی جانب سے رسول اللہ
کو وقتاً فوقتاً پہونچتے رہے وہ بجنسہ او بعینہ بلا تامل و توقف آنحضرت امت کو پہونچاتے
رہے کسی حال مین آنحضرتؐ نے تبلیغ رسالت مین توقف ہی نہین کیا کیونکہ رسالت
آپ کی احکام رسانی خدا پر منحصر تھی حالانکہ شروع بعثت مین کفار قریش نے
اللہ اکبر کیسی کیسی ایذائین اور تکلیفین آپ کو دین اور ہر وقت آپ کا جسم و جان خطرہ مین
رہتا مگر اُن شدائد و تکالیف پر بھی آپ تبلیغ رسالت سے باز نہ رہے اور جو حکم خدا
کی طرف سے ملا فوراً بلا تامل پہونچا دیا اگر ہم مثل جوہر صاحب کے صوم و صلوٰۃ
حج و زکوٰۃ احکام شریعت کو اِس آیہ سے مناسبت دین تو لعد المشرقین کے مصداق
بنجائینگے کیونکہ قبل نزول اِس آیہ کریمہ کے یہہ سب کچھ ہوتا تھا لوگ نماز بھی پڑھتے
روزہ بھی رکھتے زکوٰۃ بھی دیتے حج بھی کرتے تھے اور بھی اوامر و نواہی داخل
شریعت ہو چکے تھے چنانچہ اِن باتون کے لئے متعدد آیتین قرآن مین موجود ہین۔
اِن احکام شریعت اور اِس آیہ کریمہ سے کچھ لگاؤ ہی نہین پایا جاتا۔ وان لم تفعل فما بلغت
رسالتہ اگر نہ پہونچایا تو نے تبلیغ رسالت نہ کی۔ تو اِس سے صاف پایا جاتا ہے
کہ کوئی حکم رسول خدا کو بجانب خدا پہونچا آپ نے مصلحتاً کچھ تامل فرمایا ہے

خداوند جل و علی کیجانب سے یہہ خطاب ہوا۔ دوسرے واللہ یعصمک من الناس
اللہ نگاہ رکھے تجھے شریروں سے یہہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کو
اس حکم کے پہونچانے مین شریرون کی شرارت کا بھی اندیشہ تھا تب ہی تو
خدائے پاک نے حفاظت و نگہبانی کا وعدہ فرمایا۔ پھر صاف فرمادیا۔
ان اللہ لایھدی القوم الکافرین تحقیق اللہ نہین راہ دیتا کافرون کو۔ یعنی اس
حکم کے پہونچانے مین کافرون کو کچھہ دخل نہین۔ مصلحتاً تامل فرمانے پر
آپ کہینگے کہ جبکہ آنحضرتؐ نے احکام خدا کے پہونچانے مین کبھی تامل ہی نہین
کیا تو یہہ تامل کیسا۔ یہہ تامل ایسا ہے کہ یہہ حکم ایک خاص امر کے واسطے تھا۔
اور حضرت جبرئیلؑ کی زبانی روزہ نماز وغیرہ کے لئے نہ تھا کہ تامل کرنے سے قضا
و کفارہ لازم آئے گا۔ پس آنحضرتؐ کو یہی مصلحت انسب و احسن نظر آئی کہ اگر کچھہ
وقفہ ہوا تو کچھہ ہرج نہین اور یہہ بھی پایا جاتا ہے کہ خاص حکم خداوندی ایسا نازل
ہو کہ داخل کلام اللہ سمجھا جاوے پس اس تامل مین کچھہ مضائقہ نہین۔ ہان جب یہہ
آیہ کریمہ نازل ہوا فی الفور آپ نے تعمیل کی۔ جس کی تفصیل یہہ ہے کہ جب حجۃ الوداع
سے آنحضرتؐ نے معہ کل ہمراہیان رکاب فیض انتساب مراجعت فرمائی تو حضرت
جبرئیل وکیل ربّ جلیل خدا کا تحفہ درود و سلام لیکر آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض
کی کہ خدائے عز شانہ فرماتا ہے کہ اب زمانہ وصال قریب ہے آپ اپنے نفس اور
بھائی علیؑ کو بہ نفس نفیس وصی و خلیفہ و جانشین فرمائین اور کل اُمّت کو حاضر و
غائب آگاہ کردین کہ بعد میرے میرا بھائی علیؑ ابن ابی طالب میرا خلیفہ و جانشین
ہے یعنی جیسا مین کل اُمّت کا سوائے بہ تصرّف اولےٰ ہون اُسی طرح

بعد میرے علیؑ کل امت محمدیؐ کا چھ مرد چھ عورت ہو ولیٔ بہ تصرف اولیٰ ہی۔
چونکہ یہ حکم فوری نہ تھا کہ اسی وقت تعمیل کیجاتی نہ کسی آیہ کا نزول تھا پس آپنے توقف کیا کہ کسی وقت خاص پر اس کا اعلان کردیا جاوے گا اور یہہ بھی خیال مبارک مین آیا کہ علیؑ ابن ابی طالب کی جانب سے یارون کے دل صاف نہین منافقین صحابہ حاضر و غائب اُن کے شاکی رہتے ہین اور ایک جماعت کثیر اصحاب اُن کے مراتب و مدارج پر حسد و بغض رکھتے ہین (جس کا علم خدا و رسولؐ ہی کو تھا) (منافقین کا حال دیکھو حدیث نمبر ۴ و حدیث شاکیان لشکر یمن) پس کیا عجب کہ شککین و حساد یہہ سمجھین کہ اپنے بھائی کو ہم پر امیر بناتے ہین اور اپنی طرف سے منصب خلافت و امامت دیتے ہین عجب نہین کہ کچھ شرارت کرین کیون کہ فقرہ واللہ یعصمک من الناس خدا نگاہ رکھے گا شر مردمان سے) اسی پر دلالت کرتا ہے کہ رسولؐ خدا کو شر مردمان کا ضرور خیال تھا) اب یہہ امر کہ ایک جگہہ من الناس فرمایا دوسری جگہہ کافرین پس ظاہر ہوتا ہی کہ من الناس سے کل ہمراہیان مراد ہین اُن مین سے جو لوگ خدا و رسولؐ کے حکم کو نہ مانین کان من الکافرین آب انحضرتؐ منزل بہ منزل سمت مدینہ طیبہ تشریف لے چلے - جب غدیر خم پر مقام ہوا تو یہان سے کئی راستے اطراف و جوانب کو نکلے تھے پس اس مصلحت سے کہ مجمع منتشر نہ ہوا اور سب کے سب اس حکم ربانی کو کانون سے سن لین اور علیؑ ابن ابی طالب کو آنکھون سے دیکھ لین یہہ آیہ وافی ہدایہ نازل ہوا کہ اے میرے رسولؐ پہونچا اُس حکم کو جو تیرے پاس زبانی جبرئیلؑ کے پہونچا ہے اگر تو نے وہ حکم نہ پہونچایا تو گویا تبلیغ رسالت

نہ کی اللہ شر دمان سے تجھے محفوظ رکھے گا۔ کافرون کو دخل در معقولات کرنے کی صورت مین وہی سزا کفر کی۔

بس اب توقف و تامل کیسا ــــ حیّ علی خیر العمل کی صدائین بلند ہوئین ۔ آن واحد مین بروایتے ستّر ہزار و بروایتے ایک لاکھ چند ہزار کا مجمع ہوگیا تبلیغ رسالت کے لئے ممبر کا ہونا ضرور تھا۔ اونٹون کے کجاوے ایک دوسرے پر رکھکر بلند ممبر نصب کیا گیا جناب سرور انبیا محمدؐ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ اُس پر رونق افروز ہوئے ۔ بعد خطبۂ حمد و ذکر اکرام و انعام خدا آیہ یا ایّھا الرّسول کی تلاوت فرمائی اور حضرت علیؑ ابن ابی طالب غالب کل غالب کا ہاتھ تھام کر بلند کیا تاکہ سب حاضرین مجمع دیکھ لین کہ یہہ بعد رسولؐ خدا ہمارے سولے بتصرف اولے ہین ۔ دیکھو حدیث غدیر بسند رجہ رسالہ ہذا) اخذ بید علیؑ بعدہٗ آنحضرتؐ نے کل حاضرین سے مکرر و سہ کرر عہد لیا فقال الستم تعلمون انی اولے با المومنین من انفسہم قالو بلے ۔ قال الستم تعلمون انی اولے بکلّ مومن من نفسہ قالوا ــــ بلے کیا مین تمہاری جانون سے اولیٰ یعنی بہتر و برتر نہین ہون ۔ کیا مین کل مومنین کی جانون سے اولے نہین ہون ۔ حاضرین نے جواب دیا بیشک آپ ہماری جانون سے عزیز تر ہین یہہ اُس قسم کا عہد ہے جس سے بڑھ کر ممکن ہی نہین یعنی جان سے کوئی چیز عزیز نہین مگر آنحضرت نے اُس جان سے بھی اپنے کو اولے یعنی بہتر و برتر فرمایا اور کل حاضرین نے قبول کرکے کہا بیشک آپ ہماری جانون سے بہتر و برتر و عزیز تر ہین ۔ آنحضرتؐ کا مقصد ایسے عہد لینے سے

یہ تھا کہ جبکہ اپنی جانون سے مجھے عزیز تر قبول کرلین گے پھر تو میرے قول وفعل کو راست سمجھینگے اور انحراف نہ کرینگے۔ پس فرمایا من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ اللھم فانصر من نصرہ واخذل من خذلہ واحب من احبہ والبغض من البغضہ جنکا مین مولےٰ ہون یعنی جنکی جانون تک پر بھی مین اولےٰ بتصرف ہون فعلیؑ مولاہ انکا علیؑ بھی مولےٰ بتصرف اولےٰ ہے۔ خداوندا علیؑ کے دوست کو دوست اور علیؑ کے دشمن کو دشمن رکھ اور جو علیؑ کی نصرت کرے اُس کی تو نصرت کر اور جو علیؑ کو مخذول کرنا چاہے تو اُسے مخذول کر اور جو علیؑ کا دوست ہو اُس کے ساتھ تو بھی دوستی کر اور اُس کے دشمن کے ساتھ دشمنی۔

فلقیہ عمر بعد ذالک فقال ھنیئاً یا ابن ابی طالب اصبحت وامسیت مولےٰ کل مومن ومومنۃ پس ملاقات کی عمرؓ نے اور کہا مبارک ہو لے علیؑ ابن ابی طالب کہ تم ہر صبح وشام کل مرد مومن اور کل عورت مومنہ کے مولےٰ ہو۔ ہم نے اصلی معنے جو حدیث کے ہین لکھے ہین۔ اہل سنت بیجا ایچ پیچ بعضون نے کرتے ہین مگر کچھ بن ہی نہین پڑتی۔ اب جوہر صاحب بقول خود احکام شرعیہ صوم وصلوٰۃ حج و زکوٰۃ وغیرہ سے اس آیت کو مناسبت دیتے ہین اور بتلائین کہ کن احکام شرعیہ کے پہونچانے مین رسولؐ خدا نے تامل کیا جس پر وان لم تفعل فما بلغت

رسالتہ کا فقرہ موزون و مناسبت کلی رکھتا ہو جیسا ہم نے ثابت کیا ہے۔

اللہ جل جلالہ و عم نوالہ اگر اس کی نظیر اسلام کیا تمام عالم کی تاریخ مین دکھادو کہ کبھی کسی کی خلافت امامت وصایت کی بابتہ یہہ اہتمام یہہ انتظام یہہ عہد و پیمان یہہ خدا کا آیہ یہہ حدیث یہہ دستگیری و ہمپایگی یہہ ہوسلے واو لے کی الفاظ یہہ دعا رسول خدا کی یہہ عمر خطاب کی ببار کباد کبھی کانون نے بھی سنا ہے انکھ تو شل دیدار خدا دیکھ ہی نہین سکتی اب آیہ یا ایھا الرسول و حدیث غدیر سے مناسبت کلی ہو گئی یا کچھ کسر باقی رہ گئی۔ شپرہ چشم کو اگر دن مین نہ دکھائی دے تو چشمہ آفتاب کا کیا گناہ ہی۔ اگر تم کہو مفسرون نے باہم اختلاف کیا ہے کوئی کچھ لکھتا ہے کوئی کچھ کھینگے اپنی اپنی رائے مفسر کا قول آیہ و حدیث تو ہے نہین کہ خوانخواہ مانا ہی جاوے ہم کو بھی اللہ نے عقل عطا کی ہے ہم ایسے مختصر الفاظ کے صاف و سیدھے معنے چھوڑ کر کیون اختلاف مین پڑین اور تاویلون کے مقلد ہون۔ یہہ آیہ محکمات مین ہے متشابہات مین نہین کہ ادہر آدہر بھٹکتے پھرین۔

سوال۔ آپ کہتے ہین خدا تعالے نے آیہ موصوفہ مین وَاِن لَّم تَفعَل فرمایا یعنی اپنی ذات سے انجام دے (احکام شرعیہ ہون یا کچھ بھی) اگر آیہ کریمہ کو کچھ بھی مناسبت بلافصل جناب امیر سے ہوتی تو خدائے تعالے بجاے وَاِن لَّم تَفعَل کے وَاِن لَم تبلغ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا آیہ موصوفہ کو خلافت سے کوئی تعلق نہین۔

جواب ۔ ہم کہتے ہیں بیشک و ان لم تفعل فرمانا درست و بجا ہے یعنی اپنی ذات خاص سے اس کام کو انجام کر اگر ایسا نہ کرے گا تو گویا تو نے تعمیل رسالت نکی ۔ دیکھو آنحضرتؐ نے اسی ارشاد خداوندی پر عمل کر کے بہ نفس نفیس خود ہی جناب امیرؑ کو خلیفہ مقرر کیا تھا و ان لم تبلغ کی ضرورت نہ تھی ۔ تم کلام اللہ میں اصلاحیں کیا کرو جیسا تمہارے سلف نے کیا ہے ۔

سوال آپ کہتے ہیں دوسری روایت میں مفسرؔ نے یوں لکھا ہے کہ عیاشی از جابر بن عبد اللہ نقل کردہ کہ حضرت رسولؐ مامور شد بہ نصب امیر المومنین ۔ ترسید کہ اگر مردمان را بہ آن خبر دہند گویند پاپسر عم خود محابا میکند و از نزد خود منصب ولایت سید ہد و او را طعن کنند ۔ خداوند این آیہ فرستاد در غدیر خم و حضرت امیر المومنین را خلیفہ خود ساخت و این خبر بخاص و عام رسانید ۔

اگرچہ روایت جابر میں بھی صرف یہی دعوے ہے کہ حضرت امیر المومنین را خلیفہ خود ساخت ۔ نہ یہ کہ خلیفہ بلا فصل خود ساخت ۔ جب بقول جابر جناب امیرؑ کی خلافت بلا فصل ثابت نہ ہوئی تو فقط خلافت فی وقت من الاوقات پر اسقدر اصرار و تکرار کیوں ہے اس کا تو اہل سنت کو بھی بدل و جان اقرار ہے ۔

جواب ہم کہتے ہیں اہل انصاف جوہر صاحب کی اس نادانی و کم فہمی و کجبحثی کو خود ہی خیال کر لیں اس کا کیا جواب ہے کہ خلیفہ خود ساخت نہ کہ خلیفہ بلا فصل خود ساخت کیوں صاحب جابر کی روایت سے یہ پایا جاتا ہے کہ بعد ابوبکر و عمر و عثمان فی وقت من الاوقات خلیفہ خود ساخت

گر ہمین مکتب و ہمین ملا
کار طفلان خراب خواہد شد

سوال ۔ آپ کہتے ہین اگر کلام ہی تو صرف اولے بتصرف پر ہے سو یہ گمان بھی شیعون کا غلط ہی کیونکہ یہ سب کلمے ایک ہی مصدر سے مشتق ہوئے ہین پھر تصرف کیسا اگر تصرف ہوتا تو بجائے اولے اہناثؔ کے مولے ہنات بولا جاتا چونکہ یہہ تصرف بالاجماع باطل ہی لہذا مولے بہ تصرف اولے بھی باطل ہی ۔ دیکھو جب جابر کی روایت سے خلافت بلافصل جناب امیر کی ثابت نہ ہوئی تو آیہ یا ایھا الرسول بھی جناب کی شان مین بلافصل راست نہین آئی بلکہ چند آیہ کا منسوخ ہونا لازم آتا ہی ۔

جواب ۔ ہم کہتے ہین یہہ اعتراض تمہارا رسول خدا پر ہے کہ بجائے اولے بنات مولے بنات بولا جاتا وہان کلام اللہ مین اصلاح کی یہان حدیث نبوی مین تینون کلمے ایک مصدر سے مشتق ہون یا ہزار سے تم صرف و نحو اسی پر ختم کر دو اور تمام عمر مصدر و مشتق بکا کرو رسول خدا نے خدا کے حکم سے حضرت علی کو اپنا خلیفہ وجانشین مطلق کیا ۔

جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی مقبولہ اہل سنت نے شہادت علینی دی کہ خلیفہ خود ساخت ۔ ابفصل چھبیس سالہ چہ معنی ہان اگر ابوبکر عمر عثمان کی نسبت بھی ایسی کوئی حدیث ملے تو کہا جا سکتا تھا کہ خیر چار کی بابت جب ایک ہی قسم کی حدیثین موجود ہین تو مقدم و موخر پر کچھ خیال نہ کرنا چاہئے آپ ذی تمت خان عالی کی یہہ رباعی سنی ہو رباعی

اصحاب نبی کہ چار یار اند　　چون چار کتاب در شمار اند
در رتبہ شان نہ شک نہ ریبے　　زان چار یکے نداشت عیبے

پھر تو تمہارے مطلب کی ہے آیندہ فی وقت من الاوقات کام مین لانا۔

سوال ۔ جوہر صاحب نے اسرار الہدیٰ صفحہ نمبر ۳۶ مین لکھا ہے کہ اگر اہل غرض کا اطمینان آیات بینات سے نہو اور بھی لکھے جاوین کہ اہلسنت جب تک کوئی حدیث بفضل بلا فصل خلافت حضرت صدیق برحق نہ دکھائینگے شیعہ کتاب عثمانی کی کسی آیت کو نہ مانینگے اور اُس مین بھی یہہ تفصیل ہو کہ خلافت یکے بادیگرے ہو تو بسم اللہ اس قسم کی بھی صحیح حدیث لیجیئے ۔ وہ حدیث پاک یہہ ہے۔

ترجمہ ۔ بخاری مین بلی کے باب سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس حالت مین کہ مین سوتا تھا کہ مین نے اپنے تئین دیکھا ایک کنوئین پر کہ اُس پر ایک ڈول پڑا ہے سو مین نے اُس ڈول سے پانی کھینچا جتنا خدا نے چاہا پھر اُس کو ابن قحافہ نے لے لیا سو اس سے ایک یا دو ڈول نکالے اُس کے کھینچنے مین کچھ سستی و آہستگی تھی اور خدا اُس کو معاف کرے گا پھر وہ ڈول بڑا ہو گیا پھر اُس کو ابن خطاب نے لیا سو مین نے تو آدمیون سے ایسا عجیب و غریب بڑا زور آور کسی کو نہین دیکھا جو عمر کی طرح پانی کھینچتا ہو یہانتک اُس نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگون نے اپنے اونٹون کو پانی سے آسودہ کرکے اُن کے ٹھکانون پر بٹھا دیا۔

ف رسول خداؐ نے یہہ تعبیر فرمائی کہ میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہونگے وہ ایک یا دو ڈول آہستگی سے نکالین گے بعدہٗ عمر جنکی خلافت مین اسلام کو خوب ترقی ہوئی۔ اور بہت سی باتین اُن کے فتوحات کی لکھی ہین جنکو ہم نے بوجہ طوالت ترک کیا۔

جواب ۔ ہم کہتے ہین تعبیر رسولؐ خدا حدیث مین نہین ہے آپ کا جوڑ و پیوند ہے۔

اگر یہہ رویائے صادقہ جو رسولؐ کو ہوتا ہے سمجھا جاوے تو پھر خلافت عثمان کا استثنار ہو نہ کنوئین پر موجود تھے اور نہ کوئی ڈول پانی کا کھینچا حضرت علیؑ تو کنوئین پر کیون ہوتے کیونکہ ابوہریرہ سے یہہ خواب آنحضرتؐ نے بیان کیا ہے۔ سبحان اللہ کیا ہی حدیث ترتیب خلافت کی لکھی ہے۔ ہان پھر کیا ہوا بس آنکھ کھل گئی اور کچھ نہ تھا معلوم نہین ہوتا تم کس خواب خرگوش مین پڑے ہو کہ آنکھ ہی نہین کھلتی رویائے صادقہ رسولون کے ایسے ہوا کرتے ہین کہ ابتدا کی خبر نہ نکلی۔ یہہ حدیث مصنوعی ہے اور رسولؐ خدا پر تہمت۔ ابوہریرہ کو عثمان سے بھی کاوش تھی اُن سے صرف آدہا ہی ڈول کھنچوادیا ہوتا اور حضرت علیؑ کو ان لوگون کے ساتھ ہی بیان کیا ہوتا تاکہ ترتیب پوری رہتی۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ جب بیداری کی حدیثون سے خلافت کی بنیاد اُکھڑ گئی تو یہہ حدیث خواب کیا مفید ہوگی۔

چلیے خلافت کی حدیثون کا خاتمہ ہو گیا۔ اب آپ آیات قرآنی پیش کرتے ہین بقول شخصے ؎

تو کار زمین را نکو ساختی کہ بر آسمان نیز پرداختی

چونکہ خلافت جمہور اہل سنت آپ نے خلافت ابوبکر کو نص حدیث نبویؐ سے قرار دیا ہے جو ایک نئی بات ہے اس لیے ہم آپ سے مخاطب ہوئے ہین ورنہ آپ کی بے سروپا کہانیان لن ترانیان فضول گوئیان کج بحثیان اس قابل نہین ہین کہ کوئی عاقل ایسی مجنونانہ بڑ و مجذوبانہ لفظیون پر توجہ کرے جبکہ آپ کو ابھی معلوم ہی نہین کہ اہل سنت کا اتفاق اجماع و شورہ پر ہے اور خلافت کی اصل اجماع ہی سے قرار دیتے ہین منجانب خدا اور رسولؐ ہونا ضرور نہین سمجھتے نصب خلافت

نہ خدا پر فرض نہ رسول پر واجب مسلمان لوگ جسے چاہیں انتخاب کرلیں وہی سردار ہوگا۔ نیک و بد کی شناخت و تمیز کی ضرورت نہیں جیسا آپ نے صفحہ تئیس ۲۲ ۔ اسرار الہدے میں جناب امیرؑ کا قول فصیل سے فی نہج البلاغت۔ دربارہ اثبات شورہ واجماع درج کیا ہے۔ ترجمہ چارہ نہیں ہے آدمیوں کے واسطے امیر سے نیک ہو یا بد (عربی مین براو فاجر ہے) کہ عمل کرے اُس کی حکومت میں مومن اور بہرہ پاوے اُس مین کافر اور پہونچ جاوے اُس حکومت مین تا رسیت اور امن ہون اُس حکومت مین راہین اور پکڑا جاوے واسطے ضعیف کے حق قوی سے یا آرام پاوے نیکبخت بد بخت سے اور راحت پائی جاوے دور کرنے بدبختی سے بلفظہ۔ پھر کیون نص حدیث و قرآن پر جان دیئے دیتے ہو۔ ناظرین ذرہ اس قول مرتضوی پر خیال کرین جو شورہ کے استحکام کی غرض سے پیش کیا گیا ہے کہ مرد فاجر بھی امیر مسلمانون کا ہو سکتا ہے فاجر کے معنی لغت مین تلاش کرو تو ملجا ینگے مگر بد کے معنے بھی جو تم نے ترجمہ کیا ہے برے نہین ہین۔ اس قول مرتضوی کر چار پانچ سطر اوپر ایک اور قول جناب امیر کا اسی صفحہ مین درج ہے۔ ترجمہ جناب امیر نے فرمایا کہ وہ شخص بالتحقیق امام شورے سے ہو اور اُس کی بیعت مہاجرین اور انصار نے کی جیسے بیعت کی خلفا نے۔ فی نہج البلاغت یہ اقوال جناب امیر بثبوت خلافت ابوبکر و اثبات شورہ مین جو سر صاحب نے پیش کیئے ہین ہم تسلیم کرتے ہین کہ جیسا جناب امیرؑ نے امام شورے سے ہونا فرمایا ہے بہت صحیح و درست ہے اور مہاجرین و انصار کا بیعت کرنا بھی بجا ہے بیعت خلفا میں عمر نے بیشک سب سے پہلے سبقت کی پھر عثمان نے بھی کی ہو گی یہ سبقت بیعت سے

مراد ہے مگر استغفر اللہ کہ جناب امیر نے بیعت کی ہو۔
تم نے صفحہ اٹھائیس ۲۸ اسرار الہدے میں بروایت مصنف روضۃ الصفا صفحہ ایکسیو نوے ۱۹۰ کا حوالہ دے کر بیعت جناب امیرؑ جو تسلیم کی ہے وہ محض غلط ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ تم کو کتب حدیث پر بالکل عبور نہیں ہے اسی لیئے اپنی تصنیف میں ہر جگہ روضۃ الصفا کا حوالہ دیتے ہو کیونکہ وہ ایک سنی متعصب کی تاریخ ہے جسے تم نے براہ تعصب شیعہ قرار دیا ہے اور اپنے مطلب کی کہانیاں و بے سروپا افسانے انھیں دیکھکر کے دیتے اچھلتے ہو کہ یہ شیعہ کی کتاب ہے۔ جاہل شیعہ بھی تو ایسی لغو بکا تیں نہ لکھے گا جیسا مصنف روضۃ الصفا۔ پس حق پسند فوراً ہی شناخت کر لیں گے کہ اخوند شاہ متعصب سنی تھا یا شیعہ۔ یہیں چوگان ہیں میدان ہیں گوے۔
روایت روضۃ الصفا و ھو ھذا۔ بعضے گفتہ اند کہ بعد از چہل روز بیعت کرد و جمعے برانند کہ بعد از وفات فاطمہ زہراؑ و فرقہ بعد از ششماہ گفتہ اند و در تاریخ مستند مذکور است کہ چون علی استماع نمود کہ مسلمانان بر بیعت ابوبکر اتفاق نمودند بہ تعجیل از خانہ بیرون آمد چنانچہ ہیچ در بر نداشت بغیر از پیراہن و ازار نہ ردا ہمچنان نزد صدیق رفتہ با او بیعت نمود بعد ازان کس فرستاد تا جامہ بہ مسجد آوردند بلفظہ۔
حدیث بخاری میں عروہ حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ زہراؑ رسولؐ اللہ کی صاحبزادی نے کسی شخص کو ابوبکر کے پاس بھیجا کہ رسولؐ اللہ کے مال میں سے جو اللہ صاحب نے فدک اور مدینہ میں بدون جنگ کے رسولؐ اللہ کے واسطے ارزانی فرمایا تھا اور جو خیبر کے خمس میں آپ کا مال باقی رہا تھا میراترکہ دینا چاہیئے ابوبکر نے کہلا بھیجا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں جو

مال ہم نے چھوڑا صدقہ ہے۔ یعنی وقف۔ ہاں اس مال میں سے آل محمدؐ کا کفاف جاری رہے گا۔ بخدا میں رسول اللہؐ کا صدقہ اسی حال پر رہنے دونگا جس طرح آپکے زمانہ میں تھا۔ ذرہ بھر تغیر نہ کرونگا غرضکہ ابوبکر نے انکار کیا اور فاطمہ زہراؑ کو اس مال میں سے کچھ نہ دیا۔ حضرت فاطمہؑ کو ابوبکر پر اس درجہ غصہ آیا کہ گو کامل چھ مہینے بعد رسولؐ کے زندہ رہیں مگر نہ ابوبکر سے مال کی بابتہ کلام کیا نہ ان سے ملیں پس جب حضرتؑ کا انتقال ہوا تو ان کو حضرت علیؑ نے بدون اطلاع ابوبکر کے دفن کر دیا اور خود ہی نماز پڑھی۔ حضرت فاطمہؑ کے انتقال کے بعد لوگوں کا آپ سے روکنا اور انکار کرنا اچھا نہ معلوم ہوا۔ ابوبکر سے مصالحت او بیعت کی جستجو کی کیونکہ بیعت کے وقت تو آپ موجود تھے نہ ان ایام میں حضرت فاطمہؑ کے اشتغال سے آپ کو فرصت ہوئی پس آپنے ابوبکر کو بلوایا اور کہلا بھیجا کہ آپکے ساتھ دوسرا شخص نہ آوے کیونکہ آپ کو خوف تھا کہ اگر عمر تشریف لاوینگے تو عتاب زیادہ کرینگے اسی وجہ سے عمر کے حضور کو مکروہ جانتے تھے یہاں حضرت عمر نے فرمایا ای ابوبکر بخدا آپ وہاں تنہا نجاوین ابوبکر نے کہا کیا تمہیں گمان ہے کہ وہ میرے ساتھ کچھ برائی کرینگے بخدا میں اکیلا ہی جاؤنگا پس ابوبکر علیؑ کے پاس آئے۔ آپنے خطبہ پڑھکر فرمایا ہم آپ کی فضیلت کے قائل ہیں۔ اور بغض و حسد ہم میں نہیں ہے۔ مگر چونکہ ہم قرابت رسول اللہؐ کی وجہ سے مشورہ خلافت میں شریک ہونے کے مستحق تھے اور آپنے ہمیں علحدہ کر دیا اس سے خیال تھا یہ سنکر ابوبکر کی آنکھیں بہہ نکلیں اور فرمایا خدا کی قسم اپنے اقربا کے صلہ رحمی سے زیادہ رسول اللہؐ کے اہل قرابت مجھے محبوب ہیں ہاں مجھ میں اور تم میں تنازع و اختلاف اموال میں ہوا سو میں کبھی بھلائی میں تقصیر نہ کرونگا اور جو

رسول اللہ کو کرتے دیکھا ہے وہی کرونگا اور تجویز نہ کرونگا حضرت علی نے ابوبکر سے کہا بیعت
کا وعدہ کل زوال کے بعد ہے۔ حضرت ابوبکر چلے گئے اور ظہر کی نماز کے بعد
ممبر پر چڑھ کر خطبہ فرمایا۔ اور کچھ حضرت علی کا تذکرہ آپ کا بیعت سے تخلف
اور وہ عذر جو ابوبکر سے کیا تھا سب بیان کیا پھر حضرت علی نے ممبر پر چڑھ کر
خطبہ پڑھا اور حضرت ابوبکر کی بڑائی اور استحقاق بیان کر کے فرمایا جو تخلف بیعت
ہوا ہے حسد کی راہ سے نہ تھا لیکن ہم اس مشورہ میں اپنا حصہ بڑا حصہ خیال کرتے
تھے اُس کی علحدگی نے البتہ ہم کو رنج پہونچایا۔ اس گفتگو سے تمام مسلمان
خوش ہوگئے اور اصبت (یعنی آپ سیدھی راہ پر ہیں) کے نعرے مارنے لگے۔
پس جس وقت حضرت علی نے امر معروف (یعنی تمام صحابہ کی موافقت کی طرف
مراجعت فرمائی تو تمام اصحاب کے نزدیک آپ قریب اور محبوب تھے ترجمہ بلفظہ۔
آپ معلوم نہیں کہ آپ صدق و کذب پر کیا فتوے دیتے ہیں مگر عام اہل سنت تو حدیث
ہی کو صادق سمجھینگے کیونکہ صدیقہ کا کلام ہے اور اخوند شاہ مورخ و داستان گو کو
کاذب۔ پس اخوند شاہ کی شیعہ گری تحقیق ہوگئی اور ظاہر ہوگیا کہ آپ دھوکے باز آدمی ہیں ہم
مطلب کیواسطے لوگوں کو شیعے سے سنی اور سنی سے شیعہ بناتے ہیں بلکہ خود بھی کسی غرض
خاص سے شیعے سے سنی ہوگئے ہیں۔ اب فرمائیے آپ کی باتوں کا کیا اعتبار رہا اور جو
تفسیر و اقوال و روایتیں آپ نے لکھی ہیں اُن پر کیونکر وثوق ہو سکتا ہے۔ ہاں خوب یاد آیا
آپ نے طبری کو بھی تو شیعہ سمجھ لیا ہے پس معلوم ہوا آپ کو ایسے ہی لوچ و لغو خیالات نے
شیعے سے سنی بنایا ہے اور اُستاد بلے مولوی جہانگیر خان شکوہ آبادی جنہوں نے
اظہار الہدے اپنی تصنیف میں ایسی ہی بے سر و پا باتیں و روایتیں لکھی ہیں جناب امیر علیہ السلام بیعت

کی نسبت سخت و ناسزا الفاظ لکھے ہیں اور عمر خطاب کے اسلام کا زور اٹھارہ ہزار آدمیوں کا مسلمان ہونا شوکت فاروقی کی وجہ سے لکھدیا ہے۔ مگر آپ اُن سے بھی بڑھ گئے ہیں ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ صفحہ چھتیس ۳۶ اسرار الہدے میں تحریر فرماتے ہیں وَھُوَ ھٰذا بالخصوص خلفائے ثلثہ اگر تمام کافران عرب و گبران عجم کو مسلمان نہ کر دیتے اور اسلام کو مشرق سے مغرب تک نہ پھیلا دیتے تو آپ کو رسول صلعم اللہ کون کہتا بلکہ بعثت بھی آپ کی عبث سمجھی جاتی اور وعدہ صادق خدا کا بھی کذب سے بدل جاتا بلکہ تمام روئے زمین پر خدا کا نام لیوا بھی نہ ہوتا۔

صفحہ چونسٹھ ۶۴ اسرار الہدے میں لکھتے ہو وھو ھذا۔ اگر شروع سے جناب امامت دستگاہ خلیفہ بلافصل بنائے جاتے تو ترقی تو درکنار بلکہ اسلام کا نام و نشان بھی دنیا سے مٹ جاتا۔ صفحہ ساٹھ ۶۰ اسرار الہدے میں وَھُوَ ھٰذا البتہ رسالتمآب پر جناب امیر کا آرام فرمانا مصلحت خاص سے تھا کوئی کمال کی بات نہیں تھی۔

صفحہ ستانوے ۹۷ اسرار الہدے وھو ھذا نہ وہ کہ صرف آدہ پاؤ روٹی چھپا نا جو پر اپنے حقیقی بھائی پر ذو الفقار کھینچی۔

صفحہ پچاس ۵۰ جب جناب امیر نے مذہب کفر سے توبہ کی اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے صفحہ چھتیس ۳۶ اسرار الہدے وھو ھذا ہمیشہ مغلوب رہے یہانتک کہ جناب نے اپنے دین کو غلبہ دشمنوں سے برباد کر دیا۔ صفحہ چھتیس ۱۳۶ اسرار الہدے مُلّان صاحب کو خلافت جناب امیر پر کیون ناز ہے حضرت کی ذو الفقار تو کبھی کسی کافر کے گردن بھی نہیں پھیری۔ صفحہ ۱۳۴ اسرار الہدے وہو ھذا اگر حسنین علیہما و نیز دیگر ائمہ بھی کفار عرب کو فی النار کرتے اور شہزادگان عجم کی جوروؤں اور بچوں کو لونڈی غلام عرب کا بناتے

تو البتہ قابلیت امامت کی رکھتے جب یہ صفت حضرات موصوف میں نہ تھی تو دائرہ امامت سے قطعی خارج سمجھے گئے۔ صفحہ اکتیس ۳۱ اسرار الہدیٰ وہو ہٰذا اس درجہ حرص تھی کہ آنجناب بروز بیعت حضرت صدیق اکبر حضرت زہرا کو دراز گوش پہ سوار کر کے ایک ہاتھ میں حضرت امام حسنؑ کا ہاتھ اور دوسرے ہاتھ میں امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کے بحالت پریشان کس مپرسی با دو بہ صورت دیوانگان کس ہپرسا ہر ایک مہاجرین و انصار کے دروازوں پر جا کے بے حفظ پاس و ننگ و ناموس استعانت کی درخواست کرتے پھرتے تھے۔ صفحہ چودہ ۱۴ اسرار الہدیٰ وہو ہٰذا مصداق ان آیتوں کے وہی لوگ ہیں جنہوں نے بفضل خدا کفار عرب و اشرار عجم سے روئے زمین کو پاک کیا اور جن کے زمانہ میں اہل کامل رہا نہ وہ کہ جنہوں نے بہ طمع خلافت اپنے ہاتھ سے اہلبیت کا خون کیا۔ صفحہ چودہ ۱۴۵ اسرار الہدیٰ وہو ہٰذا جناب امیرؑ بقول علامہ حلّی ۲ الحجبات لا یستحق الامامۃ۔ یعنی جن جن کے معنے بے ہمت بے جرأت جیسے ہندوستان میں نام رکھتے ہیں خلافت کا مستحق نہیں ہے۔ جوہر صاحب جناب امیرؑ کو جبن قرار دیکر خلافت کا مستحق نہیں بناتے۔ اور بھی ایسی ہی ناسزا کلمات بدتر از کفر تمام رسالہ میں لکھے ہیں ہم نے صرف چند بطور نمونہ از خروارے ناظرین کے روبرو پیش کئے ہیں۔

پس اب اہلِ انصاف خود ہی غور کر لیں اور دیکھیں کہ ایسے عقیدے کا بھی آدمی اہلِ سنت کی جماعت میں داخل ہو سکتا ہے شاید بجز وہابیہ جو رسول اللہ کی شان و منزلت گستاخی ہیں۔ بدیگران چہ رسد۔ پسند کریں مگر چونکہ وہ بھی خلیفہ چہارم رسول اللہ کی نسبت ایسے کلمات کفر کیونکر سن سکیں گے۔ باقی رہا گروہ نواصب و خوارج سو اس میں داخل ہونا۔ ہم پہلے ہی تصدیق کر چکے ہیں۔ لیس بیان جوہر صاحب اور جو آپ کے دل میں

ہو کہہ ڈالیئے جواب بجواب کا انتظار نہ کیجیئے قیل ان ۱۲ لہ ذوولد قیل ۱۲ ان الرسول قد کھنا ۔ زمانہ سلف سے یہہ فعل تمہارے یہاں محمود سمجھا گیا ہی ۔ کفار قریش نے رسول صلی اللہ کی نسبت کیا نہیں کہا معاذ اللہ کاہن ساحر مجنون ابتر وغیرہ ۔ بعدہٗ جناب عمر نے رسول صلی اللہ کی نسبت ہذیان کا لفظ مرض الموت مین استعمال کیا کہ معاذ اللہ یہہ شخص ہذیان بک رہا ہی حدیبیہ مین صلح کے بعد انہین صاحب نے فرمایا کہ آج کا سا شک نبوت مین کبھی نہین ہوا ۔ دونون روایتین بخاری و مسلم مین دیکھو ۔ جناب عائیشہ نے عثمان بن عفان کی نسبت حاضرین سے کہا اقتلوا نعثلا ۱۲ النعثل یعنی اس لمبی ڈاڑھی والے یہودی کو قتل کرو ۔ محمد ابن ابوبکر اپنے باپ کو ناسزا و غاصب کہتے رہے ۔ اور معاویہ شامی بھی ابوبکر و عمر کو غاصب اور ظالم کہتا ہی رہا جسکا مفصل حال ایک جواب خط سے معلوم ہوگا جو اپنے موقع پر درج کیا گیا ہے ۔ بنی امیہ و مروانیہ نے صدہا سال تک حضرت علی کو بر سر منبر ناسزا و برا کہا خطبون مین لعن و تبرا پڑہا جاتا ۔ بیچارے عمر ابن عبد العزیز نے خطبہ سے وہ الفاظ نکلوا کر بجائے اُس کے آیت کلام اللہ داخل کی ۔ واضح ہو کہ جو الفاظ جوہر صاحب نے جناب امیر علیہ السلام کی نسبت استعمال کیئے ہین بنی اُمیہ و مروانیہ علیہم اللعنۃ والعذاب نے اسی قسم کے الفاظ خطبہ مین داخل کیئے تھے کیونکہ لعن و تبرا سے بیزاری مراد ہے پس ان فقرات سے بھی بیزار ہونا ثابت ہے یہانتک کہ (دین بھی برباد کردیا) ۔ اب اس سے زیادہ لعن و تبرا کیا ہوگا بنی اُمیہ و مروانیہ تو یہی کہتے تھے ۔ قال اللہ تعالیٰ ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ و اعد لھم عذابا مھینا ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جو لوگ اللہ و رسول صلعم کو ایذا دیتے ہین انپر اللہ لعنت کرتا ہی اور انکے

سے لیئے بڑا عذاب تیار کیا ہے - صاحب کشاف مفسر مقبول اہل سنّت نے بہہ تفسیر کی ہے کہ یہہ آیت مروان کے حق مین نازل ہوئی کیونکہ اُس نے حضرت علی کو سخت ایذا دی پس مروان علیہ اللعنۃ کی ایذا صرف جناب امیرؑ کی بُرائی اور طعن تشنیع کرنے کی تھی جس سے آپ کو سخت ایذا پہونچتی تھی - اب یہان مروان اور اُس کے باپ کے بارہ مین ایک دو حدیثین جناب رسولؐ مقبول کی سُنلو تاکہ تفسیر مین جائے کلام نہ ہو - طبرانی کبیر مین ابن عمر سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرتؐ نے مروان کے باپ کے حق مین فرمایا ہے قریب ہے کہ کتاب اللہ مین وہ مخالفت پیدا کرے گا اور پیغمبر خداؐ کے طریقہ مین مفسدہ ڈالے گا - اِس کی پشت سے ایک فتّان یعنی فتنہ انگیز شخص پیدا ہوگا جس سے صحابہ کو سخت تکلیف پہونچے گی آسمان و زمین پر گرد و غبار پیدا ہوگا وہ تمہارے گروہ مین سے نہ ہوگا - ابن عساکر نافع بن جبیر بن مطعم سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ ہم آنحضرتؐ کے یارون کی جماعت مین حاضر تھے - مروان کا باپ رسول اللہؐ کے آگے سے گزرا آپ نے فرمایا کہ میرے یارون کو اس شخص سے ازحد تکلیف پہونچے گی جو اِس شخص کی پشت مین ہے - واقدی عمرو بن مرّہ سے روایت کرتے ہین مروان کے باپ حاکم نے ایک دن رسول اللہؐ کی خدمت مین آنے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا اُسے یہان نہ آنے دو خدا اُسپر لعنت کرے اُس کی پشت سے بدترین شخص پیدا ہوگا اُس کی اولاد مین مومن پیدا نہ ہونگے - یہہ حدیثین اہل سنّت کی کتب معتبر کی ہین - پس یہہ تین حدیثین نجم صادق کی کافی ہین - ہائے کیسا غضب ہے کہ یہی مروان مردود و مطرود خدا اور رسولؐ جناب عثمان کے عہد اقتدار مین جنکو شیعون نے محرق القرآن کا خطاب دے

۲ کی خلافت مین وزیر اعظم اور مختار کل مہمات مالی و ملکی کا ہوا اور تماشا تو یہہ ہے کہ جناب عثمان

رکھا ہے اسی مروان کی صلاح و مشورہ سے قرآن موجودہ کو جمع کروایا اور
جسقدر قرآن خلفائے اوّل و ثانی کے وقت مین زیر استعمال اور ارکان دینی
کے مرکز و منبع تھے سب کو ایک جا کر کے جلوا دیا۔ پس بقول حدیث مخبر صادق
کتاب اللہ مین اس نے مخالفت پیدا کی اور پیغمبر خدا کے طریقہ مین سفسطہ انداز
ہوا۔ اس کی اولاد کا حال سنئے تاریخ ابی الحسن ذہبی مسعودی سنی المذہب
مین لکھا ہے۔ حجاج بن یوسف نے بحکم عبدالملک ابن مروان عبداللہ بن زبیر
پر چڑھائی کی ابن زبیر کعبہ مین پناہ گیر ہوا۔ شروع ذیقعدہ ۷۲ھ ہجری مین اکیاون
دن یا پچاس رات محصور رہا۔ آخر حجاج بن یوسف مردود نے عبداللہ بن زبیر
کو کعبے کے اندر ذبح کیا۔ اسمار بنت ابوبکر مادر ابن زبیر نے اپنے بیٹے
کی نعش دفن کرنا چاہی حجاج نے نہ دفن کرنے دیا۔ حجاج نے جو جو ظلم مکہ و مدینہ و حجاز
و یمن مین کیئے وہ کتابون مین مذکور و مشہور ہین۔ حجاج نہایت ظالم و سفاک
خونریز تھا ڈیڑہ لاکھ بزرگ و اولاد بندگان مقبول کو اس نے قتل کیا۔ ایک دن
حجاج مذکور اپنے دوست عبداللہ ابن ہانی سے ملا اور کہا ہم نے دو سردارون کی
بیٹیان تجھے دلا دین اس سے زیادہ کیا سلوک ہوگا عبداللہ نے کہا جناب عالی
یہہ تو نہ فرمایئے کیونکہ میرے وہ اوصاف جمیل ہین کہ عرب مین کسی کے بھی نہین
اُس نے کہا آپ مین کیا کمال و صفات ہین عبداللہ بولا جنگ صفین مین امیر معاویہ
کے ساتھہ ہمارے ستر آدمی تھے اور ابوتراب کے ساتھہ فقط ایک دن ایک
تھا۔ حجاج نے کہا یہہ بڑی صفت ہے۔ عبداللہ نے کہا ہمارے قبیلہ مین سے
کسی نے محبان ابی طالب کے ساتھہ شادی نہین کی۔ حجاج نے کہا۔

بیشک یہہ بھی بڑی تعریف کی بات ہے عبداللہ نے کہا ہم مین سے کوئی عورت باقی نہین رہی جس نے حسین علیہ السلام ابن علی علیہ السلام کے قتل کی خوشی مین دس دس اونٹ قربانی نہ کیئے ہون حجاج نے قسم کھا کر تحسین و آفرین کی - عبداللہ بولا ہم مین سے کوئی عورت و مرد ایسا نہین کہ جس سے لعن و تبرا ابوتراب پر کہوایا گیا ہو اور اُس نے نہ کہا ہو مگر بیٹے حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام اور اُن کی والدہ پر زیادہ کرتا ہون حجاج شقی و ملعون نے کہا خدا کی قسم یہہ بڑی بزرگی ہے بلفظہ - اِس سے پیشتر بنی اُمیہ نے کتاب اللہ و خانہ خدا و رسول صلعم کی نسبت جو عمل کیا وہ بھی ظاہر ہے -

جنگ صفین مین معاویہ نے صد ہا قرآن نیزون پر بلند کروا کر عہد کیا اور حضرت علی علیہ السلام سے پناہ چاہی - مگر عہد پر قایم نہ رہا اور خود امیر بن بیٹھا - کتاب اہل سنت سناہج مین مذکور ہے معاویہ کے بیٹے نے قرآن مجید کو ہدف یعنی نشانہ بنایا - مدینہ منورہ کی تخریب کی مسجد نبوی صلعم و روضہ مقدسہ رسول صلعم اللہ مین گھوڑے و اونٹ بندھوائے کوڑا کچرا غلیظ کا ڈھیر ہو گیا - عرصے کے بعد حضرت امام زین العابدین نے اپنے ہاتھون سے صاف کیا - اہل بیت رسول صلعم مختار کی بیحرمتی کی - خانہ خدا کی بیحرمتی ہی نہین بلکہ قسم قسم کی بے ادبیان اور گستاخیان کین صحابہ کبار سید ابرار کو ناحق شہید کر ڈالا - زنا لواطت شرب خمر اور جملہ معاصی کو مباح کر دیا بھائی -

بھنون ماں بیٹیون مین باپ بیٹی مین نکاح جائز کر دیا - ہر شخص سے اپنی عبودیت کی بیعت لی - کئی ہزار بچے حرام سے پیدا ہوئے - غرض کہانتک ظلم و جور فسق و فجور لہو و لعب بنی اُمیہ و مروانیہ کے لکھے جاوین کتابین بھری پڑی ہین تاریخ مذکورہ بالا مین ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان کا حال لکھا ہے

ایک روز اُس نے قرآن مجید مین یہہ آیت پڑہی) وَاسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ مِنْ وَرَائِهِ جَهَنَّمُ ؛ یعنی فتح چاہی اُنھون نے حالانکہ ہر ایک ظالم عناد رکھنے والا نہی ہے۔ اِس کم بخت نے یہہ آیت پڑھکر قرآن شریف منگوایا اور اُسے نشانہ بنا کر تیر مارنے شروع کیے اور یہہ کہتا جاتا تھا کہ تو ظالمون اور جابرون کو ڈراتا ہے پس دیکھ یہہ شخص جابر و ظالم ہے۔ جب تو اپنے قرآن حشر مین آوے تو کہدینا کہ مجھے ولید بن یزید نے نشانہ بنایا اور جلایا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ اِسی تاریخ مذکورۂ بالا سے ایک خط محمدؐ بن ابی بکر کا بنام معاویہ و اُس کا جواب بلفظہٖ درج کرتے ہین۔ جو ناظرین کو دلچسپ و پسندیدہ معلوم ہوگا وھو ھذا یہہ خط محمدؐ ابن ابی بکر کی طرف سے گمراہ معاویہ بن صخر کو بعدہ یہہ کہ اللہ نے اپنی عظمت اور غلبے سے خلقت کو بے عبث اور بے غرض اپنی قوت کے ساتھ پیدا کیا لیکن اکثر کو انہین سے غلام اور کچھ اور غافل پیدا کیا۔ بہت کو بدبخت اور اکثر کو نیک کیا پھر اہل علم کو مقبول کیا اور اُن مین سے محمدؐ کو انتخاب کیا اُنھین اپنے علم اور رسالت کے ساتھ منتخب اور برگزیدہ کیا اور رسول کر کے بھیجا اور اپنی وحی کا امین کیا اور بشیر و نذیر و کیل فرمایا۔ پہلے جس نے اُنکا کہنا مانا اور ایمان لایا اور سچ بولا اور راہ اسلام و تسلیم قبول کیا اُن کا بھائی چچازاد علی ابن ابیطالب تھے جنھون نے حاضر و غائب نبوت کی تصدیق کی اور آنحضرتؐ کو ہر ایک بھاری چیز پر مقدم رکھا اور ہر ایک وقت کے وقت اُن کی حمایت و حفاظت کی اُن کے دشمن سے لڑے اُن کے دوست سے صلح رکھی اور ہمیشہ خوف اور بھوک اور سختی مین راتون کو بھی اپنی جان اُن پر قربان کرتے رہے اور مصیبت مین اُن کے سپر ہوئے اُنکی نظیر کوئی بعد کو نہوا

اور کوئی اُس کا ہمچشم نیک افعال میں اُس کی برابری نہ کرسکا۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ تو
اُس کی برابری کرتا ہے بھلا تو تو ہی ہے اور وہ وہی ہے ع چہ نسبت خاک را با عالم
پاک۔ وہ تمام آدمیوں میں از روئے نیت یکتا راست گو ہے اور اُس کی اولاد سب
لوگوں سے افضل ہے اُس کی بیوی سب عورتوں میں بہتر ہے اُس کا سا پسر عم
کہاں اُس کے بھائی جعفر طیار نے رسولؐ خدا پر جان قربان کر کے فرشتوں کے
ساتھ پرواز کیا اُس کا چچا امیر حمزہ سردار شہیداں ہوا اُس کے باپ ابوطالب نے آنحضرتؐ
سے کیسا دشمنوں کو دور رکھا اور بلاؤں سے محفوظ رکھکر پناہ دی تو تو ملعون ابن ملعون
ہے تو اور تیرا باپ ہمیشہ رسول اللہؐ کو بڑی ہی راہ بتلایا کرتے اور نور خدا بجھانے میں
کوشش رکھتے تھے آنحضرتؐ کے مقابلہ میں جماعتیں جمع کرتے اور مال خرچ کر کے
رسول اللہؐ پر دشمنوں کو چڑھاتے تھے اور بہت قبیلوں اور قوموں کو تم نے آنحضرتؐ
پر برانگیختہ کیا اسی حال میں تیرا باپ مر گیا اور اسی حال پر تجھے چھوڑ گیا قریب اور بعید تمام گروہ
ورؤسا نفاق تیری برائی کی گواہی دیتے ہیں اور علیؑ کی قدیم بزرگی کے سب شاہد ہیں
اُس کے ساتھی وہ انصار و مہاجرین ہیں کہ اللہ نے جنکا ذکر قرآن شریف میں بزرگی کے ساتھ کیا
وہ گروہ در گروہ تجھکو حقیر جانتے ہیں اور حضرت علیؑ کی خلافت کو نفاق و شقاق مانتے
ہیں بھلا تجھکو کب زیبا ہے کہ حضرت علیؑ کی برابری کرے وہ وصی و وارث رسولؐ مقبول
ہے وہ فرزندان رسولؐ کا باپ ہے اطاعت رسولؐ میں سب سے اول ہے اور سب سے
زیادہ قریب تر رشتہ دار ہے آنحضرتؐ اُس سے اپنا بھید کہتے اور اپنی بات کی
اطلاع دیتے تھے تو دشمن رسولؐ اور عدو خدا و رسولؐ کا بیٹا ہے جس قدر
ہو سکے باطل طور پر دنیا کھالے اور پسر عاصی بد باتوں میں تیری مدد کرے۔ تیرا وعدہ پورا

ہوگیا اور تیرا کشت ہوچکا - اب بعد تیرے وہ ہوگا جس کی عاقبت بخیر ہو -
واضح ہو کہ تو خدا کو فریب دیتا ہے جس کے بیچ سے تو اپنے شین اس مین جانتا ہے مگر تو
رحمت خدا سے مایوس ہے اور اللہ تعالے تیری گھات مین ہے تو اس کی جانب سے دہوکہ
مین ہے - بس تابعین ہدایت پر سلام - اس کے جواب مین معاویہ نے یہہ لکہا -
کہ معاویہ بن صخر کی جانب سے یہہ نامہ اس شخص کے نام ہے جو اپنے باپ کو
عیب لگاتا ہے - بعد از ان تیرا خط میرے پاس پہونچا کہ اس مین تو خدا اور رسولؐ کی
عظمت و قدرت بیان کرتا ہے اور اس کے ساتھہ کلام ضعیف کہتا ہے جو
تیرے باپ ہی پر پڑتا ہے - یعنی تیرے باپ کو معیوب اور قصور وار ٹھہراتا ہے
تو نے جو علیؑ ابن ابی طالب کی بزرگیان اور قدیم احسانات اور قرابت رسولؐ
اور ہر ایک خوف و دہشت مین انکی جان نثاری بیان کی ہے اور مجھ سے
حجت لایا ہے اور عیب لگایا ہے کہ مجھ پر اپنی بزرگی نہ ظاہر کی غیر کی بزرگی
پر ناز کرتا ہے تو نے اپنی فضیلت تو چھوڑ دی اور غیر شخص کی تعریف کرنے لگا
ہم اور تیرا باپ سب علیؑ کی فضیلت جانتے ہین اور اُس کا حق لازم مانتے
ہین - جس وقت اللہ نے اپنے نبیؐ کے لئے اپنی نعمت مہیا کی اور اپنے وعدہ کو تمام
کیا اور دعوت اسلام ظاہر فرمائی اور حجت قایم کی اور آنحضرتؐ کی وفات
ہوئی تو تیرا باپ اور فاروق سب سے اوّل غاصب حق علیؑ ہوا اور اُس کے حکم کے
خلاف کیا اسی بات پر وہ دونون متفق و مساوی رہے اُنھون نے علیؑ سے
بیعت طلب کی علیؑ نے بیعت مین تامّل و توقف کیا تب اُنھون نے اُس کے
ساتھہ مہم عظیم کا ارادہ کیا تب اُس نے نبوّت کی اور خلافت سپرد کردی وہ دونون

خلافت کے والی ہوئے ۔ علیؑ کو اُس ورِ خلافت مین اُنھون نے اپنا شریک نہ کیا اور اپنی باتون کی اُن کو خبر دی یہانتک کہ وہ دونون جہان سے روانہ ہو گئے پھر تیسرا عثمان اُن کی جگہہ قایم ہوا اور بعینہٖ اُنھین کی راہ پر چلا ۔ محمدؐ تو نے اور تیرے آقا علیؑ نے اُسے عیب لگایا اور اُس نے و اعلٰے سب نے اُسے معزول کرنا چاہا تم نے اُس کے لیئے بُری باتین سوچین اور اپنی عداوت ظاہر کی تا آنکہ تم اپنی آرزو اور طمع کو پہونچے ۔ اے بیسر ابی بکر سوچ اور سمجھ اور اندیشہ کر کہ یہ تیری سب باتین نامناسب ہین ۔ کیونکہ تیرے باپ نے بستر بچھایا اور اپنی سلطنت کے لیئے مسند مقرر کی ۔

اگر ہم جنگ علیؑ مین غیر صائب اور خاطی ہین تو پہلے تیرے باپ ہی نے یہ راہ نکالی اور ہم اُس کے ساتھ شریک ہوئے ورنہ تیرا باپ اگر یہ نہ کرتا تو ہم کیون علیؑ سے مخالفت کرتے اور ضرور اُسے خلافت دیتے اور اُس کا حکم تسلیم کرتے لیکن ہم نے تیرے باپ کو دیکھا کہ اُس نے پہلے یہ کچھ علیؑ کے ساتھ کیا ویسے ہی ہم ہو گئے پہلے اپنے باپ کو عیب لگا ورنہ اپنے کلام سے باز آ ۔ سلام اُس کو جو توبہ و رجوع کرے ۔ بلفظہٖ ۔

میان جوہر یہ سچ ہے ہم کو کوئی شکایت نہین ہے شاباش ایسا ہی چاہیئے حقوق آبا و اجداد ادا کرنا فرض ہے جو تم سے کار نمایان ہوا باعث خوشنودی ارواح بزرگان ہے ۔ مگر ہان یہ دو غلا پن اچھا نہین ۔ کہ زبان سے حضرت علیؑ کو فی وقت من الاوقات خلیفہ برحق کہتے ہو اور دل سے بے دین اور غیر مستحق خلافت وغیرہ وغیرہ پس لازم ہے کہ زبان اور دل کو ایک کرو اور رکا یہ مذہب

کو چھوڑ دو ۔
یہ زمانہ آزادی کا ہے اگر خدا و رسول صلعم کو بھی علانیہ ناسزا و بُرا کہو تو کون تمہاری زبان روک سکتا ہے جیسا بنی اُمیہ و مروانیہ نے کیا حضرت علی ع کو برسر منابر بُرا کہتے اور فخر کرتے تصدیق خلافت کیسی ۔ قرآن مجید کو نشانہ میں باندھ کر سیکڑون تیر لگائی پھر اُسپر عمل کیسا ۔ خانہ خدا و رسول صلعم کو محاصرہ کرکے سیکڑون بے ادبیان گستاخیان کیں غلیظ کا انبار لگادیا پھر حرمت کجا ۔ صدہا ہزارہا کتاب اللہ کو ڈھیر لگاکر جلادیا پھر بزرگی کہان غرضکہ جو بات کی پوری کی اور مسلمان بنے ہی رہے ۔ امیر المومنین کا خطبہ اُن کے نام مسجدون میں پڑھا ہی جاتا رہا اور خلیفہ اُمت کہلاتی ہی رہے ۔ پس تم کو بھی یکرنگ ہونا چاہئے اس دخل فصل کی باتون پر لوگ چونکین گے اور اعتبار نہ کرینگے ۔

اب ہم آپسے پوچھتے ہین کہ جو اسلام خلفاء ثلثہ نے مغرب سے لیکر مشرق تک پھیلایا تھا ۔ یہی تھا ۔ جو بنی اُمیہ و مروانیہ کے وقت مین جاری تھا یا اور کوئی نیا اسلام تھا جس مین رسول اللہ کہنے والے اور خدا کے نام لینے والے اور بعثت کے عبث نہ سمجھنے والے اور خدا کے وعدہ کو صدق سے بہ کذب نہ بدلنے والے اپنے ایمان پر قایم رہے ہون اور کسی نے ان جبار و قہار و ظالم خلیفون کو ان حرکات سے روکا ہو وقعات تاریخی سے تو کوئی معلوم نہین ہوتا ہان مثل مصنف روضۃ الصفا اگر کسی نے جھوٹی روایت لکھدی ہو تو خیر ۔
ع اسلام گر یہی ہے تو اسلام کو سلام + اگر اسلام اسی کا نام ہے کہ قتل کرتے لوٹتے مارتے جبراً لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہلاتے عورتون و بچون کو لونڈی غلام

بناتے مغرب سے مشرق تک نکل گئے اور مال غنیمت سے جھولیاں بھرلیں تو چنگیز خان
ہلاکو نادر شاہ تیمور وغیرہ کے فتوحات دیکھو خلفائے ثلثہ سے بدرجہا بڑھے ہوئے
ہیں ایسا ہی خالد سیف اللہ وغیرہ کا حال تواریخ میں دیکھو جدہر رخ کیا قتل وغارت
مار دھاڑ کر گئے پس ماندون کو یا مسلمان برائے نام ہونا پڑا یا جزیہ دیکر پیچھا چھوڑایا۔
اسی لیئے تو عیسائی اسلام پر بزور شمشیر اسلام قبول کرانیکا داغ بدنما لگاتے ہین
جسکا جواب اکثر محقق وانصاف پسند نے یہہ دیا تھا کہ آنحضرتؐ کے عہد مین جب قدر جہاد
ہوئے تحفظ اسلام کی غرض سے یعنی جب کفار نے خودہی مدینہ پر حملہ کیا یا تخریب اسلام
پر کمر باندہی اسوقت حفاظت وحراست اسلام کے واسطے لڑنا بھڑنا ضرور ہوا اُس جنگ
وجدال مین جو مال ملا لڑنے والون کو تقسیم ہوا اور فتوحات محمدیؐ کے دیکھنے سے
واقعی ایسا ہی پایا جاتا ہے۔ آنحضرتؐ کے وقت مین بھی بہت سے طامع جو صرف
صرف مال لوٹنے اور حصہ لینے کی غرض سے بظاہر اسلام قبول کر لیتے تھے مگر دل اُن کا
وہی کافر تھا چنانچہ سورہ منافقون ہی کلام اللہ مین موجود ہے اور آنحضرتؐ کی
حدیثین بھی۔ چنانچہ اسی رسالہ مین ایک حدیث مشورہ رسولؐ اللہ با علیؑ غزوہ طائف
مین لکھی گئی ہے جس سے منافقین صحابہ کا ہمیشہ غزوات مین ہمراہ رہنا ثابت ہوتا ہے
اور حضرت علیؑ سے دشمنی رکھنا۔ رسولؐ اللہ جب مال غنیمت تقسیم فرماتے تو بعض بندۂ
زر وغلام نفس برو کہدیتے کہ یا محمدؐ تقسیم مین آپ انصاف کرین۔ اور آپ فرماتے
وائے ہو تم پر اگر مین ہی نا انصافی کرون گا تو انصاف کی اُمید کس سے
ہو گی۔

اکثر ان منافقون کے اقوال وافعال سے آپ درگزر کرتے اور فرماتے کہ

کفار کہنے لگے کہ محمد صلعم اپنے اصحاب کو سزا دیتے ہیں مگر امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں درگزر نہیں تھا۔ پس معلوم ہوا کہ جب آنحضرت صلعم ہی کے روبرو منافق لوگ جنگ و جدال میں بہ طمع نفسانی شامل رہتے تھے تو بہ عہد خلفائے ثلثہ جس میں چھپا خاصا ہر لونڈی تک تھا ہزار در ہزار منافق لوٹ کے مال اور لونڈی غلاموں کی خواہش میں دوڑ پڑے ہونگے اور جنگ و جدال میں شرکت کی ہوگی۔ مفلس قلاش بدکار لوگوں کا یہی طریقہ ہوتا ہے۔ لیجیئے لاکھوں کی فوج تیار ہوگئی اور میان خالد سپہ سالار بنگئے پھر تو قتل و غارت لوٹ کھسوٹ نہ رائے نہ دہائے جس کی عورت پسند آئی مرد قتل کیا گیا عورت پر تصرف بیجا خلاف حکم خدا و رسول صلعم دیکھو مالک بن نویرہ کا حال جیسے خالد نے باوصف اُسکے مسلمان ہونے کے صرف باغواے نفس شیطانی قتل کرکے بیچاری عورت پر تصرف یعنی زنا کیا۔

پس جن لشکروں کے ایسے سپہ سالار قلعہ شکن ہونگے اُس کا کیا ٹھکانا اور تماشا تو یہہ ہے کہ ابوبکر صدیق کو باوجودیکہ خبریں صحیح پہونچیں اور فاروق اعظم بیچارے حد جاری کرنے کو بہت کچھ چیخے پکارے مگر خالد نے چوکیداران دردولت صدیقی کو رشوت دیکر گانٹھ لیا تھا صاف بچ نکلا اور بال بھی بیکا نہ ہوا۔

مورخ لکھتے ہیں کہ اسلام میں یہہ پہلی رشوت اور اس ناشدنی کی ابتدا ہے اوائل خلافت میں ابوسفیان نے پہلے حضرت علی کو ورغلانا کہ تم خلافت لو ہم مدد کو موجود ہیں۔ مگر حضرت اس مکار کے کید عظیم میں کب آنے والے تھے۔ اُس نے خلیفہ صاحب کو دہمکایا کہ تم خلافت کے مستحق نہیں ہو چنین و چنان۔ خیر مصلحت

یہہ ہوئی کہ شام کی حکومت معاویہ کو دیکر پیچھا چھوڑا او ۔ یہہ بنیاد معاویہ شامی
کی ہے جو پانچوان خلیفہ اہلِ سنت کی رائے مین سمجھا جاتا ہے او چھٹا یزید اسیطرح
بارہ۱۲ خلیفہ کی تعداد پوری کی گئی ہے ۔
واضح ہو جو لوگ بعد فتح مکہ مسلمان ہوئے ہین وہ مولفۃ القلوب کہلاتے
ہین جو بنظر تالیف قلوب ورونق اسلام مسلمانون مین شامل کیئے گئے مگر مثل
منافقون کے اُن کے ایمانون کا ٹھکانا نہین ۔ اُنھین مین ابو سفیان و معاویہ
ہے ایک حدیث نبویؐ مروان کے حق مین پیشتر ہم لکھ چکے ہین کہ یہہ مروان کتاب
اللہ مین مخالفت پیدا کرے گا اور پیغمبر خداؐ کے طریقہ مین مفسدہ ڈالے گا ۔ اب دوسری
حدیث خاص خلیفہ اول کی شان والا مین سنیئے ۔ صحاح ستہ موطا مین ابی النضر
سوئے عمر بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے اُحد کے شہیدون کے
حق مین فرمایا مین قیامت کے دن اُن کی گواہی دونگا ابو بکر صدیق نے عرض
کیا یا رسولؐ اللہ کیا ہم اُن کے بھائی نہین ہین اُن جیسے ہم بھی مسلمان ہین جیسے
اُنھون نے جہاد کیا ہم نے بھی اپنی جانین لڑادین رسولؐ اللہ نے فرمایا یہہ
بات ٹھیک ہے لیکن خبر نہین کہ تم میرے بعد کیا کیا دین مین ایجاد کروگے یہہ سنکر
ابو بکر روئے اور بہت رونے کے بعد کہا کیا ہم بعد آپکے زندہ رہینگے ۔ ترجمہ بلفظہٖ
ایک اور حدیث سنیئے اور داد دیجیئے اہل سنت کی صحاح دارمی مین جابر بن
عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ عمر خطاب رسولؐ اللہ کے پاس ایک
توراۃ کا نسخہ لائے آنحضرتؐ خاموش ہوگئے ۔ عمر نے اُسے پڑہنا شروع
کردیا ۔ رسولؐ اللہ کا چہرہ مبارک متغیر ہونے لگا ابو بکر بے تاب ہوگئے

اور عمرؓ سے خطاب کرکے فرمایا روئین تجھے رونے والیان کیا تو چہرہ رسول اللہؐ کو نہین دیکھتا۔

عمرؓ آپ کے چہرہ کو دیکھکر کہنے لگے مین اللہ سے اُس کے غصہ اور اُس کے رسولؐ کی خفگی سے پناہ مانگتا ہون ہم راضی ہین اللہ سے اور رسولؐ سے اور اسلام سے۔ بعدہ رسولؐ اللہ نے فرمایا خدا کی قسم اگر تمہارے سامنے موسیٰ علیہ السلام ہوتے تو تم مجھے چھوڑکر اُن کی پیروی کرتے اور ضرور سیدہی راہ سے بہک جاتے لیکن اگر موسےٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے ضرور میری پیروی کرتے۔ بلفظہم۔

پس اب اہل انصاف غور کرین۔ اسلام برائے نام تو ضرور مشرق سے مغرب تک پھیلا۔ اور فتوحات عظیم حاصل ہوئین مگر اُس کے ساتھ بقول مخبر صادق یہہ بھی ضرور ہوا کہ اسلام مین صدہا ایجادین کی گئین اور کتاب اللہ کی مخالفت اور طریقہ رسول اللہؐ مین مفاسد و منافقت جو ظاہر ہوئی اُسے آنکھ سے دیکھ لو۔ عیان راچہ بیان۔ ۷۲ فرقہ اسلامیہ تو ابتدا سے موجود ہی ہوگئے بعدہٗ وہابیہ و نیچریہ و مہدویہ و احمدیہ وغیرہ یعنی ایک قادیانی صاحب نے اپنا سب سے نرالا مذہب نکالا ہے۔ اب ان فرقون کے اصول و فروع مین دیکھو تو زمین اور آسمان کا فرق ہے اور لطف یہہ کہ سب اسی قرآن و حدیث سے سند لیتے ہین ایک کہتا ہے قرآن مخلوق ہے مثل داود ابن علی اصبہانی دوسرا کہتا ہے خدا مجسم ہے مثل ابن تیمیہ ظاہری۔ تیسرا کہتا ہے فرشتون و شیطان کا وجود نہین حضرت عیسےٰ بغیر باپ کے نہین پیدا ہوئے قرآن

اعجاز نہیں مثل سید احمد خان نیچری۔ چوتھا کہتا ہے میں مسیح موعود ہوں مجھپر وحی
آتی ہے مثل غلام احمد قادیانی۔ پانچواں کہتا ہے خالق خیر و شر کا خدا ہے
اُسی کی جانب سے سب نیکیاں و بدیاں ہوتی ہیں تقدیریں جو لکھدیا گیا ہے وہ
اٹمٹ ہے مثل جوہر مصنف اسرار الہدیٰ۔ چھٹا کہتا ہے کہ رسول اللہ
کا مزار مقدس معاذ اللہ صنم اکبر ہے مکہ و مدینہ پر جہاد واجب اُس کا قتل و قمع
رسول اللہ کا روضہ انور قابل انہدام یعنی نیست و نابود کرنا فرض مثل عبدالوہاب
نجدی۔ ساتواں کہتا ہے نعوذ باللہ تمہارا رسول اللہ کا مرتبہ خدا کے روبرو
مثل ایک چمار کے تھا مثل مولوی اسمٰعیل دہلوی۔ آٹھواں کہتا ہے کان
محمد رسول اللہ یعنے تھے محمد۔ اب کلمہ میں کان کا لفظ زیادہ کرنا چاہیئے مثل مولوی
نذیر حسین دہلوی۔ غرضکہ جملہ فرقہائے اسلامیہ کے اعتقادات بہ نسبت
خدا اور رسولؐ و قرآن مجید مفصل کتابوں میں درج ہیں۔ مشتے نمونہ از خروارے
ہم نے لکھدیا ہے۔ مگر عبدالوہاب نجدی کا مختصر حال لکھتے ہیں۔ کتاب جواہر الا
یقان اہل سنت سے عبدالوہاب نجدی گو کہ دعوے حنبلی مذہب کا رکھتا مگر عقیدت
کے زعم میں بے ادبی و گستاخیاں بہ نسبت جناب رسالت مآبؐ و اہل بیت
اطہار و دیگر صلحائے مومنین کی کرنی شروع کردی اور گستاخی و بے حرمتی
حرمین یعنی مکہ و مدینہ و قتل سادات و غارتگری اموال پر کمر باندہی۔ سنہ ۱۲۱۸ میں
ایک لشکر جمع کیا لوگوں نے سلطان روم کا نام خطبہ سے نکال کر اسی کے
نام کا خطبہ جاری کردیا ایک کتاب التوحید تصنیف کرکے اطراف و جوانب میں
مشتہر کیا اہل اسلام جوق جوق بہ قصد جہاد مکہ و مدینہ پر متفق ہوگئے۔

سنہ ۱۲۲۱ مین مسعود نامی اُس کا نائب کعبہ کو روانہ ہوا اور قرن المنازل پر پہونچکر طائف پہونچا اور ایک جماعت کثیر کو بہ بہانہ ملاقات بلا کر قتل کر ڈالا اور شہر کو لوٹ لیا بعدہ سیف زنان اور غارت کنان مکہ معظمہ مین آیا اور جو حق غارتگری وقتل کا تھا خاص بیت اللہ مین کیا تمام شریف سادات کو تہہ تیغ کرکے مال اسباب جو ملا سب لوٹ لیا۔ مساجد و مقابر و آثار صحابہ منہدم کر ڈالے وہان سے مدینہ پہونچا وہان بھی قتل و غارت کرکے روضہ مقدسہ نبوی صلعم کے انہدام پر عازم ہوا مگر ایک اژدہائے خونخوار کے نکلنے سے روضہ مقدسہ کو منہدم نہ کرسکا۔ مدینہ مین اپنا نائب چھوڑ کر پھر مکہ کی طرف لوٹا اور تمام اطراف ملحقہ حجاز و عراق و نجد مین قتل عام شروع کیا کربلائے معلّٰی کو بھی خوب لوٹا اور قتل کیا۔ بلفظہ۔ ہیچ کافر نکند آنچہ مسلمان کردند۔ و میکنند۔

پس معلوم ہوا کہ یہی اسلام خلفاء ثلثہ نے مشرق سے مغرب تک پھیلایا۔ اور وہ وہ ایجادین اور تصرفات بیجا قرآن مجید و حدیث نبوی صلعم مین واقع ہوئے کہ اسلام کا نام ہی نام باقی رہا خدا اور رسول صلعم کی احکام پر نہ ابتدا سے عمل ہوا نہ ہوتا ہے خدا نے جو رضیت لکم الاسلام دینا فرمایا وہ اور ہی اسلام ہے۔

خدائے قادر کا وعدہ سچا اُس رسول خاتم النبین صلعم کی بعثت لاجرم غیر زوال تا قیام قیامت مگر ایسے اسلام پر جسکا مختصر ذکر اوپر ہوا نہ خدا کے وعدہ نہ رسول اللہ صلعم کی بعثت کا اثر ہوا کیونکہ جب ایک ملت ایک دین ایک خدا ایک رسول صلعم پھر یہ انقلابات عظیم اور صدہا فرقون کا جدا ہو جانا اور خدا و رسول صلعم کے احکام صاف صریح مین شاخین لگانا اور تاویلات لایعنی و توجیہات بے معنی اپنے

قیاس سے پیدا کرنا چہ معنی دارد۔ اگر خدا اور رسولؐ کے حکمون کے سیدھے اور صاف معنی و مطالب قبول کیے جاتے اور جو حکم خدا و رسولؐ نے دیئے تھے اُن پر پورا پورا عمل کیا جاتا تو اسلام مین کیون رخنے اور خرابیان پیدا ہوتین مگر نفسانیت و طمع حطام دنیوی سے انسان مجبور رہے ہے۔ اب سنیئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نہ کبھی تلوار اٹھائی نہ کسی کو مارا صرف جہاد لسانی کرتے رہے تمام عمر مین صرف گیارہ ۱۱ یا بارہ ۱۲ یا کچھ زیادہ بہر کیف سو سے کم اُنپر ایمان لائے اور وہ حضرت چوتھے آسمان پر تشریف لیگئے پھر کیا اُن کی بعثت عبث ہو گئی ہرگز نہین بلکہ صاحب شریعت رسولؐ برحق تھے اُن کے بعد اُن اُمت کی تعداد دیکھو کہ اُن کی جہاد لسانی نے کیا فوائد بخشے۔ ایسا ہی ہمارے حضرت سید الانبیاء خاتم المرسلین دس گیارہ ۱۱ برس تک اپنے وطن مکہ مین رونق افروز رہے اور لسانی جہاد فرمایا کیے ایک تعداد کثیر صرف مواعظ و نصائح سے مسلمان ہوئے جب مدینہ والون نے بعد قبول اسلام اپنے یہان بلایا خدا کی مصلحت یہ ہوئی کہ ہجرت کرین مدینہ مین تشریف لائے کفار مکہ نے گروہ مسلمانون کی تخریب مین سبقت کی خدا نے حکم جہاد بہ شمشیر دیا تحفظ اسلام اور خیر اندیشی قوم کے لیئے آپ کفار سے لڑے فضل خدا شامل حال تھا فتحیاب ہوئے اس بات پر تو سب کو اتفاق ہے کہ ہر قوم و ملت مین نسبتاً عام کے خاص ممتاز و برگزیدہ ہوتے ہین چنانچہ اللہ جل شانہ نے خود ہی تصدیق کی ہے وقلیلا من عبادی الشکور قرآن مجید مین اور اکثر مقام پر قلیل کی تعریف فرمائی ہے چنانچہ نقل اور عقل اس بات کے شاہد عادل ہین۔ ابتدائے آدم سے تا ایندم عام اور خاص مین تمیز ہوتی آئی ہے۔ رسولؐ اللہ کے عہد مین بھی

جو لوگ تصدیق بالقلب واقرار باللسان کرکے ایمان لائے انھین کو مومنین کہا گیا۔

عام کو منافقین کیونکہ قلیلاً من عبادی الشکور خدا کا فرمان ہی۔

پس خاص بہ نسبت عام کے ہمیشہ و ہر حال مین تھوڑے رہے ہونگے۔ بعدہٗ خلافت اول وثانی وثالث مین بھی یہی عملدرآمد ہوا کیونکہ اہل سنت افضل البشر بعد رسول اللہ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان کہتے ہی ہین۔ پھر عشرہ مبشرہ کو انتخاب کرتے ہین باقی عوام۔ شیعہ حضرت علی کو بعد رسول خدا افضل بشر و چند اصحاب مثل ابوذر و عمار و مقداد و سلمان وغیرہ و عباس و عبداللہ و فضل وغیرہ بنی ہاشم کو مختص شمار کرتے ہین۔ اب اگر انصاف اور ایمان سے ہم دیکھتے ہین تو حضرت علیؑ کا پلہ بہت ہی بھاری نظر آتا ہے یعنی اون کو خدا کے حکم سے رسول اللہ نے خم غدیر مین باضابطہ خلیفہ و جانشین بنایا جس کی تفصیل و تشریح باب خلافت رسالہ ہذا مین درج ہی۔ ابوبکر صدیق کی نسبت جو حدیثین جوہر صاحب نے لکھین امامت نماز و خلافت کی بابتہ انکی کچھ اصل بنائی گئی نہ اُن کی تعمیل حیات رسول خدا مین ہوئی۔

ہان امام شورہ ہین جس کی تصدیق حضرت علیؑ نے بھی کی ہے پس اب دیکھنا چاہئیے شورہ کسطرح کا تھا آیا چند بعض خاص لوگ ایک جگہ جمع ہوئے اور اپنی اپنی رائے ظاہر کین یا عوام کا مجمع ہوا۔ بخاری و مسلم مین جناب عائشہ سے ایک حدیث طولانی شورہ خلافت کی بابتہ لکھی ہے۔ جملہ انصار و مہاجر سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع ہوئے انصار کہتے ہم مین سے مہاجر کہتے ہم مین سے امیر ہو۔

ابوبکر عمر ابوعبیدہ جراح بھی پہونچے حضرت عمر غصہ والے تھے بولنے لگے ابوبکر

نے اُن کو روکا خود بولے ہم میں سے امیر ہو تم سے سے وزیر ہو جناب عمر کہتے ہیں میری بولنے کی یہہ وجہہ تھی کہ مین نے عمدہ عمدہ الفاظ جو مجھے نہایت درجہ مرغوب تھے اُسوقت کے لیئے سوچے تھے اور اِس کا بھی خوف تھا کہ ابوبکر نہ بول سکیں گے مگر ابوبکر نے خوب ہی کلام کیا جناب ابن منذر نے کہا ہم کبھی راضی نہونگے جبتک ایک ہم سے ایک تم میں سے والی نہ ہو۔ آخر ابوبکر نے کہا کہ عمر خطاب و ابوعبیدہ جراح موجود ہیں اُنسے بیعت کرو مگر جناب عمر نے کہا یہہ آپ کیا کہتے ہیں آپ ہمارے سردار ہیں ہم سے بہتر ہیں رسولؐ خدا کے محبوب ہیں ہاتھ بڑہاؤ بلکہ ہاتھ پکڑ کر بیعت کرلی پھر سب راضی ہوگئے ایک شخص بولا تم نے سعد بن عبادہ کو مار ڈالا عمر نے کہا منظور خدا یہی تھا یعنی وہ بلکہ بہشت ہوا کہ سعد بن عبادہ پامال ہوگیا اور سخت چوٹ آئی۔

عمر خطاب کی خواہش اور آرزو پہلے ہی سے عمدہ عمدہ الفاظ مرغوب طبع جو سوچ کر منتخب کر رکھے تھے کہنا اور بولنے کے تھے پس معلوم ہوا کہ جب خم غدیر میں حضرت علیؑ کو آپنے کل مومن و مومنہ کے مولے ہونے کی مبارکباد دی اُسیوقت سے یہہ عمدہ و چیدہ الفاظ منتخب کرلیئے تھے کہ وقت پر استعمال کرونگا

پس ظاہر ہے کہ جیسا نماز جماعت کی امامت میں جناب عمر نے ابوبکر کو امام بنا دیا ویساہی یہاں بھی مدعی سست گواہ چست جبراً ہاتھ پکڑ کے بیعت کرلی اور نہ مشورہ ہوا نہ اجماع۔ عمر خطاب کی پہلو پُلٹکل چال تھی کہ یہہ حضرت تو سا ٹھ ساله ہو ہی چکے ہیں برس دو برس برائے نام اُنکو آگے کرلو پھر ہم ہی ہم ہیں چنانچہ ایساہی ہوا بھی کہ ابوبکر کی خلافت میں بھی حضرت مختار عام بلکہ اعلےٰ رکن اسلام رہے جب وفات ابوبکر کا زمانہ قریب ہوا تو اُنھوں نے بمصداق من تراحاجی بگویم

تو مر اجاجی بگو۔ نہ شورہ پر خلافت چھوڑی نہ اجماع پر اپنی حیات ہی مین سند خلافت بنام جناب عمر لکھا دی اور یہہ خیال کیا گمان بھی نہ ہوا کہ رسول صلعم اللہ نے تو کسی کو خلیفہ کیا ہی نہین بمسلمانون پر انتخاب منحصر کر دیا ہی پھر ہم خلاف فعل رسول صلعم اللہ کیون اپنا آبائی مال سمجھکر سند خلافت و ولیعہدی لکھے دیتے ہین صدقت یا رسول اللہ سچ آپ نے فرمایا کہ بعد میرے دین مین کیا کیا ایجاد کروگے

اب جناب عمر مرنے لگے تو فرمایا کہ مین اگر کسی کو خلیفہ کر جاؤن تو مجھسے بہتر شخص یعنے ابوبکر نے ایسا کیا اور نہ کر جاؤن تو مجھسے افضل تر رسول صلعم اللہ نے امت کو بے خلیفہ کے چھوڑا۔ لیں آپنے یہہ دونون طریقے ناپسند کر گئے چھہ اصحاب خاص پر جن مین عثمان بن عفان کے طرفدار زیادہ تھے امر خلافت کو چھوڑا اور ایک ایجاد اپنی جانب سے زیادہ کی۔ عثمان بن عفان کی بے اعتدالیان خلاف شریعت صحاح و تواریخ اہل سنت مین مرقوم ہین جس کے باعث سے اُن کی جان عزیز برباد ہو گئے مگر پہلے ایجاد مروان بن حکم مردود و مطرود رسول صلعم خدا و خلفائے ماسبق کو اپنا وزیر و مشیر و مہمات مالی و ملکی کا مدار المہام بنایا۔ قرآن مروجہ سابق جو پیغمبر صلعم خدا کے عہد و ابوبکر و عمر کے زمانہ خلافت مین عملدرآمد ہوا کیا سبکو منگوا کر جلا دیا۔ اور اپنا جمع کیا ہوا قرآن جاری کر دیا جو اتبک موجود و زیر قرأت ہے۔ یہہ دوسری ایجاد ہوئی۔ ہمکو اس قرآن مین کمی الفاظ و آیات کا غیر ترتیب ہونیکا اعتراض ہے جس سے بقول مخبر صادق کتاب اللہ مین مخالفت پیدا ہو گئی ورنہ منزل من اللہ ہونے مین شک و شبہہ نہین ہے۔

ان خلافتوں میں حضرت علیؑ و انکا گروہ ناپرسان حالت میں رہا مگر یہہ ضرور تھا کہ آپ امر بالمعروف ونہی عن المنکر بتلاتے رہے اور حق بات کہنے سے باز نہیں آئے بہت سی مثالیں کتابوں میں مذکور ہیں چنانچہ عمر خطاب سے آتش مزاج اور غصہ ور کے عہد میں بھی آپ نے احکام دینی میں اصلاح فرمائی - امام احمد ابو طبیان سے روایت کرتے ہیں کہ عمر نے ایک زانیہ کو رجم یعنی سزائے شرعی دینے کا حکم دیا لوگ سزا کے واسطے لیچلے حضرت علیؑ راہ میں ملے حقیقت پوچھی اور فرمایا یہہ مجنونہ مرفوع قلم ہے اسے سزا نہ ہونی چاہیئے چنانچہ وہ رجم سے بچی اور جناب عمر نے ازراہ انصاف فرمایا لولا علی لھلک عمر اگر نہوتے علیؑ ہلاک ہوگیا تھا عمر - اسیطرح دوسری روایت ہے ایک حکم شرعی دینے میں عمر خطاب سے غلطی ہوئی حضرت علیؑ نے تصحیح کی عمر نے کہا اس وقت سے میں پناہ مانگتا ہوں جبکہ علیؑ موجود نہ ہوں -

جبکہ عموماً اہل سنت اور خصوصاً جوہر صاحب اپنی نادانی و کج بحثی سے یہہ بہت بڑا اعتراض اور سوال کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ اسد اللہ الغالب اشجع الناس کفار کش وغیرہ اگر تھے تو غصب خلافت پر کیوں راضی ہوئے اور زبر و زور ذوالفقار شرربار خلفا ثلثہ سے کیوں نہ خلافت چھین لی نہ کہ ہمیشہ مغلوب و محکوم رہے -

اس کا جواب مختصر یہہ ہے کہ قصص الانبیا و اوصیا اگر دیکھی جاویں تو ظاہر ہو جائے کہ خدا کی حکمت و مصلحت و حلم و برداشت اپنے بندوں کے اعمال و افعال قبیحہ پر باوصف قدرت و جبروت و عظمت و قہاری و جباری کے

کس درجہ بڑہی ہوئی ہی۔ عموماً کل انبیاؑ کا حال باستثنا ے حضرت سلیمانؑ جنکو
نبوت و پادشاہی جن و انس ملی دیکھا جاتا ہی تو اپنے عہد کے پادشاہان جابر و ظالم
سے مغلوب ہی رہنا اور اُن کی حکومت مین بسر کرنا ظاہر ہوتا ہی مگر تبلیغ رسالت و
احکام خدا کا پہونچانا جو خدمات وقتاً فوقتاً اُن کے سپرد ہوئین اُن کی بجا آوری مین
سرِ مو فرق نہین کیا کیسے کیسے ظلم و شدائد و عذاب و عقاب ظالمون نے
اُنپر کئیے مگر وہ اپنی رسالت و خدائی یکتا کی وحدانیت ظاہر کرتے رہے اور بندگان
خدا کو وحدہ لاشریک لہٗ کی پرستش و بندگی کی دعوت عام فرماتے۔ جن لوگون نے
اُن کو رسولؑ اور خدا کو واحد و یکتا مانا وہ خاص مین محسوب ہوئے باقی عام خلقت
کافر کی کافر رہی۔ حضرت داؤدؑ و حضرت موسےٰؑ وغیرہ بعض پیغمبرون کو جہاد
بحرب و ضرب کا حکم ہوا اُس کی بھی تعمیل کی مگر نہ ایسا کہ مغرب سے مشرق تک عالمگیری
کی ہوس مین قتل و قمع کرتے پھرین غرضکہ جہاد بھی محدود اور خاص قوم کے واسطے تھا
اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر نبیؑ کے ساتھ اُسکا وصی بھی ضرور ہوتا جو اُمور نبوت و
رسالت مین اُس کے ہمراہ رہکر مدد کرتا جیسا حضرت موسےٰؑ کے بھائی حضرت
ہارونؑ۔ اور وہ بھی بحکم خدا انتخاب ہوتا مقبول و برگزیدہ شخص کیونکہ خدائے
قادر مطلق اپنی مخلوق پر تصرف کامل رکھتا ہی اور اپنے بندون کی رہنمائی و ہدایت
و پند نصائح کو ایسے ہی خاص الخاص اشخاص کو منتخب کرتا ہے جو اُس زمانہ مین وحید
عصر و یگانہ روزگار ہون اور خدا کے حکمون کی تعمیل مین کامل اور عامل ہمہ صفت
موصوف اور اُن کو خدا کی جانب سے ایک دستور العمل ملتا ہے جیسے صحیفہ یا وحی
یا الہام جو چاہے سمجھ لو جسپر وقتاً فوقتاً عمل کیا جاتا ہے اگر وصی ہوا تو رسولؑ کے ذریعہ

ہے بہر کیف خدا کی جانب سب مدارج طے کر دیئے جاتے ہیں حضرت موسیٰؑ اور ہمارے حضرتؐ سے مشابہت تام ہے اور خود ہی آنحضرتؐ نے اُمت موسوی سے اپنی اُمت کو مشابہ ہونا فرمایا ہے بعمر خطاب سے بھی آپ نے یہی فرمایا کہ اگر حضرت موسیٰؑ زندہ ہوتے تو مجھے چھوڑ کر تم اُن کی پیروی کرتے اس پر خدا کی قسم بھی آپ نے مزید کی۔

پس دیکھو حضرت موسیٰؑ چالیس برس کی عمر میں مبعوث ہوئے فرعونیوں کے ہاتھ سے کیا کیا اذیت سہی کیسی کیسی مصیبتیں جھیلیں جب معجزہ دکھاتے ساحر و کاہن وغیرہ الفاظ سے یاد کیئے جاتے ایک عرصہ دراز کے بعد قوم کا چھوٹا سا گروہ فراہم ہوا اور فرعون سے مقابلہ کرنے کو حکم ملا حضرت جبرئیل مدد کے لیئے ساتھ ہوئے حضرت ہارونؑ وصی و شریک فی النبوت قرار پائے دریائے نیل سے آپ نے عبور کیا فرعون ملعون معہ سپاہ و لشکر غرق ہوا۔ آپ نے اپنی اُمت کو حضرت ہارونؑ اپنے بھائی کے سپرد کر کے کوہ طور پر تشریف لیگئے یہاں ان سامری مردود نے اور یہی کرشمہ کیا سب کو گئوسالہ پرست کر دیا حضرت ہارونؑ سمجھاتے رہے ایک نے نہ سنی جب حضرت موسیٰؑ واپس آئے پھر قوم کو جمع کیا اور راہ راست پر لائے اپنے بعد یوشع بن نون کو خلیفہ مقرر کیا زوجہ حضرت موسیٰؑ نے اُن سے جدال و قتال کیا۔

ہمارے حضرت خاتم النبیین سید المرسلینؐ ہیں سب انبیاؑ کے کمالات آپ کو ملے اور آپ بھی اِس عمر میں رسالت پر مامور ہوئے سب سے پہلے حضرت خدیجہ اور حضرت علیؑ نے تصدیق رسالت کی کفار قریش قوم قبیلہ مُکلفین

دینی شروع کین اللہ اکبر ابتداے بعثت مین جو اذیت مصیبتین آپنے برداشت کین اور جو طعن و تشنیع استہزا ہنسی قہقہہ توہین تذلیل قوم کیجانب سے آپ کی جناب مین ہوئین اُن کے مفصل لکھنے سے روح کانپتی ہے کوئی اونٹ کی اوجھڑی گلے مین ڈالتا ہی کوئی راہ مین کانٹے بچھاتا ہی کوئی کاہن و ساحر و مجنون کہتا ہے کوئی ہنستا ہے کوئی ناسزا باتین کہتا ہی یہانتک کہ عقبہ بن معیط مردود و ملعون نے حالت نماز مین آپ کے گلے مین چادر ڈالکر اس زور سے کھینچا کہ آپ کا گلا گھٹ گیا - ابوجہل مردود علانیہ آپ کو بُرا کہتا ایکروز امیر حمزہ نے سن لیا اور اُسے ایسا سیدھا کیا کہ علانیہ بدگوئی سے باز آیا - مگر آنحضرت نے کبھی پروا نکی اور کلمہ حق زبان پر جاری رہا حضرت ابوطالب آپ کے چچا جنھون نے بعد وفات جناب عبداللہ پدر بزرگوار آپکو پرورش کیا اور ہر حال مین آپ کے ممد و معاون رہے جب یہہ حال سُنتے سخت صدمہ گزرتا اور حتی الوسع اُن نااہلون سے انتقام لیتے -

آپ کے چند اصحاب مثل حضرت یاسر وغیرہ و انکی زوجہ بکریہ کو کفار نے ہر روز یہہ اذیت دینی شروع کی کہ بطحا کی ریتلی زمین مین گرم ریت پر اُن کو لٹاتے اور پتھرون کی سلین اُن کی چھاتیون پر رکھہ دیتے عرصہ تک یہی ظلم و ستم جاری رہا مگر آپ ہر حال مین صابر و شاکر رہتے اور تبلیغ رسالت فرماتے -

ایک دن آپ تنہا طائف کو تشریف لیگئے اس اُمید پر کہ وہان کے باشندے کلمہ حق سنکر راہ راست پر آوین مگر اُن ناعاقبت اندیشون نے جو مجسم شیطان تھے آپ کو مجنون و دیوانہ کہکر نکالدیا اور دور تک مجنون و دیوانہ کہتے پتھر مارتے پیچھے چلے آئے نعوذ باللہ من ذالک - پھر آپ مکہ مین تشریف لائے

ایک روز اپنے قبیلے کے آدمیوں کو جمع کیا اور دعوت کی فرمایا میں خدا کا وحدہ لاشریک ہے اُس کی پرستش کرو بتوں کو چھوڑ دو یہ لکڑی و پتھر ہیں اور دیکھوں انمیں سے کون شخص میرا مددگار و جان نثار خدا کے کاموں میں اعانت کرنے والا ہوتا ہے سب لوگ خاموش رہے مگر حضرت علیؑ گو کہ کم عمر تھے مگر اُٹھے اور عرض کی اے رسول اللہ میں آپ پر جان قربان کرونگا آپ کی مدد کرونگا خدا کے کاموں میں آپکا سپر ہونگا آنحضرتؐ خوش ہوئے اور فرمایا دیکھو یہ میرا وزیر اور جانشین و خلیفہ ہے۔ سب لوگ ہنسنے لگے کہ ایک چالیس سالہ جوان اور ایک لڑکا چاہتے ہیں کہ تمام جہان میں حکومت کریں غیرہ کو ہنس ہنسا کر منتشر ہو گئے۔

اللہ جل شانہ نے آپؐ کے کلام میں وہ برکت اور عظمت دی تھی کہ لوگ عش عش کرتے اور بجز استہزا وغیرہ کے جواب نہ دے سکتے۔

خیر ایک چھوٹا سا گروہ مسلمانوں کا ہو گیا اور کفار کی آتش غضب روز بروز مشتعل ہونے لگی آپ کو اور آپ کی اصحاب کو سخت ایذا دینے لگے۔ آپ نے بہ سرداری حضرت جعفر ابن ابوطالب حقیقی بھائی حضرت علیؑ کے ستر یا اسی اصحاب کو حبش کی جانب ہجرت کرنے کو فرمایا اور وہ گروہ حبش کو گیا وہاں بھی کفار قریش نے پیچھا نہ چھوڑا اور بادشاہ حبش سے درخواست کی کہ ہماری قوم کے کچھ لوگ ہمارے خداؤں سے انحراف کر کے آئے ہیں اُن کو ہمارے سپرد کر دو بادشاہ نے حضرت جعفر کو مع اصحاب کے بلایا اور واقعات پوچھے حضرت جعفر نے خدا کی یکتائی اور وحدانیت اور رسول اللہ کی نبوت و رسالت کی نسبت وہ مدلل تقریر کی کہ

بادشاہ حبش کو بہت پسند آئی اور کفار قریش کو بے نیل مرام اپنے دربار سے نکلوا دیا۔

اکثر محققین اسلام نے اسی کو ہجرت اولے قرار دیا ہے اور قرینہ بھی اسی پر دال ہے۔

یہان بعد اسلام لانے عمر خطاب کے کفار نے وہ شورش اور کاوش کی کہ رسول اللہؐ کو شعب ابوطالب مین پناہ لینے کی ضرورت ہوئی یعنی گھر بار چھوڑکر پہاڑ کی کھوہ مین جو اس نام سے مشہور تھا تشریف لیجانا پڑا۔ ابوطالب ایک اور دشمن قوم کی قوم کیا کرین۔ مکّہ والون نے خرید و فروخت داد و ستد رسم معاملہ برادری سب ترک کردی اور ابوطالب سے درخواست کی کہ اپنے بھتیجے کو ہمین دیدو اور ہم مین سے جس کا لڑکا خوبصورت لائق بہتر ہو جسے تم پسند کرو لے لو ابوطالب نے فرمایا استغفر اللہ میرے بھتیجے کے مقابل مین تمام جہان پاسنگ ہے۔

پھر ابوطالب کے رعب و داب و افہام و تفہیم سے صلح ہوگئی مگر کفّار ہمیشہ آپ کی تاک مین رہتے اسی عرصہ مین مدینہ والے جو ہر سال مکّہ مین آتے جاتے تھے آپ کے کلام معجز نظام پر فریفتہ ہوکر اس بات کے آرزومند ہوئے کہ آپ ہمارے یہان تشریف لائین۔

یہان کفّار قریش نے جب یہہ قول و قرار سنا تو اور بھی جل مرے ابوجہل مردود و ابوسفیان مطرود نے اوباشون کو جمع کرکے شورہ کیا کہ آج رات کو محمدؐ کا کام تمام کردو سب لوگ اس بات پر متفق ہوگئے اور صلاح ہوئی کہ ہر قبیلہ سے چند آدمی حملہ کرین تاکہ کوئی خاص قبیلہ قتل کا مجرم نہ تصور ہو۔ آنحضرتؐ کو بذریعہ جبریلؑ امین یہہ خبر پہونچی اور حکم ربی صادر ہوا کہ رات کو اپنے فرش مقدس و معلے ہمپایہ عرش پر علیؑ اپنے بھائی کو سلا کر آپ غار مین پوشیدہ ہوجائین اور یہان سے ہجرت فرمائین کیونکہ یہہ مقام خطرناک و آزاردہ ہے۔

آنحضرتؐ نے اپنے بستر پر حضرت علیؑ کو سلایا اور تشریف لیچلے ابوبکر کو بحکم خدا یا راہ میں ملجانے کے باعث جیسا شیعہ سنی میں جھگڑا ہے ساتھ لیا اور غار ثور میں پوشیدہ ہوئے تین شبانہ روز غار میں رونق افروز رہے۔ بعدہٗ مدینہ میں نزول اجلال فرمایا۔

یہہ خلاصہ جملہ تواریخ اہل سنت کا ہی جس کا دل چاہے دیکھ لے۔ چالیس سال کی عمر میں آپ کی بعثت ہی۔ اور اکیاون سال میں ہجرت پس دنش گیارہ برس بعد بعثت آپ مکہ میں رہ کر صرف لسانی جہاد فرمایا کئے۔ مدینہ پہونچنے کے بعد بھی جب کفار قریش نے آپ کا پیچھا کیا اور فوج جمع کر کے جدال و قتال پر آمادہ ہوئے تب جہاد کا حکم نافذ ہوا کیونکہ اُس وقت اصحاب کی جماعت میں کثرت ہوگئی تھی جنھیں بہ نسبت مہاجر کے انصار زیادہ تھے۔

مگر بعد نفاذ حکم جہاد و کثرت مہاجر و انصار بھی آنحضرتؐ نے حدیبیہ میں باوجود زیادتی و سرکشی کفار مکہ کے صلح کی اور جدال و قتال نہ کیا مصلحت سے خالی نہ تھی خلاصہ حال صلح حدیبیہ یہہ ہے کہ آنحضرتؐ نے قصد حج بیت اللہ شریف کا کیا اور حدیبیہ تک پہونچے کفار مکہ مزاحم ہوئے اور آپ کو روکا آخر صلح پر دار و مدار ہوا کفار نے جو شرطیں اپنے سعید و خاطر خواہ پیش کیں وہ سب منظور کیں جن میں اسلام کا ضعف اور کفار کا غلبہ صریح تھا یہانتک کہ تحریر صلحنامہ میں محمدؐ رسول اللہؐ کے الفاظ پر بحث ہوئی کفار نے کہا کہ اگر ہم آپ کو رسول اللہ جانتے تو کیوں یہہ جھگڑا ہوتا صلحنامہ میں محمدؐ ابن عبد اللہ درج ہونا چاہئیے چونکہ رسول اللہؐ کا لفظ تحریر ہوچکا تھا آنحضرتؐ نے علیؑ سے فرمایا رسول کا لفظ کاٹ کر ابن عبد اللہ بنادو حضرت علیؑ نے بپاس کمال ادب و ایمان عرض کی کہ

میرے ہاتھ مین یہ قدرت و جرأت نہین کہ رسول اللہ کے لفظ کو مٹا دون آنحضرتؐ نے خود اپنے ہاتھ سے لفظ رسول اللہ کاٹ کر ابن عبداللہ بنا دیا صحیح بخاری مین مفصل واقعہ درج ہے عمر خطاب کا اس صلح کی بابتہ یہ کہنا کہ مجھے ایسا شک نبوت آنحضرتؐ مین کبھی اور نہین ہوا جیسا آج۔

دیکھو تاریخ خمیس اور اسد الغابہ اور اصابہ فی معرفت الصحابہ اہل سنت ابن حجر عسقلانی جناب عائشہ سے ناقل ہین کہ اسلام نے جدائی ڈالدی تھی درمیان زینبؑ دختر رسول خدا و ابو العاص شوہر انکے کے مگر رسول خدا قادر نہ ہوئے کہ دونون مین جدائی کردین کیونکہ وہ حضرت مکہ مین مغلوب تھے اور حلال و حرام مین فرق نکر سکتے تھے لشکر اسلام نے ابو العاص کو گرفتار کیا اور آنحضرتؐ نے رہا کردیا مگر اس تفریق پر قادر نہوئے یعنی لا تنکحوا المشرکین پر۔ اور جناب عائشہ فرماتی ہین کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اے عائشہ اگر تیری قوم کا مجھے خوف نہوتا تو مین خانہ کعبہ کو از سر نو تعمیر کرتا۔

دیکھو آنحضرتؐ خوف کی وجہ سے خانہ خدا تعمیر نہ کرسکے ابتدائے بعثت رسولؐ مقبول مین سورہ قل یا ایہا الکافرون نازل ہوا تھا جس کے معنی یہ ہین نہ ہم تمہارے معبودون کی پرستش کرین نہ تم ہمارے معبود کی پرستش کرو تم اپنے دین پر رہو ہم اپنے دین پر رہین۔

جو ہر صاحب نے قول جناب علیؑ مرتضےٰ صفحہ ۲۳۶ اسرار الہدےٰ مین جو استحکام خلافت ابو بکر مین لکھا ہے ہم اوپر بحث خلافت مین لکھ آئے ہین کہ آپ نے نہج البلاغت مین فرمایا ہے انہ قال لابد للناس من امام بر او فاجر یعمل فے امرتہ المومن

لیستمع فیہا الکافر ویبلغ فیہا الرّاجل ویامن فیہا السبل ویوخذ بہ للضعیف من القوے حتی لیستریح بر ولیستراح من فاجر۔

ترجمہ چارہ نہین آدمیون کے واسطے امیر سے نیک ہو یا بد کہ عمل کرے اُس کی حکومت مین مومن اور بہرہ پاوے اُس مین کافر اور پہونچ جاوے اُس حکومت مین غایت اور راستون ہون اُس حکومت مین راہین اور ضعیف کا حق قوی سے دلایا جاوے اور آرام پاوے نیک بخت بدبخت سے اور راحت پائی جاوے اُس فاجر سے۔

پس انصاف کی نظر سے دیکھنا چاہیے حضرت علیؑ کو اہل حق شیعہ اثنا عشری خدا نہین کہتے رسول اللہ نہین کہتے بلکہ بندۂ خدا۔

رسول اللہ کے بھائی وصی جانشین خلیفہ لہذا جیسا عموماً کل انبیا سے مرسل کا طریقہ معاشرت دنیا مین رہنے اور بسر کرنے کا تھا خصوصاً جناب سیدنا محمد رسول اللہ کا ویسا ہی اُن کے خلیفہ برحق علیؑ ابن ابی طالب کا۔

آنحضرت بھی دس گیارہ برس تک اپنے وطن مکہ مین کفار اشرار سے مغلوب رہے اُن کی حکومت مین بسر کی اُن کی ایذائین سہین مصیبتین جھیلین انواع اقسام کی توہین تذلیل بدگوئیان گوارا کین ویسا ہی آپ نے پچیس چھبیس برس تک یہ سب صدمے اُٹھائے وہان رسالت تھی یہان خلافت جیسا اُس وقت رسول اللہ کو حکم جدال وقتال نہ تھا صبر وشکر ضبط وتحمل برداشت کرنے کی خدا کی جانب سے ہدایت تھی ویسا ہی آپ کو صبر وسکوت کی رسول اللہ کی طرف سے وصیت۔ جیسا آنحضرت کو بتدریج حکم جہاد ملا ویسا ہی آپ نے بھی اپنی خلافت حقہ مین نواصب وخوارج بصرہ وشام و نہروان وغیرہ پر جہاد کیا۔ جیسا رسول اللہ نے اپنے وطن سے ہجرت کی ویسا ہی

آپ نے مدینہ سے کوفہ کو ہجرت کی جیسا آنحضرتؐ باوصف ایذا رسانی کفار کلمہ
حق ادا کرنے اپنے کو رسول اللہؐ کہنے سے باز نہ آئے ویسا ہی آپ بھی اپنا
استحقاق خلافت علانیہ ظاہر کیئے گئے ۔ جیسا رسول اللہؐ نے حدیبیہ مین کفار سے
دب کر بقول عمر خطاب مگر نہین مصلحتاً صلح کر لی اور اپنے نام سے رسول اللہؐ کا
لفظ خود کاٹ دیا ۔ ویسا ہی آپنے ابوبکر سے صلح کر لی ۔
اور بقول جناب عائشہ خطبہ مین فرمادیا کہ ابوبکر مستحق خلافت ہین دیکھو حدیث
بیعت مندرجہ رسالہ ہذا جس مین بیعت کا وجود مقصود ہے اور جبکہ اس حدیث
صدیقہ مین بیعت کا نہ کرنا ثابت ہے تو اور حدیثین بمقابلہ قول صدیقہ مکذوب و مصنوعی
ہین ۔ جیسا جناب رسالت پناہ کے اعوان و انصار روز بروز بڑھتے گئے
ویسا ہی جناب امامت دستگاہ کے یاران جان نثار و سرفروشان وفاشعار
روز بہ ترقی کرتے رہے جنگ جمل و صفین مین بقول ابن الحسن ذہبی مسعودی سنی المذہب
نوے ہزار کا شمار تھا ۔ دیکھو تشبیہ ہارونی کا تقیہ جیسا حضرت موسےٰ کے پہاڑ پر جانے
سے امت موسوی گمراہ ہوئی سامری ملعون کے اغوا سے ویسا ہی بعد وفات
رسولؐ خدا امت محمدیؐ راہ حق سے پھر گئی بعض مخرب دین کی ترغیب و تحریص سے
مماثلت یوشع بن نون یا حضرت علیؑ صفرا بنت شعیب زوجہ حضرت موسےٰ نے
حضرت یوشع سے جنگ کی یوشع تیس سال تک زندہ رہے ۔ ایک بادشاہ
کافر سے صلح کر لی ویسا ہی حضرت علیؑ سے عائشہ زوجہ رسولؐ خدا نے جدال و
قتال کیا ۔ آپ بھی اسی عرصہ تک زندہ رہے اور ابوبکر و معاویہ سے صلح مصلحتاً
بہ تقلید رسولؐ خدا کر لی ۔ اب اس سے زیادہ صاف و صریح تشبیہات حضرت

ہارونؑ و یوشعؑ کیا ہو سکتے ہیں۔
جیسا آنحضرتؐ کے اصحاب خاص مثل حضرت یاسر وغیرہ کو کفار مکہ نے مار تکلیفین
دین ویسا ہی امامت دستگاہ کے یاران باوفا خلیفہ بلافصل تصدیق کرنے والے
حضرت عمار و ابوذر و مالک اشتر وغیرہ کو خلفائے ثلثہ کی حکومتون مین ایذائین و
مصیبتین جھیلنی پڑین دیکھو تاریخ اعثم کوفی سنی المذہب عمار یاسر کو خلیفہ ثالث نے
حق کلمہ کہنے پر اپنے غلامون سے پٹوایا اور خود بھی انکے پیٹ پہ پیر و پر اس قدر
لاتین مارین کہ وہ بیہوش ہو گئے اور نماز مغربین اُن سے قضا ہو گئی حضرت ابوذر
غفاری شام مین تھے اور حق باتین کہا کرتے معاویہ نے خلیفہ صاحب سے شکایت
کی اُس پر حکم ہوا ابوذر کو ایک شتر برہنہ و لاغر پہ سوار کرا کے مدینہ روانہ کرو
اور اُس کے ساتھ ایک شخص وحشی و بد مزاج کریہ منظر بد صورت کو بھیجو جو
رات دن اونٹ ہانکتا رہے ابوذر کو آرام نہ لینے دے چنانچہ اسی حیثیت سے
ابوذر مدینہ پہونچے شتر کی برہنہ پیٹھ اور تیز رفتاری سے زانون کا چمڑا الگ آیا
اور قریب المرگ ہو گئے خلیفہ صاحب کے روبرو لائے گئے خلیفہ نے کلمات
ناملایم کہے ابوذر نے جواب ترکی بترکی دیا خلیفہ نے سزا دینی چاہی حضرت
علیؑ موجود تھے مانع ہوئے خلیفہ نے کہا خاک ہو تیرے منھ مین اے ابن
ابیطالب غرضکہ بڑی بحث و تکرار کے بعد ابوذر کو جلاوطن کی سزا ملی اور ابوذر
ربذہ کو چلے گئے۔ اسیطرح مالک اشتر کو ولید بیخوار حاکم کوفہ کے جھوٹی شکایتون
پر جلاوطن ہونا پڑا۔ خلاصہ یہہ کہ حضرت علیؑ کو خلیفہ بلافصل سمجھنے والے خلفا کی
عہد مین مخذول و مغلوب و مصیبت کش رہے جیسا رسول اللہؐ کہنے والے

تکہین جیسا آنحضرتؐ کے گلوئے مبارک مین عقبہ بن معیط مردود نے چادر کا پھندا
ڈالکر خاص کعبہ مین کھینچا جس سے حضرت کا گلا گھٹ گیا ویسا ہی حضرت علیؑ کے گلے مین ریسمان
ڈالکر منافقون نے کھینچا مکان جلانے کو آگ و لکڑیان دروازہ پر جمع کین بضعتہ الرسولؐ
کے پہلو پر دروازہ گرا دیا گھر کے اندر جو یاران باصدق و صفا جمع تھے اُن کے قتل پر
آمادہ ہوئے صحیح بخاری دیکھو عمر خطاب ان سب مین پیشرو تھے جیسا آنحضرتؐ اپنی
رسالت و نبوت ظاہر کرنے طائف کو تشریف لیگئے اور شیاطین طائف آپ کو مجنون
و دیوانہ وغیرہ کہکر دور تک توہین و استہزا کرتے پیچھے چلے آئے ویسا ہی حضرت
علی بھی شب کو جناب فاطمہؑ زہرا کو دراز گوش پر سوار کرکے اپنی خلافت بلافصل جو بحکم
غدیر مین ہوئی تھی استحقاقاً ظاہر کرنے کو مہاجر و انصار کے دروازون پر پھرے
اور فرمایا اے نااہلو کور باطنو منافقو کل کی بات بھول گئے اور رسول اللہؐ
کی وفات ہوتی ہی خدا اور رسولؐ کے حکمون سے انحراف کرتے ہو۔ مین وہی علیؑ
ہون جسکا ہاتھ تھام کر اپنے برابر منبر پر بلند کرکے خم غدیر مین رسول اللہؐ نے بحکم خدا
فرمایا تھا من کنت مولاہ فعلی مولاہ - اور یہ تمہارے نبیؐ کی نور نظر
لخت جگر فاطمہؑ بنت رسول اللہ ہین جنکو گمراہان وادیٔ ضلالت و شقاوت ایذائین
دیتے ہین اُن کا رزق چھینتے ہین جو میراث پدری ہے اُن کو اُن کے پدر عالی مقدار نے
بحکم خدا دیا تھا - یہ حسنؑ و حسینؑ رسول اللہ کے فرزند دلبند ہین جو اپنے جد بزرگوار
کے انتقال پر ملال و اپنے باپ و مان کی مصیبتین دیکھکر روتے ہین بلبلاتے ہین
اور کوئی نہین پوچھتا جیسا طائف والون نے آنحضرت کو دیوانہ و مجنون کہا اُس وقت
مین بھی شاید حضرت علیؑ کی نسبت یہ کلمات استعمال ہوئے ہون - مگر جو ہر حسبنا

شیاطین طائف کی سنت ادا کر رہے ہیں (بصورت دلوا فگان کس بہر پساد)
اور بے حفظ پاس ننگ و ناموس کا بھی فقرہ جو پیر صاحب کی ایجاد ہے
خیر یہاں تو شب کا پردہ حائل تھا اور مظلومیت کی حالت مگر جنگ جمل میں جناب
عائشہ اونٹ پر سوار روز روشن میں ہزارہا نواصب و خوارج کی صف میں حاضر رہکر
زبان مبارک سے اقتلو العلی و انصار ہ کا نعرہ مارتی تھیں۔ اور معاذ اللہ بروایت
بخاری رسول اللہ کے کاندھے پر چڑھ کر رقاصوں کا ناچ دیکھیں۔ وہاں ننگ و ناموس
کا محافظ کون تھا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ جیسا آنحضرتؐ نے باوجود ظلم و جور
کفار مکہ و توہین و تذلیل خود حالانکہ صدیق اکبر و فاروق اعظم ذوالنورین ایسے مغرب
سے مشرق تک اسلام پھیلانے والے اشد علی الکفار وغیرہ مصاحب
خاص موجود تھے کسی کافر پر تلوار نہ اٹھائی نہ انکی تلوار کسی کافر کے گرد پھری یہانتک
کہ کفار کے خوف سے غار میں پوشیدہ ہوئے ویساہی حضرت علیؑ کی بھی تلوار
زمانہ ثلثین تک کسی مرتد و منافق کے گرد نہ پھری اور صبر و شکر جسکا حکم تھا فرماتے
رہے مگر ہاں جیسا رسول اللہ کو بعد عرصہ دراز سرکشی و زیادتی کفار کی وجہ سے
حکم جہاد ملا تو ویساہی حضرت علیؑ کو بھی جنگ جمل و صفین و نہروان میں نواصب و
خوارج کو فی النار کرنے کا حکم ملا جو اسلام کی تاریخ میں بے نظیر اور عدیم المثال ہے
تاریخ دیکھو جو سنی المذہب دیکھو جنگ جمل میں تیرہ ہزار نواصب و خوارج قتل ہوئے
اور آپ کے ہمراہیان باایمان میں سے صرف پانچ نفر نے شہادت پائی اللہ اکبر
دیکھو حق و باطل میں کیا فرق ہوتا ہے۔ ایساہی رسول اللہ کی حرب و ضرب میں
ہوا ہے کہ اکثر فی ہزار ایک یعنے کافر اگر ہزار جہنم واصل ہوئے تو مومن ایک داخل جنت

جنگ صفین کا حال تاریخ مذکورہ میں دیکھو ستائیس ۲۷ لڑائیاں ہوئیں شامیوں کے کشتوں کے پشتے اور انبار ہوگئے مگر یہاں وہی معدودے چند مہروان میں بھی یہی حال ہوا واقعات تاریخی دیکھنے سے لطف آتا ہے۔

پس اب غور سے دیکھو رسول اللہ کا دس گیارہ برس مکہ میں اُس طرز و طریقہ سے رہنا جو اوپر مذکور ہوا۔ قل یا ایھا الکافرون کا نازل ہونا۔ بعد غلبہ اسلام بھی حدیبیہ میں شرائط کفار کو غلبہ سمجھ کر صلح کرنا اپنا رسول اللہ لکھنا بلکہ اس لفظ کو خود محو کر دینا۔ غار میں پوشیدہ ہونا وغیرہ وغیرہ۔ بعدہ حضرت علی کا یہ فرمانا کہ انسان کو چارہ نہیں امیر سے نیک ہو یا بد ہو ہن کو اُس کی حکومت میں بسر کرنا چاہیئے۔ پھر اب کیا اعتراض باقی رہا جیسا خدا نے اور اُس کے رسول نے کیا بعینہ وہی حضرت علی نے اگر خدائے قادر مطلق کفار مکہ کا تختہ مثل قوم لوط الٹ دیتا۔ رسول اللہ ابوجہل و ابوسفیان کی سرداری بزور شمشیر چھین لیتے اور خود امیر مکہ بنجاتے شروع ہی سے جہاد شروع کر دیتے تو حضرت علی بھی سب ہی کچھ کر دکھاتے مگر یہاں تو اطاعت خدا و رسول کا طوق گران گلوگیر تھا کیونکر خلاف حکم دم مارتے۔ اگر کوئی کہے ابوبکر وغیرہ کی بیعت کی اُن کی اطاعت میں رہے شورہ خلافت میں شریک رہے اُن کے پیچھے نماز پڑھا کیئے۔ ہم کہتے ہیں بیعت کرنا قول عائشہ صدیقہ سے ثابت نہیں۔ خلافت میں نہ شریک ہونا خط معاویہ بنام محمد ابی بکر سے ثابت ہے (علی کو امر خلافت میں اُنھوں نے یعنی ابوبکر و عمر نے اپنا شریک نہ کیا اپنی باتوں کی اُن کو خبر نہ دی) نماز کا پڑھنا بھی تحقیق نہیں لو فرضنا اگر بقول اہل سنت رسول اللہ نے عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے نماز

پڑھی ویسا ہی حضرت علیؑ نے بھی پڑھ لی ہوگی۔ اور جب مسئلہ حضرات شیعہ اعادہ کر
لیا ہوگا اطاعت خدا اور رسولؐ مین تھی خلفار کی اطاعت کیسی وہ اپنی خلافت مین
مصروف تھے اپنے گھر قرآن جمع کرنے مین دیکھو خلفار کے عہد مین صدہا لڑائیان
ہوئی ہونگی کسی مین بھی حضرت علیؑ شریک ہوئے ہرگز نہین۔ پس جیسا اورلینیا
وخود رسولؐ اللہ غیرون کی حکومتون مین بسر کرتے رہے ویسا ہی آپ بھی غرضکہ
جیسا رسول اللہ کو حالت قیام مکہ و صلح حدیبیہ وغیرہ مین حکم تھا ویسا ہی حضرت علیؑ
کو سمجھ لینا چاہیئے سرمو فرق نہین ہے۔

اب سنیئے اسلام برائے نام جو بعد انتقال جناب رسولؐ خدا خلفائے ثلثہ نے
جاری کیا اور اتبک کثرت کے ساتھ باقی ہے اگر نظر انصاف سے دیکھا
جاوے تو ایمان حقیقی کے ساتھ ہرگز مناسبت نہین رکھتا جس سے تصدیق بالقلب
واقرار باللسان کہتے ہین کیونکہ جب کتاب اللہ مین مخالفت و طریقہ رسولؐ اللہ مین منافقت
بقول مخبر صادق پیدا ہوگئی تو اُن کی تبعیت و بجا آوری احکام مین بُعد المشرقین کا فاصلہ
رہا اور جبکہ اسلام حقیقی مین طرح طرح کی ایجادین اور اختراعات حسب تصدیق رسولؐ اللہ
کی گئی تو وہ اسلام کجا جو رسولؐ خدا کے عہد مبارک مین تھا لیس ظاہر ہے کہ
اسلام حقیقی جس سے خدا اور رسولؐ کی اطاعت مشتق ہے ہرگز نہ تھا ہان سیرت شیخین
وسنت جماعت یعنی جن امور پر عام نے اجماع و اتفاق کر لیا ہے وہی سنت
واجب التعمیل قرار پاگئی خدا و رسولؐ کے حکمون کی ضرورت نہ رہی۔ دیکھو
بعد وفات عمر خطاب حضرت علیؑ اور عثمان خلافت کے لیئے جب منتخب کیئے گئے
تو پہلا سوال اُن سے یہی ہوا کہ سیرت شیخین پر عملدرآمد کرنا ہوگا حضرت علیؑ

نے انکار کیا وہ محروم رہے۔ عثمان بن عفان نے اقرار کیا اُن کو منصب خلافت مل گیا۔ دیکھو صحیح بخاری و تاریخ اہل سنت۔ جملہ بنی ہاشم نے بیعت نہ کی اور علحدہ رہے۔

پس ابتدا سے جو اسلام کی بنیاد بگڑی یعنی جس کی لاٹھی اُس کی بھینس ابتک نہ سنبھلی۔ جس نے کچھ دنیا کے شعبدے وکرشمے دکھائے لقمہ تر کی چاٹ دی ہزاروں لاکھوں شہد کی سی مکھی ٹوٹ پڑے نہ خانۂ خدا کو چھوڑا نہ مدینۂ رسولؐ کو کتاب اللہ میں مخالفت طریقہ رسول اللہؐ میں مفاسد عظیم ہو ہی چکے تھے۔

پھر اب کیا خوف تھا اسلام کے پردہ میں ہر مجدد و مقلد خودرائے و قیاس کو سن لمن الملک بجانے لگا اور اسلام کو جس طریقہ پر چاہا دہر گھسیٹا ہزار منھ ہزار باتیں بیچارا اسلام عجب کشمکش میں پڑا ہے کس کی سنے اور کس کی مانے جس نے علم خلافت و امامت بلند کیا اُسکے سایہ میں موجود۔ گزشتہ انقلابات کو جانے دو اسی زمانہ کے اسلام پر غور کرو۔ ہندوستان ہی میں اسلام کی کیا کیفیت ہے۔ شیعہ اہل حق تو اس اسلام کو دور ہی سے سلام کرتے ہیں اہل سنت میں باہم خلفشار جو ہو رہا ہے تماشے کے لائق ہے۔

جس کا کچھ مختصر سا ذکر اوپر اس رسالہ کے کیا گیا ہے اور لطف یہ ہے کہ ہر فرقہ اپنے کو ناجی اوروں کو ناری بناتا ہے اور رسول خداؐ کا حدیث بھی صرف ایک فرقے کے ناجی ہونے کی مصدق ہے پس اس حساب سے بھی بجز فرقہ مخصوص کے کل فرقہائے اسلامی ناری ہونگے اور اسلام بدتر از کفر سمجھا جائیگا اب دیکھو ناجی ہونے کی بھی تخصیص خاص ہے پر قرار پائی نہ عام ہر او روہ

اسلام جو مشرق سے مغرب تک پھیلا محض بے کار و بے سود رہا۔ نہ گھر کا نہ گھاٹ کا
انصاف اور ایمان سے اگر دیکھا جاوے تو یہ انقلابات و مفاسد و مخالفت
و منافقت اسلام مین جو ظاہر ہوئے اُن کی بنیاد ابتدائی صرف حب جاہ و مناصب
دنیاوی تھے جس نے خدا و رسولؐ کے احکام صاف و صریح سے روگردان
کر کے اختراعات و ایجادون پر آمادہ کیا۔ آیات بینات مین تاویلین عجب
توجیہین رکیک الفاظ کے معنون مین اُلٹ پھیر زیر زبر پیش اعراب کے زور سے
اپنے خاطر خواہ معنے نکال لینا غرضکہ کیا کچھ نہین ہوا۔ دیکھو ایک مختصر آیہ کریمہ
وضو کا ہے۔ (فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا
برؤسکم وارجلکم الی الکعبین۔ صاف معنے یہ ہین۔ غسل دو اپنے منھ
کو اور ہاتھونکو کہنی تک اور مسح کرو اپنے سر کو اور پیرون کو ہڈیون کے جوڑ
تک۔ پس اس ارجلکم پر وہ چڑھائی ہوئی — اور زیر زبر پیش کے زور سے
وہ تاویلین اور توجیہین نکالی گئین کہ پیرون کو دھونا جبراً قایم کر دیا گیا ہزارون دلیلین
لاکھون توجیہین بنائی گئین حالانکہ دھونا منھ اور ہاتھونکا اور مسح کرنا سر اور
پیرونکا بالکل علحدہ ہے نہ سیاق نہ سباق نہ ربط نہ ضبط مگر وہی مرغے کی ایک
ٹانگ۔

رسول اللہ کے عہد مبارک مین اعراب زیر زبر پیش کہان تھا سب لوگ سیدہی طرح سے
پڑہتے پڑہاتے رہے نہ اختلاف ہوا نہ بحث اور جب قرأت مین کسی کو شبہ
ہوا آنحضرتؐ نے اصلاح فرمائی۔ اسی طرح عملدرآمد مدت تک ہوتا رہا۔ یہ تو
ظاہر ہے کہ وقتاً فوقتاً جو سورہ و آیت نازل ہوئی وہ تحریر کی گئی لوگ پڑھتے

پڑھا تے رہے ہاں جمع ہو کر مجلد نہ کیا تھا متفرق تھا۔

دیکھو حدیث ترمذی اسلام عمر خطاب ابن سعد اور ابو العلےٰ اور حاکم اور بیہقی انس سے روایت کرتے ہیں۔ عمر خطاب بارادہ قتل رسول اللہؐ تلوار کمر سے نکال کر گھر سے باہر نکلے راہ میں بنی زہرہ میں سے ایک مرد ملا اور پوچھا کہاں جاتے ہو عمر نے کہا محمدؐ کو قتل کرنا چاہتا ہوں اُس نے کہا بنی ہاشم سے کیونکر امن ملے گا عمر نے کہا شاید تو بھی بے دین ہو گیا وہ بولا اس سے زیادہ تعجب کی بات تم کو سناؤں تم کو خبر نہیں تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں بے دین ہو گئے۔ عمر یہ سنکر اپنی بہن کے گھر آئے اُسوقت ایک انصاری خباب بن الارث سورہ طٰہٰ پڑھ رہے تھے عمر کی آہٹ پاکر خاموش ہو رہے اور کسی گوشہ میں چھپ گئے۔ عمر نے بہن اور بہنوئی سے پوچھا یہ آواز کس کی تھی دونوں نے کہا آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ عمر نے کہا تم دونوں بے دین ہو گئے ہو۔ بہنوئی نے کلمہ حق کہا عمر نے اُسے زمین پر پٹک کر خوب مارا بہن چھڑانے آئی اُسے بھی ایک طمانچہ رسید کیا تب اُس نے غصہ میں آکر کہا کہ خدا وحدہٗ لاشریک ہے اور محمدؐ اُس کے رسول۔ عمر نے کہا وہ صحیفہ جو تم پڑھ رہے تھے مجھے دکھاؤ۔ بہن نے کہا تو ناپاک ہے ایسی کتاب بجز پاک لوگوں کے دوسرا نہیں چھو سکتا۔ جا غسل کر۔ عمر نے غسل کیا بہن نے صحیفہ دیا پڑھنے لگے اور معقول ہو کر حضرتؐ کی خدمت میں آکر مسلمان ہو گئے۔

پس ثابت ہو گیا کہ ابتدائے بعثت سے قرآن کا لکھا جانا شروع ہو گیا تھا اور مسلمان دیکھ کر پڑھا کرتے تھے۔ حضرت علیؑ نے قرآن جمع کیا اور پیش کر کے چاہا مسلمان لوگ اِسے استعمال کریں مگر پسند نہ ہوا جنکی نسبت حضرت رسول خداؐ کی حدیث مقبولہ فریقین

موجود تھی (قرآن علیؑ کے ساتھ اور علیؑ قرآن کے ساتھ) پس آپ سے زیادہ قرآن کے رموز و نکات و معنی و مطالب کو کون جان سکتا ہے۔ رسولؐ خدا کی پیشین گوئی پوری ہونی چاہیئے سو ہوئی یعنی کتاب اللہ میں مخالفت پیدا ہو گئی اور جب کہ مثل خلافت کے عام کا رجحان اس قرآن مروجہ پر ہو گیا تو پھر کوئی کوشش مفید و کارگر نہ ہوئی ہاں جو لوگ مصدق حکم خدا و رسولؐ تھے یا اب ہیں وہ مخالفت و منافقت سے دور رہ کر آیات بینات کے معنی و مقاصد شان نزول صاف اور سیدھے طریقہ پر سمجھتے ہیں نہ تاویل کرتے ہیں نہ توجیہ نہ وہم نہ قیاس۔

قرآن موجودہ بیشک منزل من اللہ ہے کسی طرح کا شک و شبہ نہیں ہے۔

بعض محقق علمائے حضرات شیعہ نے جو کمی الفاظ ہونا کتب اہل سنت سے ثابت کیا ہے وہ بہت صحیح ہے کیونکہ مثل عبد اللہ بن مسعود وغیرہ صحابی آنحضرتؐ نے قبول کیا ہے کہ عہد مبارک رسولؐ اللہ میں ہم اسی طرح پڑھتے تھے جیسا آیہ کریمہ یا ایھا الرسول بلغ۔ میں ملا کاشانی کی تفسیر سے ان علیاً مولیٰ المومنین۔ امام فخر الدین رازی نے بہ نقل سیوطی بیان کیا ہے کہ ابن مسعود سورہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کو داخل قرآن نہ جانتے تھے یہ روایت اکثر کتب اہل سنت میں مذکور ہے امام رازی کہتے ہیں کہ اس سے لازم آتا ہے یا قرآن صحابہ کے زمانہ میں متواتر نہ ہو یا ان صحابیوں کو کافر قرار دیں کیونکہ منکر حرف واحد قرآن کا فر ہے اور دونوں صورتوں میں بدی فساد لازم آتا ہے پس دیکھو ابن مسعود کیسے صحابی ہیں ان کے بیان کی کہاں تک وقعت رہی کہ فخر رازی سا امام اہل سنت ان کے رد قول میں فساد ظاہر کرتا ہے اور بیشی آیات بھی تسلیم کرتا ہے پس اہل سنت ہی کے یہاں کمی و بیشی

قرآن میں جھگڑا ہو۔
پھر کیف بیشی الفاظ پر علمائے شیعہ نے رائے نہیں دی پس جو کچھ موجود رہا اور ہے
واجب التسلیم و تعمیل۔ ہکو نہایت تعجب ہے کہ جو قرآن عہد خلافت اول میں زید بن ثابت
صحابی نے بحکم خلیفہ اول جمع کر کے مجلد کیا اور زمانہ خلافت ثانی تک استعمال میں آیا
ہوا وہ کیوں غیر مفید و بیکار تصور ہوا اور تمام جلدیں اطراف و جوانب سے طلب ہو کر
جلا دی گئیں۔ مروان کی وزارت میں پھر قرآن بطرز جدید جمع کیا گیا جس کی ترتیب
شان نزول میں منسرق رہا آیات مکی و مدنی کا کچھ خیال نہ کیا۔ اگر خدا نے لوح محفوظ پر وعدہ
حفاظت کیا تھا تو یہہ حفاظت کیسی ہے رسول اللہؐ سے زمانہ خلافت ثانی تک جو قرآن رائج الوقت
اور مخزن دین و دنیا تھا وہ کیوں غلط سمجھا گیا اگر صحیح تھا تو کیوں جلایا گیا۔ اصل بات یہہ ہے
کہ مخبر صادق کا قول کیونکر نہ صادق ہو مخالفت کتاب اللہ کا بانی و موجد مروان مطرود
وزیر اعظم خلیفہ ثالث کو فرمایا تھا وہی ہوا بیچارے خلیفہ ثالث پر یہہ دھبّہ تا قیام
قیامت باقی رہا اور انھیں کے نامہ اعمال میں قرآن سوزی لکھی گئی اگر براہ نادانی
یہہ اعتراض کیا جاوے کہ حضرت علیؑ نے اپنی خلافت میں اپنا قرآن جمع کیا ہوا کیوں نہ
جاری کیا اور مخالفت کتاب اللہ کو نہ مٹایا۔ جواب یہہ ہے کہ یہی اعتراض معاذ اللہ
رسول خدا پر بھی ہو سکتا ہے۔ آنحضرت نے قرآن کو جمع کیوں نہ کیا اور کیوں اسطرح چھوڑ
گئے کہ ہر خلافت میں بطرز جدید جمع کرنے کی نوبت پہونچی اور مخالفت پیدا ہو گئی۔
مگر نہیں آنحضرتؐ قرآن جسطرح نازل ہوتا رہا کاتب وحی سے لکھوا دیا کرتے جمع کر کے
مجلد کرنے کی ضرورت نہ سمجھی کیونکہ خود ہی قرآن ناطق تھے مگر ہاں یہہ ضرور فرما دیا
کہ کتاب اللہ میں مخالفت او طریقہ رسول خدا میں پیدا کرنے والا فلان مردود مطرود

سے ہے اس سے ہوشیار رہنا اُس کے مکر و فریب مین نہ آنا دین مین ایجاد دین نہ کرنا مگر بجز خاص قدسی صفات کے عام نے نہ سنا اور وہی ہوا جو آنحضرتؐ نے فرمایا دیا تھا۔

حضرت علیؑ کو اتنی فرصت ہی کہان ملی کہ اپنا قرآن جاری کرتے ادہر خلافت ظاہری کی بسم اللہ ہوئی اُدہر جناب عائشہ بصرہ مین آگودین اور علم بغاوت و مخالفت بلند کر کے جدال و قتال پر آمادہ ہوئین مجبور اُنکا شر دور کرنا ضرور ہوا آپ اُس طرف متوجہ ہوگئے اور لڑ بھڑ کر انکا قصہ تمام کیا تھا کہ معاویہ شامی مدعی خلافت ہو کر صفین مین صف آرا ہوا اُس سے بہت لڑائیان پے در پے ہوئین۔ دیکھو تاریخ ذہبی مسعودی ہیئت الغدہ حضرت علیؑ نے قبل شروع ہونے لڑائی کے معاویہ کو پیغام بھیجا کہ مین نے کلام اللہ سے تم پر حجت ختم کی اور کتاب اللہ سے دعوت کی اور مین نے تمہارے لیئے صاف رستہ چھوڑ دیا بتحقیق اللہ مکارون کو نہین ہدایت کرتا۔ شامیون نے ایک نہ سنی اور جنگ پر تُل گئے عمار یاسر صاحب خاص رسولؐ خدا و علیؑ مرتضے صف جنگ مین پہونچکر للکارے اے آدمیو کوئی خدا کی طرف چلنے والا ہے جو بڑا مرتبہ پاوے خدا کی قسم ہم قرآن کی تاویل پر تم سے لڑینگے جیسا کہ اُس کے نزول پر لڑے ہم نے تم کو پہلے قرآن کی حقیقت پر مار مار کر مقر بنایا آج ہم اُس کی تاویل کا اقرار مار مار کر تم سے لیتے ہین تاکہ حق جاری ہو۔ جب معاویہ مغلوب ہوا اور جنگ سے مجبور تو پانچسو قرآن نیزون مین باندہ کر بلند کیئے اور براہ فریب ہمراہیان حضرت علیؑ مین تفرقہ ڈالدیا چنانچہ اشعث بن قیس وغیرہ نے کہا کہ ہم تو کتاب خدا قبول کرتے ہین اُس سے نہین پھرتے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا ازوف ہو تم پر اُنھون نے یہ قرآن اس لیئے نہین اُٹھائی

کہ وہ اُن کو جانتے اور مانتے ہیں فقط مکر و فریب و جعلسازی سے مجھ قرآن
نیزہ پر بلند کیے ہیں اور میں اسی واسطے تو اُن سے لڑتا ہوں کہ وہ قرآن کا حکم مانیں
انہوں نے تو اللہ کی نافرمانی کی اور قرآن کو پیچھے چھوڑ دیا۔ میں قرآن ناطق
ہوں میرا کہنا مانو اور سچ پر قایم رہو میں خوب جانتا ہوں معاویہ اور عمرو عاص اور پسر ابی معیط
و حبیب بن مسلمہ و فلاں تابعہ وغیرہ دیندار اور قرآن کے عامل نہیں ہیں اور میں اُن کو
خوب پہچانتا ہوں اور اُنکے چھوٹے بڑوں کو جانتا ہوں کہ نہایت بدترین اطفال و
مردان ہیں۔
آخر اس قرآن کی ضمانت و کفالت پر معاویہ نے جو عہد وفا کیا وہ ظاہر ہے
دیکھو کارروائی عمرو عاص و ابوموسے اشعری ؎
حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے   دام تزویر مکن چون دگران قرآن را
بعدہ خوارج نہروان کو بزور ذوالفقار شرربار فی النار کیا اور کوفہ میں واپس تشریف
لا کر جام شہادت نوش فرمایا۔ پس قرآن کا رایج کرنا ایسے انقلابات عظیم میں کیونکر ممکن
تھا اور اگر فرصت بھی ملتی تب بھی بتدریج اسی قرآن مروجہ کو مکمل فرما دیتے اور جو اختلاف
و منافقت معنی و مطالب و مقاصد میں ہوئے ہیں اُن کو دور کر دیتے۔ نہ یہ کہ تمام دیار
و امصار سے جلدیں قرآن کی منگا کر جلا دیتے نعوذ باللہ منہا پس جیسا جناب رسول
خدا باوجود خواہش دلی و عزم قلبی خوف قوم عائشہ سے خانہ خدا کی تعمیر نہ کر سکے
ویسا ہی حضرت علیؑ اپنا جمع کیا ہوا قرآن نہ جاری کر سکے دیکھو کیسی مناسبت
نکلی ہے۔
اب حدیثوں کا طومار وا بار دیکھو نہ حصر ہے نہ انتہا ہر فرقہ اسلامی اِن حدیثوں سے اپنا

مطلب نکال لیتا ہے اور ہر ایک جدا مذہب قایم کرتا ہے قریب انہی فرقے کے تو شہرۂ ہو گئے ہیں جن خبر نہیں اور کس قدر ہوئے اور انہیں حدیثوں کے وسائل و ذرائع سے ہزار دو ہزار اور مذاہب قرب قیامت تک ظاہر ہو جاینگے - حدیثین کیا ہین ایک بڑے دوا فروش کی دوکان کی دوائین ہین جو ہر مرض کے لیئے مل سکتی ہین خود علمائے اہل سنت نے اقرار کر لیا ہے کہ لاکھون حدیثین مصنوعی و موضوعات ہین اہل سنت کی مسند ابوحنیفہ خوارزمی مین لکھا ہے کہ کہا یحیٰی بن معین نے کہ واقدی نے بیس ہزار حدیثین بنائین اور رسول خدا کی طرف اُن کی نسبت کی شافعی نے کہا کہ واقدی کی کتابین سراسر کذب و لغو ہین - انہیں واقدی صاحب کو امیر المومنین فی الحدیث کا لقب ملا ہے پس اہل سنت کے ایک عالم کا یہہ حال ہے کہ بیس ہزار حدیثین بنا کر رسول خدا پر تہمت لگائی اور وہ حدیثین مشہور اور شایع ہون تو کیا ٹھکانا - ابوجعفر اسکافی نے بجواب حافظ عثمانی کیا خوب تقریر کی ہے یہہ سب جانتے ہین دولت و سلطنت انہیں کے موافق ہوتی ہے جو ارباب سلطنت کے ہم آواز ہون اور قدر و منزلت انہیں علماء و شیوخ کی ہوتی تھی جو فضائل ابوبکر بیان کرتے بنی اُمیہ کی اسباب مین کس قدر تاکید و سختی ہے کہ بدون اس کے کسی طرح دنیا سے تمتع ممکن نہین پس محدثین نے کوئی دقیقہ ایسی روایات کے بنانے مین اُٹھا نرکھا اور چونکہ یہہ امر بدون اخفائے مناقب علیؑ ابن ابیطالب ممکن نہ تھا ہر طرح درپے ہوئے کہ ذکر علی و اولاد علیؑ کو محو کرین اور اُن کے فضائل و مناقب و سوابق کو مٹائین چنانچہ اسی لیئے سب کو برانگیختہ کیا کہ آنحضرت کو سب و شتم کرین اور فقیہ و محدث و قاضی و متکلم سب نے سب لوگون کو عقوبت سلطانی سے ڈراتے ہین کہ اُن کے فضائل نہ بیان کرین پس

محدثین حضرت علیؑ کا ذکر ہی نہیں کرتے نہ نام لے سکتے ہیں اور اہل مذاہب جس قدر ہیں وہ سب اسی بات پر تلے بیٹھے ہیں کہ فضائل ومناقب اہلبیت اطہار باطل کردیں تاویلات بعیدہ اور حیلہ و مکر سے کام لیں۔ خارجی ہوں یا ناصبی عثمانی ہوں یا معتزلی یا ہو فرقے ان فرقوں سے نکلے سب کی یہی خواہش ہے کہ فضائل اہلبیت کو مخفے کریں۔ زمانہ معاویہ و یزید سے مابعد سلاطین بنی امیہ تک جو اسی حال تک رہا کوئی دقیقہ سب وشتم لعن وتبرا کا اٹھا نہ رکھا اور یہ امر ظاہر ہے کہ سلاطین و ملوک کوئی دین و مذہب یا بدعت جاری کرتے ہیں تو اپنی رعایا کو اس کی تعمیل پر ایسا مجبور کرتے ہیں کہ اس دین و مذہب کے سوا دوسرے سے واقف تک نہوں دیکھو حجاج بن یوسف نے جو عامل عبد الملک بن مروان تھا علاوہ ان ظلم و ستم کے جو اہلبیت اطہار و خانہ خدا و مدینہ رسولؐ میں کیئے لوگوں کو اس بات پر مجبور کیا کہ قرآن کو بقرأت عثمان پڑھیں اور قرأت ابن مسعود و ابی بن کعب کو ترک کریں جو رسول خدا کے عہد مبارک سے جاری و ساری تھی بیس برس تک کی سلطنت رہی مگر اس کی زندگی ہی میں تمام ملک عراق قرأت عثمانی پر متفق ہو گیا اگر ابن مسعود و ابی بن کعب کی قرأت پر کوئی پڑھتا تو اسے وہ لوگ قرآن ہی نہ سمجھتے بلکہ موضوعات سے خیال کرتے۔

وضع حدیث کے مرض میں ایک بڑی جماعت مبتلا ہو گئی جن کے مقاصد و مطالب جداگانہ تھے بعض ان میں زنادقہ ہیں مثل مغیرہ بن سعد کوفی و محمد بن سعید شامی جنھوں نے صرف شک پیدا کرنے کی غرض سے حدیثیں بنائیں۔ ابو العینا خود مقر ہے کہ ہم نے اور جاحظ نے حدیث فدک بنائی اور شیوخ بغداد کے روبرو پیش کی سب نے

قبول کر لیا مگر ابن شیبہ علوی نے کہ وہ حیران گیا کہ اول حدیث آخر سے نہیں ملتی یعنی بے ربط ہے سلیمن بن حرب کہتا ہے کہ ایک شیخ مجہول الاسم کی خدمت میں گیا دیکھا وہ رو رہا ہے وجہ پوچھی اُس نے بیان کیا کہ چار سو حدیثیں وضع کرکے کتاب میں داخل کردیں اب کیا کروں اکثروں نے صرف درد دین و تحفظ قرآن مجید کے لئے حدیثیں بنائیں تاکہ لوگ فضائل اعمال کیطرف رغبت کریں مثل ابی عصمہ و نوح بن مریم مروزی و محمد بن عکاشہ کرمانی و احمد بن عبداللہ جویباری وغیرہ چنانچہ کسی نے ابی عصمہ سے پوچھا کہ تم اس قدر حدیثیں ہر سورہ کی فضیلت میں ابن عباس سے بذریعہ عکرمہ روایت کرتے ہو مگر اور شاگردان عکرمہ ایسے واقف نہیں ہیں تو ابی عصمہ نے کہا کیا کروں میں نے دیکھا کہ لوگ فقہ ابو حنیفہ و مغازی ابن اسحاق میں مشغول ہیں اور قرآن سے بالکل روگردان ہو رہے ہیں اسلیئے میں نے قربتاً الی اللہ یہہ احادیث وضع کیں ۔ بہرکیف جب واضعین حدیث کی یہہ کثرت اور اُن کے مقاصد کی یہہ حالت ہو سلطنت کا وہ تقاضا ، مذہب کے وہ اغراض تو ایسی صورت میں مدح خلفائے ثلثہ اور توہین حضرت علی و اہل بیت اطہار میں موضوعات کا بنا اور مشہور ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے ۔

مگر ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ نور خدا ہمیشہ غالب ہوتا رہا اور حضرت علیؑ و اہل بیت اطہار کے فضائل و مناقب بڑھتے رہے اور اُن کے اعوان و انصار جن کو جناب رسولؐ خدا نے بلقب مکرم و معظم شیعان علیؑ مخاطب فرمایا ہے ابتدا سے علیحدہ اور ان انقلابات اسلامی سے دور رہکر اطاعت خدا و رسولؐ و خلیفہ برحق میں ثابت قدم و راسخ دم رہے ۔ مگر وہ ہی قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۔

دیکھو ازالۃ الخفا در روایت بخاری جب خلیفہ دوئم عمر خطاب پر ابولولو کا وار کاری لگا تو عبد اللہ ابن عباس سے خلیفہ صاحب نے کہا کہ کیا یہ امر تم لوگون کے مشورہ سے ہوا اور جب وقت موت اضطراب و قلق و بے چینی شروع کی تو ابن عباس نے تسکین دی کہ تم صحبت رسول خدا و ابوبکر مین رہے چنین و چنان اسپر آپ بولے کہ جو کچھ ہمکو خوف و الم ہے وہ سب بدولت تمہارے و تمہارے اصحاب کے ہے۔ لیس ثابت ہوا نبی ہاشم و اُن کے یاران باصدق و صفا ہمیشہ الگ رہے۔ اور حضرت علیؑ کو خلیفہ برحق بلافصل سمجھا کئے ہر ایک عہد ہر ایک سلطنت مین شیعان علیؑ کی تہنیر و حشت علے الاعلان ہوتی رہی اور بہ نسبت عام کے خاص لوگ خدا کے نزدیک عزیز اور برگزیدہ تھے حسب قاعدہ کلیۃ ابتدائے آدم تا ایندم۔ دیکھو بعصر کہ کربلا مین کہ لاکھ شامیان ناہنجار کے مقابلہ مین صرف بہتر ۷۲ نفر مقبول بارگاہ ایزد جل و علےٰ قرار پائے بعدہ انتقام خون شہیدان راہ خدا کے لئے لاکھون حق پرست کامل الایمان ظاہر ہو گئے نبی اُمیہ کے ظلم و جور تخریب خانہ خدا و رسولؐ بیعت عبودیت کے زمانہ مین خدا کی شان اُس کا فضل شامل حال تھا خود یزید علیہ اللعن نے حضرت زین العابدین علیہ السلام کو پیغام بھیجا کہ آپ اس فتنہ و فساد سے علیحدہ ہو جائین چنانچہ آپ معہ اہل بیت و اصحاب خاص مدینہ سے نکلکر ایک دیہہ مین مسکن پذیر ہوئے۔ مدینہ مین جو ہونا تھا ہو گیا۔ اسیطرح ہر زمانہ مین آئمہ معصومین علیہم السلام و اُنکے شیعہ باایمان و الیقان وہی قلیلاً من عبادی الشکور ہو جو درہ کر نور ہدایت سے اسلام حقیقی کو چمکاتے رہے اور خدا کی وحدانیت رسول اللہ کی رسالت وصی رسولؐ کی بلافصل خلافت پر منافقین امت کو رغبت دلاتے۔ تاآنکہ آج کروڑون قدسی انفاس خدا کے نام لیوا رسول اللہ

واقف حقائق تشبث رکھنے والے خدا کے وعدہ پر ایمان رکھنے والے بعثت کے تبت نہ سمجھنے والے
بلافصل کے قائل ہو بود ہین الّاہم ذو قمز دجو خدا کو واحد یکتا قادر مطلق بے زوال اور
محمدؐ کو رسول مقبول خاتم الانبیا محبوب رب دوسرا البشیر و نذیر مصرح احد از خدا
بزرگ تو ٹی قصہ مختصر۔ اور علیؑ ابن ابیطالب کو ولی اللہ وصی و جانشین
و خلیفہ بلافصل رسول اللہ و اُن کی اولاد امجاد کو یکے بعد دیگرے امام و ہوئے و سردار
اُمّت جانتے اور اس اعتقاد کو اپنا ایمان مانتے ہین پس اسلام حقیقی جس کی نسبت
خداوند جل وعلےٰ نے رضیت لکم الاسلام دیناً فرمایا ہے یہی باقی ہوس۔
دیکھو علامہ تفتازانی نے تصریح کی ہے کہ شیعہ مذہب علیؑ سے مناسبت کلی رکھتے
ہین اور شاہ عبدالعزیز نے بھی شیعون کو محب اہل بیت اطہار ہونے کا اقرار کیا ہے
بلکہ مولوی عبدالحلیم پدر فاضل معاصر مولوی عبدالحیی لکھنوی فرنگی محل نے
تو اس اقرار متابعت و ولائے شیعہ کے ساتھ چار و ناچار حقیت مذہب شیعہ کا بھی
اقرار کیا ہے چنانچہ اپنی کتاب حل المعاقد فی شرح العقائد فی شرح العقائد
مین جہان ملا جلال الدین دوانی نے حقیقت مذہب اشاعرہ اور بطلان سائر مذہب کا دعویٰ کیا ہے اور تمثیل مین کہا ہے
کہ مثل شیعہ جو تمسک کرتے ہین اُس چیز سے جو مروی ہے اُنکے ائمہ سے بسبب اعتقاد کرنے اُنھین شیعون
کی عصمت کو اُنھین ائمہ مین فرماتے ہین اس کلام مین اختلاج ہے کیونکہ اگر مقصود دوانی یہ ہے کہ ائمہ اہلبیت
علیہم السلام کی متابعت شیعہ اس وجہ سے کرتے ہین کہ اُن ائمہ کو مجدد دین انبیا دین بنانے والا جانتے
ہین اور انکو ناقل دین ختم المرسلین جانتے تو ایسا دعوے شیعون پر محض افترا ہے اور بہتان۔
اگر مقصود اُس کا یہ ہے کہ شیعہ اس وجہ سے ائمہ اہلبیت کی متابعت کرتے
ہین کہ وہ حضرات جناب رسالتمآب سے احکام دین کے ناقل ہین اور عادل تر ہین

اُمّت ہین یہانتک کہ انکو معدوم جانتے ہین تو اب شیعو نپر طعن یا اس بنیاد پر ہے (معاذ اللہ) کہ ائمہ اہلبیت عادل نہین ہین اور اُن کی عدالت و عصمت کا دعوےٰ غلط ہی تو ایسا گمان اور دعوےٰ کرنا سوء سبب تزلزل ایمان ہے یا اس بنیاد پر شیعہ مورد طعن ہین کہ ائمہ اہلبیت کی متابعت جائز نہین ہے گو وہ لوگ عدول اُمّت سے ہون پس ایسا دعوےٰ محض ترجیح بلا مرجح ہے کیونکہ فرقہ اشاعرہ جو متابعت اشعری و شافعی کرتے ہین تو اسی وجہ سے کہ اُن کو عادل اور ناقل دین جانتے ہین پس اب کوئی فرق نرہا درمیان شیعہ و اشاعرہ کے انتہے کلامہ جزاک اللہ خیر الجزا اس تقریر سے علاوہ اعرفیت شیعہ و متابعت ائمہ ہدےٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی کمال حقیت مذہب شیعہ ثابت ہوئی (عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد) اب معلوم نہین جوہر صاحب نے ان فرقہائے اسلامیہ مین سے کس فرقہ کو اسلام مین منتخب کیا ہی کیونکہ کُل فرقے تو داخل اسلام ہو ہی نہین سکتے صرف ایک ناجی باقی کلہم فی النار پس شاید امام ابو حنیفہ کے فرقہ کو پسند کرین کیونکہ ہندوستان مین اسیکی کثرت ہے پس ابو حنیفہ کو دیکھنا چاہیئے اُن کی نسبت علمائے متقدمین اسلام کا کیا فتوےٰ ہی۔

علامہ خطیب بغدادی اپنی تاریخ مین خود ابو حنیفہ سے بسند متصل ناقل ہین کہ کہا ابو حنیفہ نے جب مجھے شوق تحصیل علم ہوا تو ہر علم کے فوائد و منافع کو دریافت کیا کسی نے کہا علم قرآن سیکھو ہم نے فائدہ پوچھا لوگون نے کہا قرآن سیکھوگے تو مسجد مین بیٹھکر لڑکون کو تعلیم کرنا کچھ دنون بعد کوئی لڑکا تم سے زیادہ یا تمہاری برابر حافظ ہوگا ساری ریاست تمہاری جاتی رہیگی۔ تب ہم نے چاہا علم حدیث حاصل کرین

ایسے محدث نہین کہ دنیا مین ہماری برابر حافظ حدیث دوسرا نہو لوگون نے کہا شہرہا سے پہلے مین مبتلائے اغلاط ہوگے آخر تم کو لوگ کاذب وخائن کہکر بدنام کردینگے ۔ ہم نے کہا ایسی علم کی مجھے حاجت نہین ۔ پھر کہا کہ علم نحو سیکھین لوگون نے کہا تم نحو ہوگے تمہاری آمدنی دو تین دینار ہوگی ۔ ہم نے شعر کے فن مین مہارت پیدا کرنے کو کہا لوگون نے کہا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر تم نے کسی کی مدح کی اُس نے کچھ ندیا تو ضرور ہجو کہوگے اور پارسا عورتون پر تہمت لگاؤگے ۔ تب ہم نے کہا علم کلام مین کمال پیدا کرین لوگون نے کہا نتیجہ یہ ہوگا کہ کفر وزندقہ کا تم پر الزام لگایا جاوے اور قتل کیئے جاؤ ۔ اگر بچگئے تو ہمیشہ مذموم وملوم رہوگے ۔ آخر علم فقہ سیکھنے پر سب کا اتفاق ہوا کہ عام لوگ قدر کرینگے فتوے لینگے قاضی بنائینگے ۔ پس ہم نے فقہ سیکھنا شروع کیا اور آخر سیکھ لیا ۔ اس تاریخ کی نسبت صرف یہی سند صدق کی کافی ہے کہ شاہ عبد العزیز دہلوی نے بستان المحدثین مین لکھا ہے کہ اس کی سماعت کو خود جناب رسالتمآب صلعم تشریف لایا کرتے ابو حنیفہ نے پیشہ تجارت پر علم فقہ کے فوائد ومنافع کو ترجیح دی کہ اسمین فایدہ زائد ہے اور اس مین وہ فائز المرام ہوئے اہل سنت کے یہان علم کلام کے تین استاد مسلم الثبوت ہین یا ابو الحسن اشعری منصور ماتریدی حنابلہ ۔ ابو حنیفہ کو کسی نے اس فن کا استاد نہین مانا ۔ علم حدیث اس سے ابو حنیفہ کو کلیتہً نفرت تھی دیکھو معیار الحق صفحہ سات لاہور بقول صاحب تذکرۃ الموضوعات وتہذیب الاسماء چار صحابی رسول صلعم خدا کے ان کے زمانہ مین تھے مگر کسی سے کوئی حدیث روایت نہین کی حالانکہ مولوی شبلی صاحب بھی سیرۃ النعمان مین اس بات کے مقر ہین پس حدیث سے کنارہ کشی اس سے بڑھ کر کیا ہوگی ۔ لسان المیزان مین امام احمد سے منقول ہے کہ محمد بن الحسن اور اس کا استاد

ابوحنیفہ مخالف ہین حدیث کے اور امام شافعی سے سبکی نے طبقات کبرے مین نقل کیا ہی
کہ حنفیون کی کتابین مثل فروخ کی مشک کے ہین کہ ظاہر تو نام کتاب اللہ و سنت
رسول اللہ کا لیتے ہین مگر دراصل سب مسائل ان کے خلاف ہین - عجالۃ الساجد مولوی
محمد سعید مین لکھا ہے کہ یہ امام اہل سنت اکثر احادیث نبوی کے بارے مین
حکم دیتے کہ اس کو خنزیر یعنے سؤر کی دم سے چھیل ڈالو اور خلیفہ دوم کے بعض حکم
کو ہذیان و مجنون بتاتے تھے کما فی مختار مختصر تاریخ بغداد علامہ ذہبی نے
جن کو شاہ عبد العزیز امام اہل حدیث کہتے ہین اپنی میزان الاعتدال مین لکھا ہی کہ نعمان
بن ثابت بن زوطی ابوحنیفہ کوفی امام اہل الرائے کو امام نسائی نے ضعیف کہا ہے
اسی طرح ابن عدی و غیرہ نے بلکہ اسی میزان مین ہی اسمٰعیل بن حماد بن نعمان بن
ثابت (ابوحنیفہ) کو کہا ابن عدی نے کہ تینون ضعیف ہین پشتہ بہ پشتہ پس ضعف
اسی کو کہتے ہین - ابن عدی کہتے ہین کہ کل روایتین ان کی غلطی اور تصحیف و زیادتی
سے مملو ہین اور عبد اللہ بن علی نے عبد اللہ مدینی سے نقل کیا کہ ابوحنیفہ کی روایتین
از حد ضعیف ہین کیونکہ اُس نے کل پچاس حدیثین روایت کین مگر سبھون مین غلطی کی
اور امام بخاری حمیدی سے ناقل ہین کہ کہا ابوحنیفہ نے جب مین مکہ معظمہ کو گیا تو حجام
سے تین سنتین سیکھین کیونکہ جب مین حجامت کے لیئے بیٹھا تو حجام نے کہا قبلہ رو بیٹھو و
دہنی طرف سے حجامت شروع کی اور دونون ہڈیون تک حجامت بنائی - کہا حمید نے
کہ جو شخص ایسا ہو کہ سنت رسولؐ و اصحاب رسولؐ سے واقف نہ ہو بلکہ حجام سے
سیکھے اُس کی تقلید احکام حدا میراث و فرائض و زکواۃ و دیگر امور اسلام مین کیونکر کیجا سکتی
ہے - امام احمد بن حنبل کہتے ہین کہ ابوحنیفہ کی نہ رائے ہے نہ حدیث بلکہ

تاریخ صغیر بخاری مین ہے بروایت نعیم بن حماد کہ کہا فزاری نے ہم سفیان کے پاس بیٹھے تھے کہ خبر مرگ ابو حنیفہ آئے اُس پر سفیان نے کہا شکر خدا یہ شخص اسلام کو ٹکڑہ ٹکڑہ کرتا تھا اس سے زیادہ مشوم کوئی مولود اسلام مین پیدا نہین ہوا ایک حکایت سننے کے قابل ہے۔ ابو حنیفہ کو دعوے تھا اور اُن کے چیلون کا گروہ بھی اس بات پر فخر کرتا ہے کہ امام اعظم کوفی حضرت امام باقر علیہ السلام کے شاگرد ہین مگر باوجود شاگردی ہمیشہ اُن کے اور اولاد امجاد کے مخالف اور منافق رہے ہے۔ قاضی القضات ابو المؤید محمد بن محمود خوارزمی جامع مسانید ابو حنیفہ مین لکھتے ہین کہا ابو حنیفہ نے کہ ابو جعفر منصور خلیفہ عباسی نے مجھے بلا بھیجا اور کہا کہ لوگ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے علم و فضل پر فریفتون و گرویدہ ہو رہے ہین تم ایسے چند مسائل انتخاب کرو جو نہایت سخت و دشوار ہون تاکہ امام علیہ السلام اُن کے جواب سے عاجز ہون پس مین نے حسب الحکم خلیفہ چالیس مسئلہ نہایت سخت منتخب کیئے اور خلیفہ کے پاس لے گیا دیکھا کہ منصور سریر خلافت پر بیٹھا ہے اور امام علیہ السلام پہلوئے خلیفہ مین جلوہ افروز ہین۔ مجھے وہ ہیبت و رعب معلوم ہوا کہ کبھی خلیفہ کے دربار مین نہوا تھا آخر خلیفہ کے حکم سے مین بیٹھ گیا منصور خلیفہ نے امام علیہ السلام سے مخاطب ہو کر کہا کہ یا ابا عبد اللہ یہ ابو حنیفہ ہے حضرت نے فرمایا ہان مین پہچانتا ہون۔ خلیفہ نے مجھ سے مسئلہ دریافت کرنے کو اشارہ کیا پس مین نے وہ مسائل پوچھنے شروع کیئے امام علیہ السلام ہر مسئلہ کا وہ جواب مسکت فرماتے کہ مین لاجواب ہو جاتا آخر چالیسون مسئلہ کا جواب دیا اس وجہ سے مین کہتا ہون کہ حضرت امام جعفر صادق اعلم الناس ہین اور سب سے زیادہ فقیہ۔

پس یہہ سلوک ابوحنیفہ کا اپنے محسن زادہ کے ساتھہ یادگار ہے کہ بطمع حطام دنیاوی انکو عاجز و حقیر کرنا چاہا۔ ایک لطیفہ بھی مومنین کی تفریح طبع کو درج کیا جاتا ہے۔ ایک روز ابوحنیفہ و مومن الطاق علیہ الرحمہ سے مسئلہ رجعت مین گفتگو ہوئی ابوحنیفہ نے طنزاً کہا تم لوگون کے عقیدے کے مطابق مومن و منافق پھر زندہ کیئے جائینگے اور اُنپر قصاص جاری ہوگا پس دو سو اشرفیان ہمکو قرض دو رجعت مین لے لینا مومن الطاق علیہ الرحمہ نے فرمایا ہان لو مگر ہمکو یہہ کیونکر معلوم ہوگا کہ تم کس صورت مین مسخ ہوکر زندہ ہوگے جو ہم تم سے اپنا قرض وصول کرین اگر اسکا اطمینان ہم کو کردو تو قرض دینے مین کیا عذر۔ ابوحنیفہ شرمندہ ہوکر ساکت ہوگئے۔

ہزارون موقع ایسے ہوئے ہین کہ ابوحنیفہ کا خاندان رسالت کے ساتھہ بغض و عناد و فساد ظاہر ہوا ہے کتابین دیکھنا شرط ہے۔

امام اعظم کا خطاب آپ کو اس وجہ سے ملا کہ خلاف ائمہ اربع اہل سنت اپنی رائے و قیاس سے مخالفت قرآن و حدیث و اہل بیت کرکے حسب خواہش سلاطین وقت احکام جاری کردیئے۔ معاویہ و یزید و ہارون رشید وغیرہ جو اپنی مان بہن پھوپی کے ساتھہ مرتکب فعل شنیع ہوئے اُن کے لیئے یہہ مسئلہ بنایا کہ اگر اپنی محرمات شرعیہ کے ساتھہ بعقد حریم مرتکب حرام ہو تو جائز ہے اور اپنی مان و بہن کے ساتھہ نکاح کرلے تو کسی طرح اُس پر حد جاری نہوگی۔ اور عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین کہ اگر وطی کرے اپنے غلام و لونڈی و عورت کی دبر مین تو اُس پر حد نہین اور اُس مین کسیکو اختلاف نہین ہے۔ قاضی یحیٰے بن اکثم جو بڑا

ہدایہ جلد اول صفحہ ۴۹۷

کفایہ البیان صفحہ ۴۹۳

فتاویٰ عالمگیری صفحہ ۱۵۴

عالم اہل سنت لکھا ہے ہارون رشید کو شراب پلایا کرتا اُس کی خوشامد مین ابوحنیفہ
نے یہہ مسئلہ بتایا کہ اگر نو پیالے تک شراب پیئے اور نشہ نہ ہو تو اُس پر حد نہین -
اسیطرح نماز کی یہہ گت بنائی کہ نبیذ سے جو ایک قسم کی شراب ہے اُٹھا وضو کرے
اور کتے کی کھال دباغت شدہ پہنے اُس پر بھی چوتھائی کپڑا نجاست سے آلودہ
کرے اور اللہ بزرگ بزرگست اور دو برگ سبز کہکر مرغوں کی طرح دو چار ٹھونگین لگاکر
بجائے سلام آخری گوز کردے تو نماز درست ہے - جیسی تفصیل اس کی ظفر المبین صفحہ
دو سو ننانوے مین مذکور ہے - اُن سلاطین کو جن کو ایمان سے کوئی واسطہ نرہا تھا ابوحنیفہ
نے کہدیا ایمان وہ چیز ہے جو نہ گھٹتی ہے نہ بڑہتی ہے چنانچہ یہہ بھی کہا کہ ایمان
ابوبکر و ابلیس واحد ہے اسیطرح اگر بغرض تقرب خدا نعلین و کفش کی پرستش کرے
تو جائز ہے - پس یہی وجہ خاص ہوئی کہ اہل سنت کو ابوحنیفہ کا مذہب نہایت درجہ
مرغوب ہوا ع ہر عیب کہ سلطان بہ پسندد ہنر است - نہایت مضبوط اصول
اہل سنت کا ہے چنانچہ ابتدا سے اس مذہب کی بنیاد اسی اصول پر قایم ہے کہ
سلطان وقت جو فعل کرے وہ قابل اعتراض نہین بلکہ محمود ہے پس اصول کو
تابع ان سلاطین کا بنا دیا نہ یہہ کہ خلفاء و سلاطین کو تابع کسی اصول کا قرار دیا -
چونکہ ظالم کا ظلم بکاری بے ظاہر ہوئے نہین رہتی لہذا ابوحنیفہ نے بھی
اس کام کا اچھا اپنے کیفر کردار کو پہونچگئے جن سلاطین کے واسطے دین و ایمان کھو یا پہلے
اُنھون نے دو مرتبہ کفر زندقہ سے توبہ کرائی آخر ابن یزید بن عمرو بن ہبیرہ نے جو
مروان کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا حکم دیا کہ ابوحنیفہ کو ہر روز دس درّے لگائے
جائین چند روز تک کوڑے کھایا کیئے -

زوال سلطنت مروانی وعروج سلطنت عباسی مین وہی منصور خلیفہ جس کی خاطر سے ابوحنیفہ نے امام بحق ناطق جعفر صادق علیہ السلام سے چالیس ۴۰ مسئلہ پوچھکر اُن کو عاجز وحقیر کرنا چاہا تھا امام اعظم کو جیل خانہ مین ڈلواکر زہر دلوادیا کہ اپنے مقام مخصوص کو پہنچ گئے اب جنت مین نہ معلوم کس قالب مین تشریف لاوین - مگر اُنکا فتنہ فرو ہوا اور لوگون نے اُن کی پیروی نہ چھوڑی - کسی مولوی صاحب کسی شیخ صاحب کسی خانصاحب سے پوچھا آپ کا کیا مذہب ہے فرمائینگے حنفی - مگر نہین جانتے کہ امام اعظم صاحب کی رائے وقیاس نے اسلام کو بدتر از کفر بنادیا ہے لکیر کے فقیر بنے ہین اور انھین کے گن گارہے ہین حالانکہ امام بخاری کے اُستاد شیخ حمیدی نے صاف صاف کفر کا فتوے دیا اور امام غزالی کا فتوے کہ ابوحنیفہ نے شریعت کو اُلٹ دیا تھا کہ جن امام غزالی کے نزدیک یزید پر لعن کرنا جایز ہو وہ ائمہ سلف سے اپنے اہل سنت کی نسبت لعن نقل کرتے ہین اور علامہ خطیب کا حکم کہ ابوحنیفہ دجال ہے اور خود غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی کی شہادت ابوحنیفہ کی کفر و گمراہی وجہنمی ہونے پر حصہ اول ذوالفقار حیدر مصنفہ سید اظہر علی صاحب مین بشرح درج ہے -

مولوی شبلی سیرۃ النعمان کے صفحہ دوسو سولہ ۲۱۶ مین لکھتے ہین کہ لوگون کا خیال ہے امام ابوحنیفہ نے فقہ کی تدوین مین رومن لا یعنی رومیون کے قانون سے بہت مدد لی اور اُس کے بہت سے مسائل اپنے فقہ مین داخل کرلیئے - اس عبارت کو مصنف نے ابوحنیفہ کی تعریف مین ذکر کیا ہے یعنی مثل قانون انگریز و نصاریٰ اب فرمایئے شریعت کہا واحکام خدا و رسولؐ کی تبعیت کجا ؎

این چہ شورلیست کہ در دور قمر مے بینم ہمہ اسلام پُر از فتنہ و شر مے بینم

خلفائے ثلثہ کے اسلام مشرق سے مغرب تک پھیلائے ہوئے کی کچھ مختصر سی کیفیت
آپ نے سنی اگر اور بمفصل و مشرح حالات دریافت کرنے منظور ہوں تو کتابیں دیکھو پھر کہو

ع کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست ۔

اگر برائے نام اسلام کی کثرت پر ناز ہے تو سراسر بیجا اور خیال فاسد کثرت خدا و رسولؐ
کے نزدیک ممدوح نہیں نہ کوئی دین و مذہب کثرت پر منحصر کیا گیا ہے ہندوستان
ہی کی مردم شماری دیکھو اٹھائیس کروڑ بہتر لاکھ تئیس ہزار چار سو اکتیس میں
۲۰ کروڑ ستر لاکھ ہندو پانچ کروڑ ستر لاکھ مسلمان تیس لاکھ عیسائی پندرہ لاکھ جینی ستر
لاکھ بودھ ایسا ہی اور ممالک پر قیاس کرو پھر یہ نسبت بودھ و عیسائی کے
مسلمان کئی حصہ کم ہونگے ۔ علاوہ اس کے جب مسلمانوں کا ایک ہی فرقہ کامل الایمان
ناجی قرار پایا باقی ناری تو پھر وہی قلت کی قلت پس کثرت کسی طرح قابل
ناز نہیں ؎

کجا بودم اکنون کجا آمدم زرفتار تم تا بجا آمدم

اب جوہر صاحب کی فقرات شکنی منظور ہے تاکہ شکایت باقی نہ رہے ۔ خلفائے ثلثہ
نے جو مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلایا اس کی دھجیاں تو یوں اڑیں کہ بدتر از کفر
ہو گیا ع گئے دونوں جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے ۔

دوسرا فقرہ ۔ اگر امامت دستگاہ کو پہلے ہی سے خلافت ملتی تو اسلام کا نام
ہی نہ رہ جاتا ۔

جواب ۔ تعجب ہے کہ چوتھی خلافت ملنے سے تو کروڑوں ملکی صفات اسلام
حقیقی کی قابل ایمان و ایقان کے عامل خدا یکتا اور رسولؐ کو رسولؐ اور علیؑ کو افضل

خلیفہ برحق کہنے والے موجود ہیں اگر اول ہی سے اُست گمراہ ضلالت پسند خدا و رسولؐ
کے حکم کو مانتی علیؑ کو خلیفہ بلافصل جانتی تو تمام روئے زمین پر آج اسلام ہی اسلام
ہوتا کفر و شرک کا کوئی نام بھی نہ لیتا خلق خدا حق پرست ہو جاتی اسلام بدتر از کفر
نہ ہوتا کتاب اللہ خانہ خدا و رسولؐ پر وہ ظلم و جور نہ ہوتے جو اسلام کے ہاتھ
سے (تبت یدا) ہوئے۔ وجال شریعت اُلٹنے والے سولود شوم
و بدبخت کافر مطلق امام اسلام نہ بنجاتے حدیث نبویؐ کو معاذ اللہ سور کی دم
سے چھپنے کو نہ حکم دیتے۔
اب ہم پوچھتے ہیں ابتدائے آفرینش خلق سے خدائے قادر مطلق نے باوصف جباری
و قہاری سب خلقت کو حق پرست کیوں نہ بنا لیا انکے اعمال و افعال پر کیوں چھوڑ
دیا از آدم تا ایندم خدا کو وحدہ لاشریک جاننے و ماننے ولے کتنے ہیں اور کفار شرک
کس قدر بلکہ کروڑوں آدمی خدا ہی کے قائل نہیں مثل دہریہ وغیرہ۔ اور رسول اللہؐ
نے ابتدائے بعثت سے قلع و قمع کفار عرب کیوں نہ جاری کردیا اور اپنی رسالت کا اقرار انسے
کیوں نہ لیا۔
اُن کے ہاتھ سے تذلیل و توہین و تحقیر اپنی کیوں گوارا کی اُن سے مغلوب کیوں رہے
حضرت کے عہد مبارک میں صدق دل سے رسول اللہ کہنے والے کتنے تھے اور اب کسقدر
ہیں۔ سوائے فرقہ ناجیہ اثنا عشریہ اگر بتا دو تو ہم مانیں۔
اصل یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے اسلام حقیقی کی آبرو رکھ لی اور خدا و رسول کے نام لیوا
تمام عالم میں پھیلا گئے۔ ورنہ ابو حنیفہ وغیرہ امام نے تو اسلام کو خیرباد کہکر آخری
سلام کر لیا تھا۔

اگر خدا کا وعدہ سچا اور رسول اللہ کی بعثت بحق اور حضرت علیؑ کی خلافت مطلق نہ ہوتی تو آج اسلام حقیقی کا نام بھی کوئی نہ جانتا اور نہ خدا اور رسول کو پہچانتا۔ حنفی۔ مالکی حنبلی۔ شافعی۔ اشاعرہ۔ معتزلہ۔ نواصب۔ خوارج وغیرہ کوس لمن الملک بجاتے۔

تیسرا فقرہ۔ بستر رسالتمآب پر آرام فرمانا مصلحت خاص سے تھا کوئی کمال کی بات نہیں۔

جواب۔ یہہ کمال خدا اور رسولؐ و جبرئیلؑ ہی کو معلوم ہے اور جو اہل حق ہیں ہاں جاہلوں اور نادانوں کو اس کمال کا مزہ کیونکر آئے مصرع چہ داند بوزنہ لذات ادرک۔ اللہ اکبر دنیا سے انصاف ہی جاتا رہا کیسا غضب ہے ابوبکر جل حمایت و حفاظت حضرت رسولؐ خدا میں غار میں چھپے ہوئے کفار سے جان بچائیں اور بجائے رسولؐ خدا کی حفاظت پر صبر و نہ کرکے روئیں پیٹیں چلائیں اور رسولؐ خدا تسلی دیں کہ مت گھبراؤ خدا ہمارے ساتھ ہے اسپر بھی اُنکا اضطرار و اضطراب کم نہ ہوا اُنکا تو کمال و جلال مصاحبت و جان نثاری یار غار ہونا خلافت کا استحقاق غرضکہ تمام دنیا کا فضل و کمال ظاہر کیا جاوے۔

حضرت علیؑ اپنی جان رسول اللہ پر قربان کرکے ایسے نازک وقت خطرناک میں جبکہ جان جانے کا قطعی یقین تھا (مگر خدا کا فضل کہ بچگئے) بستر رسالت پر رضینا بالقضا آرام فرمائیں اور کفار اشرار کے حملہ و شورش کا ذرہ بھی خوف و اندیشہ نکریں اُن کا یہہ فعل معمولی اور مصلحت وقت سے سمجھا جاوے۔

کیوں صاحب جب کفار قریش نے مصمم ارادہ کرلیا کہ آج شب کو رسولؐ اللہ پر سب قبیلے کے لوگ متفق ہوکر حملہ کریں اور شہید کرڈالیں اور رسولؐ خدا جبرئیلؑ کے ذریعے

خبر پا کر عازم غار ہوئے تو کیا ضرورت تھی کہ حضرت علیؑ کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دین وجہ یہی تھی کہ
کفار قریش کے مخبر ہر وقت و ہر لحظہ دیکھا کرتے کہ رسولؐ خدا اپنے بستر پر آرام فرماتے ہین اور وقت
کے منتظر تھے اگر ذرہ دیر بھی بستر خالی دیکھتے تو تمام گلی و کوچہ مین فوراً دوڑ پڑتے اور ناکہ
بندی وغیرہ کر کے رسولؐ خدا کو غار تک نہ جانے دیتے اور جو قصد تھا اُس مین کامیاب ہوتے
پس اسی لیئے رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ تم بجائے میرے میرے بستر پر آرام کرو تا کہ
کفار کی توجہ اسی طرف بنی رہے اور مین باطمینان غار تک پہونچ جاؤن چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ
کفار بستر ہی پر رسولؐ خدا کا آرام فرمانا سمجھے اور رسولؐ خدا باطمینان غار تک پہونچکر پوشیدہ
ہو گئے جب حملہ کا وقت ہوا تو سب متفق ہو کر آئے اور حملہ کیا مگر حضرت علیؑ شیر خدا کی طرح اُٹھکر للکارے پھر کیا مجال تھی کوئی روبرو
آتا آخر تین روز تک آپ کفار سے لڑتے جھگڑتے رہے اور رسول اللہؐ کی وصیت مثل ادائے
قرض وغیرہ بجا لا کر مدینہ کی راہ مین شریک سفر رسولؐ خدا ہوگئے۔

جوہر صاحب نے صفحہ ایکسو اٹھتر اسرار الہدے مین (ثانی اثنین فی الغار) کو ابوبکر کی نسبت
خطاب سے عطا ہونا بلا شرکت اغیار بڑے طمطراق سے لکھا ہے جس کے معنے یہ ہین ایک دوسرا
تھا غار مین۔ مگر (لا تحزن) کے القاب مستطاب سے محروم رکھا ہے جس کے معنے
ہین (مت رو او پیٹ اور شور کر) پس ایسی سمجھ کے آدمی کو کیا کہیئے مصرع جواب
جاہلان باشد خموشی ۔

ایک طفل مکتب سے بھی پوچھیئے کہ ایسے مصاحب غار کو کیا کہے گا جو باوجودیکہ رسول اللہؐ
کے ساتھ غار مین پوشیدہ ہے اور حصار سنگین مین محفوظ و نظر بند مگر کفار کے خوف سے جان
نکلی جاتی ہے روتا ہے چلاتا ہے شور کرتا ہے رسول اللہؐ جھڑکتے ہین مت رو مت شور
کر ہمارے ساتھ خدا ہے اس پر بھی اضطراب کم نہین ہوتا سعدی شیرازی نے کیا خوب

کہا ہے ؎

ترا اژدہا گر بود یار غار ازان بہ کہ جاہل بود غمگسار

ہمیشہ جاہلون کی صحبت سے ایسے ہی رنج والم پہونچتے ہین جیسا رسول خدا کو ابوبکر کی صحبت سے ملال ہوا مگر کیا کرتے کفار بر سر غار موجود تھے ورنہ ضرور ہی بدر کر دیتے جب رسول خدا غار سے نکل کر مدینہ کی طرف تشریف لیچلے تو ایک سوار کفار کا پیچھے چلا جب قریب پہونچا اور ابوبکر نے دیکھا تب بھی رو دیئے اور کہا ہمارا قاتل آ پہونچا مگر خیریت ہوئی کہ سوار کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور گر کر بیکار یا نادم ہوا اب دیکھیئے رسول خدا کے ساتھ مین ہم دو اور وہ سوار اکیلا پھر بھی روئے دیتے ہین اور جان نکلی جاتی ہے۔

کیون جوہر صاحب ہی آپکے یعسوب الدین ہین ۔ عبد الرحمٰن پسر ابوبکر کی خدمتین غار مین پوشیدہ رہنے کے وقت جو سراہے جاتے ہین وہ لپیے صرف اپنے بوڑھے باپ کے لیئے تھین نہ رسول خدا کی خاطر ۔ اگر اُن کے باپ نہوتے اور رسول خدا تنہا یا اور کسی کے ساتھ ہوتے تو اس خدمت کی کچھ وقعت ہوتی اور اطیعوا الرسول مین شمار سمجھے جاتے ۔

جوہر صاحب صفحہ باون وترپن ۵۲ ۵۳ اسرار الہدے مین کہتے ہین کہ حضرت صدیق اکبر اسلام مین سبقت نہ کرتے تو رسالت رسول اللہ کی حقیت ہرگز کسی پر ظاہر نہ ہوتی جب آپ حامی دین و یعسوب مومنین ہوئے تب ہی تو آپ کی شوکت فاروقی دیکھ کر ہیبت سے کفار عرب کی کمر ٹوٹ گئی اگر صدیق اکبر اپنی صدیقیت کا نمونہ نہ دکھاتے اور ایک جماعت کثیرہ صنادید عرب کو در پردہ کلمہ توحید نہ پڑھواتے اور پوری پوری دین محمدی و شریعت محمدی کی استعانت و حمایت نہ کرتے تو کفار عرب حضرت رسول خدا اور انکے تنہے سے بھائی

کو کب زندہ چھوڑتے اسلئے آنحضرت ہی سبب ہے تو کسی کا حوصلہ نہین تھا کہ کوئی حضرت رسول خدا سے انکھ بھی ملا سکے ۔

جب کفار اشرار نے باغوائے ابوجہل حضرت رسالت پناہ کے قتل کا ارادہ مصمم کیا تو حضرت نے صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب مومنین ہی کو اپنا یار غار و مصاحب جان نثار بنایا ۔

ہم کہتے ہین جب بقول ابو حنیفہ ایمان ابوبکر و ابلیس برابر ہے تو سبقت ہو یا عالم ارواح مین بیعت ایسا اسلام جس کا ایمان شیطان کے مشابہ ہو بدتر از ہزار کفر و ضلالت ۔

تاریخ اسلام دیکھو ابوبکر نے سفر شام مین ایک راہب یا کاہن سے سنا تھا کہ مکہ مین ایک نبی ہوگا اُس کی وزارت تم کو ملے گی اس لیئے آپ نے سبقت کی اور یہی سبب ہے کہ شب ہجرت رسول خدا کا راستہ روک کر بانتظار ہمراہی کھڑے رہے اور حضرت کو چار و ناچار ساتھ لیجانا ہی پڑا ۔ اگر تمہارے دعوے کے مطابق ابوبکر مین یہہ سب کمال تھے تو غار مین پوشیدہ ہونے ہجرت کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی ایسے یعسوب مومنین ہو کر خود رسول خدا ہی کی مدد و اعانت نکرین اور اُن کے جوتیون کے صدقے مین اپنی جان بچائین ۔ کفار قریش کا آنکھ ملانا کیسا اُنھون نے تو رسول خدا پر ایسے ظلم کیئے اور ایذائین دین کہ گلے مین چادر ڈالکر کھینچا جس سے گلا گھٹ گیا ساحر و کاہن و مجنون ابتر وغیرہ الفاظ سے مخاطب کرتے راہ مین کانٹے بچھاتے اونٹ کی اوجھڑی گلے مین ڈالدیتے یہانتک کہ گھر بار چھوڑ کر شب کے وقت غار مین پوشیدہ ہونا پڑا تمہارے یعسوب دین کو کچھ شرم نہین تھی کہ اپنے ہادی و پیشوا رسول اللہ کا یہہ حال دیکھتے اور کچھ نہ کہتے نہ اپنی یعسوبیت دکھاتے

لاحول ولا قوت الا باللہ ۔

سعلوم نہین ایسے وقت مین مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلانے والے مثل ابوبکر
کس غار مین چھپے تھے اور کس اُدھیڑ بن مین کہ رسولؐ اللہ پر ایسی مصیبتین پڑین مگر ان کو خبر تک
نہ ہوئی۔ حضرت علیؑ تو ننھے بچے تھے مگر خلفائے ثلثہ اچھے خاصے جغادری اور بہکارہ
پھر ایسے خدا کے رسولؐ کی کیون نہ مدد ہو سکی اور نہ اُن کی تکلیفون و ایذاؤن پر کسی کا
دل کڑہا افسوس ہزار افسوس رسولؐ اللہ کے عہد مین تو یہ جبن اور نامردی کم ہمتی و بے غیرتی کہ غلبہ اسلام
مین بھی صف جنگ سے لوگ دُم بھاگے تین تین روز پتہ نہ چلتا جب سن لیتے کہ لشکر اسلام
فتحیاب ہوا کاہی چور لولے حاضر۔ آموجود ہوتے۔ احد مین حنین مین خیبر مین جن کے
افسانے طشت از بام ہین اس پر بھی یعسوب دین کا خطاب ملے تو اختیار۔ تم ابوحنیفہ
ہی کو اپنا امام اعظم نے ہوئے ہو جن کی ساری قلعی علمائے اہل سنت نے کھولدی ہے
اور کوئی کرم اُٹھا نہین رہا تو ہم مجبور ہین الساہی یزید کو بھی امام المسلمین و خلیفہ برحق
کا لقب مل رہا ہے تو اپنی اپنی سمجھ کسی کا کیا قصور۔
چوتھا فقرہ نہ وہ کہ آدہ پاؤ یا تین چھٹانک جو اپنے حقیقی بھائی پر ذوالفقار کھینچین
یہ فقرہ رحماء بینھم پر چسپان کیا گیا ہے کہ سونین کافرون پر اشد ہین اور آپس مین رحیم۔
ایک خطبہ روضۃ الصفا کا شروع خلافت ابوبکر مین جو اونھون نے پڑہا اُس کی نقل
ہے آخر فقرہ یہ ہے۔
ومن تا در متابعت آفریدگار جہان و جہانیان باشم انقیاد و اطاعت من بجا آرید و اگر
بخلاف حکم ایزدی امرے از من صادر گردد شما نیز از متابعت و اطاعت من تخلف
نمائید۔ دیکھو اسکا نام رحماء بینھم ہے نہ وہ کہ آدہ پاؤ ارے آخر۔
اس کلام ابوبکر سے اور رحم سے کیا تعلق وہ ایک واقعی امر بیان کر رہے ہین کہ

جب ان میں خلاف حکم خدا کوئی حکم دوں تو میری اطاعت نہ کرو۔ جوہر صاحب کو معلوم نہیں یہ ایک پولیٹکل چال ہے کہ ابوبکر نے یہ فقرہ سنا کر سب کو اپنی طرف گرویدہ کر لیا اور وہ جاہل قوم یہ نہ سمجھی کہ جب اول تم نے خلاف حکم خدا خلافت لے لی اور رسول اللہ کی حدیث غدیر پر عمل نہ کیا تو آیندہ تم سے خدائی احکام کی کیا امید ہے مگر وہاں تو دنیا کی چاٹ تھی کون پوچھتا خیر آدھ پاؤ یا تین چھٹانک جو کا یہ ذکر ہے کہ حضرت عقیل کو حصہ میں کسی قدر جو زیادہ لگ گئے تھے اُس پر حضرت علیؑ نے کچھ عتاب و خطاب فرمایا جس کو جوہر صاحب نے ذوالفقار کھینچنے پر تعبیر کیا۔

ہاں یہ امر سچ ہے وہ تو تین چھٹانک جو تھے اگر ایک دانہ جو بھی تقسیم بیت المال میں کوئی زیادہ لیتا تو ممکن نہ تھا یہی سبب تو ہوا کہ قوم طامع و حریص دانہ زد نے حضرت علیؑ کو اپنی گو نکانہ سمجھا اور نفع دنیاوی کی امید آپ سے منقطع کر کے دوسروں کو خلافت کے لئے منتخب کیا جن سے پوری پوری تمتع دنیا کی امید تھی چنانچہ اُن لوگوں نے بھی مال مفت دل بیرحم سمجھ کر انتخاب کا صلہ خاطر خواہ دیا۔

خلیفہ ثالث کی چند نظیریں یہ لکھتے ہیں اور خلافتوں کا حال اگر دریافت کرنا ہو کتابیں دیکھو ہزارہا بے اعتدالیاں نظر آئینگی۔ کتاب الفتوح خواجہ بن محمد کوفی المعروف باعثم کوفی اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ جب خلیفہ صاحب کو پوری طاقت خلافت پر ملی تو خلیفہ دوم کے عمال و کارکنان کو یکقلم موقوف کر کے تمام حکومتوں پر اپنے اعزا و اقربا کو مقرر کیا عبد اللہ بن عامر کو امیر بصرہ ولید بن عقبہ شرابخوار کو حاکم کوفہ عبد اللہ بن سعد کو حکومت مصر عمرو عاص کو حاکم فلسطین معاویہ کو ہمجنس ہونے کی وجہ سے بدستور حاکم شام تمام شہر و ممالک دستبرد بنی امیہ میں آگئے۔ بیت المال شیر مادر ہو گیا

عبداللہ ابن خالد کو ایک لاکھ دینار حکم بن عاص کو ایک لاکھ دینار حارث بن حکم کو خلعت گران بہا وغیرہ وغیرہ مروان طرید رسول اللہ کو وزیر خلافت غرضکہ عثمان غنی کی داد و دہش یادگار ہے اور اسی لیے آپ کو غنی کا خطاب ملا ہے اب حضرت علی کا حال سنیئے بخاری و مسلم میں روایت ہے محمد بن مختیار سے کہ حضرت علیؑ کے لیئے چند مشکین شہد اور روغن کی آئیں اور بیت المال میں رکھی گئیں ۔ حضرت ام کلثوم نے تھوڑا اپنے صرف کیواسطے لے لیا کیونکہ آن کے پدر عالی مقدار کا مال تھا مگر جب آپ نے شہد وغیرہ کی تعداد کم دیکھی اور دریافت سے معلوم ہوا کہ آپ کی صاحبزادی نے لیا ہے تو پانچ درم قیمت اُن سے وصول کرکے پورا کر دیا اور فرمایا کہ یہہ تمام مسلمانونکا مال ہے ۔

اسیطرح حضرت قنبر سے روایت ہے کہ چند مشکین شہد کی بیت المال میں آئیں حضرت امام حسینؑ نے قنبر سے کہا مہمان کی خاطر ہم کو ضرورت ہے ہمارے حصہ کا شہد لادو قنبر بقدر ہمین لے گئے ۔ حضرتؑ نے یہہ حال دریافت کرکے ناراضی ظاہر فرمائی ۔ اور حضرت امام حسینؑ سے اسی قدر شہد منگوا کر شامل کر دیا ۔ علامہ ذہبی اپنی تاریخ میں لکھتے ہین بعد خاتمہ جنگ جمل حضرت علیؑ کوفہ مین داخل ہوئے بیت المال کو ملاحظہ فرمایا بہت کچھہ نقد و جنس تھا اُس کی طرف مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ اے سونے چاندی تو اور کسی کو فریب دینا مین تمہارے مکر و فریب مین نہ آؤنگا بعدہ حکم دیا سب مال مسلمانون کو تقسیم کر دیا جاوے ۔ وہ تقسیم ہوگیا ۔ آپ نے اور آپ کی اولاد نے بھی بقدر ایک سپاہی کے حصہ لے لیا ۔ بعد تقسیم ایک شخص نے آکر کہا کہ مجھے حصہ نہین ملا ۔ آپ نے اپنا حصہ اُسے دیدیا ۔

اسیطرح ہزارون نظیرین و مثالین ہین ۔

پس جب آپ کے عدل و زہد کا یہہ حال ہو کہ اپنے فرزندوں کو بھی بیت المال لینا گوارا نہ فرمائیں اور روپے کر بیت المال میں جمع کردیں تو بھائی کہاں گو کہ حقیقی ہو۔

آپ نے فرمایا ہے کہ خلیفہ کو بیت المال سے صرف دو پیالے لینے کا استحقاق ہے۔ ایک اپنے و اپنے عیال کے لیئے دوسرا مہمان کے واسطے۔

پس ایسے عادل و زاہد ترین آدم کو آپ کیوں رحماء بینہم میں تصور کرینگے۔ اس صفت سے موصوف تو آپ کے غنی صاحب ہونگے۔

پانچواں فقرہ جب جناب امیرؑ نے مذہب کفر سے توبہ کی اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

جواب۔ اہل سنت حضرت رسول خداؐ کے والدین معظم کو معاذ اللہ کافر بتاتے ہیں اور یہہ بھی کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے اُن کی مغفرت کے لیئے دعا کی مگر اجابت نہ ہوئی۔

پس بقول و اعتقاد اہل سنت حضرت رسولؐ خدا بھی نعوذ باللہ منھا۔ اُسی طریقہ پر ہے اور بعد چالیس سال کے جب آپ کو نبوت ہوئی تو اسلام کے دائرہ میں قدم رکھا۔ اس حضرت علیؑ تو آٹھ سال سے بھی کم عمر بچے تھے انکا کفر کیونکر ثابت ہوا کیونکہ اجماعی مسئلہ یہہ ہے کہ ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے اور بغیر مکلف تک اسی حالت پر رہتا ہے پھر ماں باپ جیسی تعلیم دیتے ہیں وہ مذہب قبول کرتا ہے۔

صفحہ اکیاون ۵۱ اسرار الہدیٰ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیرؑ بہت ہی کم عمر تھے بلکہ آپ سن تمیز کو بھی نہ پہونچے تھے کہ تکلیف شرعی کے آپ مصداق ٹھہرتے پھر آپ کی شان میں یہہ الفاظ موصوفہ بالا کیونکر راست آسکتے ہیں اسی لیئے آیہ والسابقون الاولون من المہاجرین کی تفسیر بالا کا شافی کی ہے۔

اوّل کسے از مردان مہاجر کہ تصدیق نبوت کرد امیر المومنین بود۔ و از زنان خدیجہ کبریٰ۔

ابوطلحہ گفت من در پیش ابوذر رفتم در موسم حج و گفتم درمیان مردمان اختلافے پدید آمد من اقتدا بکہ کنم گفت تمسک بکتاب خدا و بعلی ابن ابی طالب و ملازم این ہر دو شو بدرستیکہ من گواہی میدہم کہ رسولؐ خدا فرمودہ کہ علیؑ ابن ابی طالب اول کسے است کہ بمن تصدیق کردہ و او کسے باشد کہ روز قیامت بامن مصافحہ کند و او صدیق اکبر است و فاروق اعظم میان حق و باطل و یعسوب مومنین۔ پس یہہ فقرات حضرت علیؑ کی نسبت دیکھکر آپ جل مرے اور تن بدن مین آگ لگ گئی ہے کہتے ہین کیونکہ یہہ الفاظ جناب امیرؑ کی شان مین صادق آسکتے ہین وہ تو طفل ہشت سالہ تھے۔ جوہر صاحب کا یہی طریقہ ہے ملا کاشانی کی تفسیر و نفحۃ الصفا کی تحریر لکھتے جاتے ہین جہان مہاجرین و انصار کا نام آیا جھٹ ابوبکر عمر عثمان کو سب کا مقدم بنادیا اور کہا دیکھو شیعہ تمہارے ملا صاحب اور اخوند صاحب یہہ لکھتے ہین حالانکہ ان مین نشان تک ان حضرات کا نہین ہے تاہم تو محالات سے ہے۔ مگر ملا کاشانی نے حضرت علیؑ کا نام لیا اور آپ بگڑ بیٹھے ملا صاحب کو صلواتین سنانی شروع کردین۔ ابوطلحہ ساصحابی حضرت اباذر غفاری سے راست گو صادق الایمان ہے جس کی صدق گفتاری پر رسولؐ خدا کی شہادت موجود ہے یہہ روایت بیان کرے کہ رسولؐ خدا نے صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب مومنین کے خطاب معظم و معلے سے حضرت علیؑ کو سرفراز فرمایا مگر آپ اس کی ضد مین صرف قیاس پر ان القاب کو ابوبکر سے نسبت دین یہہ کیا انصاف ہے کوئی جھوٹی ہی روایت اپنے دعوے کے ثبوت مین لکھدی ہوتی کہ رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ سے یہہ خطاب مسترد کرکے ابوبکر کو دیدیا۔ غضب تو یہہ ہے کہ ابوبکر کے جوش الفت مین عمر خطاب کو بھی بھول گئے کیونکہ اہل سنت انھین کو فاروق اعظم کہتے ہین پس انھین پر رحم کردیدن انکی روح کو بیزار کرتے ہو۔ تم کو یہہ بھی معلوم نہین کہ ہجرت اوسنے حبش کیطرف حضرت

جعفر طیار وغیرہ کے جانے کو اہل سنت نے اقرار کر لیا ہے اور السابقون میں وہ گروہ منتخب ہوا ہے۔

دیکھو خطبہ جناب علی مرتضےٰ وقت تقرر خلافت عثمان مندرجہ کتاب الفتوح تاریخ اعثم کوفی سنی المذہب۔

ای عزیزان و سرداران اسلام ای صحابۂ رسول ملک علام تم سب کو معلوم ہے کہ ہم کیا ہیں اور ہمارے مدارج کیسے ہیں۔ ہم اہل بیت نبوت ہیں ہم سبب نجات امت ہیں سرور دھرا ہم ربّ جلیل ہیں مہبط جبرئیل ہیں وحی ہمارے ہی گھر میں نازل ہوئی بنائے دین ہم سے ہی کامل ہوئی رسول خدا سے قرب و حق سب پر ظاہر ہے خرد و بزرگ اس امر کا ماہر ہے پس اگر ہمارا حق ہمکو ملے تو حق بحقدار رسید کا معاملہ صادق آوے اور اگر امر ناحق مد نظر ہے اور غصب حق میں بدستور اصرار تو میں صبر کرتا ہوں۔ خدائے پاک کی قسم ہے کہ اگر اس کے پیغمبر برحق اعنی محمدؐ نے مجھ سے عہد نہ لیا ہوتا اور پایان کار خلافت کی خبر مجھ سے نہ کہی ہوتی تو میں حق کو کبھی نہ چھوڑتا اور ہرگز روا نہ رکھتا کہ زید و بکر اُس پر قابض ہوں۔

ای عزیزو تم کو خوب معلوم ہے کہ سابق اسلام میں ہوں قبول رسالت میں میرا پہلا درجہ ہے محسن رسولؐ میں ہوں کعبہ میں پہلے رسولؐ خدا کے ساتھ میں نے نماز پڑھی میں نے ایام صبا میں بھی کبھی بتوں کو سجدہ نہیں کیا خیبر و خندق اُحد و حنین وغیرہ میں جنگ سے منہ نہیں موڑا۔ پس میرے خلاف اگر امر خلافت قرار پایا تو جیسا صبر کرتا چلا آیا ہوں ویسا ہی اب بھی کرونگا کیونکہ مجھے خرابی و بربادی اسلام کا اندیشہ ہے مگر تم کو چاہیئے کہ حق پر لحاظ کرو اور خدا سے ڈرو نفسانیت و جنبہ داری کو چھوڑو انصاف اختیار۔

پس معلوم نہیں اب بھی جوہر صاحب اپنی یاوہ گوئی او بیہودہ سرائی سے باز آئینگے اور شرم کرینگے یا نہیں اگر شرم کجا بے شرمی و بے حیائی تو رگ و پے مین مثل خون فاسد سرایت کر رہی ہے۔

چھٹا فقرہ ہمیشہ مغلوب رہے یہانتک کہ جناب نے اپنے دین کو بھی غلبۂ شیعون سے برباد کر دیا۔

جواب۔ یہہ فقرہ جوہر صاحب نے غالب علیؑ کل غالب کے الفاظ پر جناب امیرؑ کی نسبت کہا ہے۔

ہم کہتے ہین نعوذ باللہ سنہا ہزار بار توبہ کر کے کہ خدائے قادر مطلق با وصف عظمت و جلالت جباری و قہاری بر جمیع مخلوق واشیا غالب کے ابتدائے آدم سے تا ایندم غلبۂ کفار اشرار و مشرکان نا ہنجار کس درجہ مغلوب ہے کہ اُسی کی پیدا کی ہوئی خلقت نہ اُسے خدا سمجھتی ہے نہ اُس کی اطاعت کرتی ہے نہ اُس کے حکمونکو مانتی ہے نہ اُس کے رسولون کو پہچانتی ہے بلکہ انکو انواع واقسام کی تذلیل و توہین و تحقیر کر کے قتل کرتی ہے اور صدہا طرحکی ایذائین دیتی ہے اور خدا مجبور و معطل ہے کچھ نہین کر سکتا انبیائے مرسل تا حیات اپنے ہر حال و قال مین ظالمون اور خود سر لوگون سے مغلوب اُن کے ظلم شدید سے مضطر و پریشان کوئی آگ کے حوالی ہوتا ہے کوئی تلوار کے کوئی آرہ کے کوئی دار کے مگر دم نہین مار سکتے۔ دیکھو حضرت لوطؑ نے غلبۂ کفار نا ہنجار سے حالت اضطرار مین با وصف مشاہدہ قوت و طاقت جبرئیل امین جو اعانت کو موجود تھے اپنی دختران پاکیزہ پیش کر کے کفار اشرار سے فرمایا کہ یہہ میری بیٹیان پاکیزہ ہین اگر ہو کرنے والے جس کی خبر قرآن مجید سے ملتی ہے

حضرت موسیٰ نے حالت قلق و اضطرار میں اپنی بی بی سنکوحہ کو اپنی بہن ظاہر کیا۔ مومن آل فرعون ہمیشہ اپنا ایمان چھپاتے رہے۔ حضرت رسول خدا پر حالت مغلوبی میں کیا کیا ایذائیں مصیبتیں ہوئیں یہانتک کہ باوجود نزول آیہ لا تنکحوا المشرکین) ابوالعاص مشرک و زینب دختر پیغامبر خود میں جدائی نہ کر سکے۔ باوجود غلبہ اسلام صلح حدیبیہ میں اپنا لقب خدا داد رسول اللہ خود اپنے ہاتھ سے محو کر ڈالا۔ وقت وفات تک قوم عائشہ سے خوف ظاہر کر کے خانہ خدا حسب خواہش دلی و تمنائے قلبی نہ تعمیر کر سکے وغیرہ وغیرہ۔

پس اگر بحالت مغلوبی خدا کی خدائی و انبیائے مرسل کا دین مسلم ہے تو جناب امیرؑ کا بھی دین مسلم ورنہ خیر نہ وہ نہ یہ اس اسلام برائے نام کے ابوبکر خدا ابو حنیفہ رسول تم ان کے حواری چلو فیصلہ ہوا تو خوش ہو گئے۔

معلوم نہیں حضرت علیؑ کے کس فعل سے تم نے دین کا برباد کرنا خیال کیا ہے۔ اگر کہو ابوبکر وغیرہ کی حکومت رہی پس باشد جناب امیرؑ خود فرماتے ہیں چارہ نہیں امیر کی حکومت سے نیک ہو یا بد کہ اُس میں مومن بسر کرے پھر اگر امیر بد سمجھکر جو واقعی ایسا ہی ہے آپ نے اُن کی حکومت میں بسر کی تو کیا قباحت جیسا کل انبیا و رسول اللہ کا حال ویسا ہی جناب امیرؑ کا۔ اگر کہو اُن کے پیچھے نماز پڑھی تو فرضاً پڑھی خدا کی نماز پڑھی یا ابوبکر کی اور جبکہ خود رسول خدا نے اکثر کے پیچھے نماز پڑھ لی ویسا ہی جناب امیرؑ نے۔ اگر کہو اُن کو مستحق خلافت جان کر بیعت کی لا نسلم کیونکہ حدیث عائشہ صدیقہ سے صرف یہ ظاہر ہے کہ آپ نے خطبہ میں فرمادیا کہ ابوبکر کو استحقاق ہے جیسا مصلحتاً رسول خدا نے رسول اللہ کا لفظ خود محو کر دیا اس میں دین کی بربادی چہ معنی۔

بیعت رسول صلی اللہ کا طریقہ و سنت نہیں دیکھو ابتدائے اسلام میں صرف یہہ کہدینا کافی تھا کہ
میں خدا اور اُس کے رسول محمدؐ پر ایمان لایا نہ ہاتھ پر ہاتھ رکھا جاتا نہ مصافحہ ہوتا۔
ہاں بیعت تحت شجرہ مشہور ہے کہ رسول اللہ سے مرنے مارنے پر عہد لیا مگر اُس پر بھی صحابہ
با صدق و صفا قایم نرہے اور جنگ حنین سے بھاگ نکلے پس یہہ بیعت بطور عہد علام قرار
تھی اسلام سے اور بیعت پیری و مریدی سے کیا مناسبت مگر ہاں یہہ ایجاد تو ابوبکر یا عمر
کا ہے جسکی خبر رسول خدا نے دی ہے۔
اب ہم سے بے دینی کی تفصیل سنو۔ بے دین وہ ہیں جنہوں نے بقول محمدؐ صادق دین
میں خلاف طریقہ رسول اللہ ایجاد کیں بے دین وہ ہیں جو کہتے جب مجھ پر شیطان غالب
ہو اور خلاف حکم خدا کوئی بات کہوں تم نمانو۔ بے دین بلکہ اخوان الشیاطین وہ ہیں جنکا
ایمان بقول ابوحنیفہ ابلیس کے برابر ہو۔ بے دین وہ ہیں جن کی نسبت رسول خدا
نے بطلعت بیان کیا کہ میرے وقت میں اگر حضرت موسیٰ زندہ ہوتے تو تم انہیں
کی پیروی کرتے۔ بے دین وہ ہیں جو ہمیشہ رسالت محمدی میں شک کرتے رہے
بلکہ صلح حدیبیہ میں صاف اقرار کر لیا کہ آجکا سا شک نبوت میں کبھی نہیں ہوا۔
بے دین وہ ہیں جنہوں نے بضعۃ الرسول کو ایذائیں دیں اور موذی خدا و رسول ہوئے
بے دین وہ ہیں جنہوں نے خلافت پاکر ارتداد کیا اور توبہ کرکے کل صحابہ کو توبہ نامہ
لکھ دیا۔ اور اپنے مرتد ہونے کا صاف صاف اقرار کیا پھر بھی قایم نرہے اور اسی
حالت ارتداد میں قتل ہوئے دیکھو تاریخ اعثم کوفی کتاب الفتوح جب تمام صحابی رسول
نے عثمان کو خلاف حکم خدا و رسول عمل کرتے دیکھا تو درخواست کی یا خلع خلافت
کر دیا اپنی کردار سے توبہ۔ چنانچہ عثمان نے یہہ تحریر پیش کی بسم اللہ الرحمن الرحیم میں

امیر المومنین عثمان بن عفان برضا و رغبت اقرار تحریری روبروا ہالیان اسلام و معارف و اکابر
ساکنان بصرہ و کوفہ و شام کرتا ہوں کہ آج سے میں کتاب اللہ پر عمل کرونگا اور سنت و شریعت
محمد مصطفےٰ سے عدول نہ کرونگا خلاف شریعت کوئی فعل مجھ سے نہ ہوگا جملہ اہل اسلام کی نگہداشت
کرونگا مضطر و پریشان کو امن و امان میں رکھونگا مستحقین کا حق ادا کرونگا غیر مستحق کو مجھ سے کچھ
سود نہ ہوگا جن کو جلاوطن کر دیا ہے اُن کی نسبت پھر داخلہ وطن کا حکم دونگا جس کا مال و اسباب
ضبط کیا ہے واپس دونگا عبد اللہ ابن ابی شرح کو حکومت مصر سے معزول کرتا ہوں مصری حسب
خواہش جسے چاہیں اپنا والی مقرر کریں۔ المرقوم ۵ ذیقعدہ ۳۵ سنہ۔ جب اقرار نامہ ہو چکا علی
مرتضےٰ اور فقہا میں لکھ کر زبیر طلحہ سعد بن مالک عبد اللہ بن عمر زید بن ثابت سہیل بن حنیف ابو ایوب
بن زید کی گواہیاں لکھوا دیں۔ بعدہ جب بصریوں نے محمد ابن ابوبکر کو اپنا والی تجویز کیا تو
خلیفہ صاحب نے حاکم بصرہ کے نام خط خفیہ بھیجا اور لکھا اقتلوا محمد ابن ابوبکر یعنی اسے قتل
کر ڈالو۔ پس یہہ ایفائے عہد ہوا اور انہیں کرتوت سے آپ کی جان عزیز گئی۔

ساتواں فقرہ مُلّا صاحب کو خلافت جناب امیر پر کیوں ناز ہے حضرت کی ذوالفقار تو
کبھی کسی کافر کے گرد بھی نہیں پھری۔

جواب۔ ابوبکر نے تو تلوار اپنے باپ کافر کے گرد پھرائی تھی جو گلو بستہ قید تھا جس پر آپ نے
اشد علی الکفار۔ کا خلعت فاخرہ انکو پہنا رکھا ہے مگر یہہ کیسے آنحضرت نے اس فعل شنیع سے
ابوبکر کو روکا اور باپ کو نہ ذبح کرنے دیا زوف بایں اشد علی الکفاری کہ باپ رسن بستہ مجبور
و بے بس محصور و بے کس پر تلوار اُٹھائیں اور اس فعل مکروہ سے رسول خدا باز رکھیں خیر اگر
باپ کو حلال بھی کر ڈالتے تو کچھہ شدت پائی جاتی مگر جبکہ ارادہ ہی تھا تو خدا انکو علم ہی مارسکے یا
صرف چشموں میں مارتے خان مشہور ہونے کو ارادہ کیا مگر پھر کیسے کامیاب نہ ہوئے

اور مسلم ہوا یہ فعل ہرگز محمود لائق پسند رسول اللہ نہ تھا کیونکہ آپ نے منع کیا کہ باپ ہی آسکے حقوق پرورش پر نظر کرو اور اپنی تلوار غلاف میں کر لو ۔ جوہر صاحب تم کو اشد علی الکفار میں سمجھ لیں گے جو تمہارا مقصد و مدعا ہے ۔ بجز اس ارادہ قتل پدر کافر کے ابوبکر و عمر و عثمان تینوں کو سمیٹ لپیٹ کر کسی روایت سے بتلا دو کہ فلان جنگ میں فلان کافر کے مقابل تلوار پھرا نا تو در کنار وہ تو زنگ و بد رنگ ہونے کے باعث اپنا قالب چھوڑتی ہے نہ تھی کچھ تراع لفظی ہی سے پیش آئے ہوں اور دور ہی سے ڈانٹ ڈپٹ بتلائی ہو کیا العہد سبارک رسول مقبول کیا زمانہ خلافت منصوبہ بارے تہ خان کے پیچھے بھاگتی خان کے آگے ہمیشہ ان کی یہی روش رہی ۔ کیون صاحب خندق کی لڑائی میں جب نہنگ قریش عمر بن عبدود جس کے مقابل شیر مرد جرار بھی نہ ہو سکتے تھے صف جنگ میں مبارز طلب ہوا اور رسول اللہ نے اپنے اصحاب خصوص ارباب ثلثہ کی طرف دیکھا سب نے گردنیں نیچی کر لیں اور اوپر سر نہ اٹھایا جب آپ نے نام بنام پکار کر فرمایا کہ اس کے مقابلہ میں جاؤ تو عمر خطاب نے عرض کیا کہ مجھے معاف رکھئے ایسا ہی اور لوگون نے جواب دیا جب ہو لیے عمر ابن عبدود کا غرور بڑھا اور لاف و گزاف بکنے لگا آخر شیر بیشہ رسالت و نبوت سر فروش و جانباز علی ابن ابی طالب نے اجازت حرب حاصل کی اور پیادہ اُس نہنگ ہیجا کے مقابل ہوئے ۔ چند رد و بدل کے بعد ذوالفقار شرربار صاعقہ کردار کا وہ وار رسید کیا کہ خندق تن شقی کے لیے قبر ہو گئی ۔ کفار قریش کی کمر ٹوٹ گئی اور بھاگ نکلے کیونکہ اسی پہلوان نامی پر جنگ کا دار و مدار تھا ۔ رسول اللہ نے فرمایا ایک ضرب علی کی یوم خندق بہتر ہے دونوں جہان کی عبادت سے یہ حدیث مشہور متفق علیہ ہے ۔ مجال انکار نہیں جنگ خیبر میں اول روز ابوبکر کو نشان محمدی ملا اور امیر لشکر ہو کر یہودیوں کے مقابلہ کو گئے

اور مغلوب ہو کر بے نیل مرام واپس آئے مگر غیرت ہولی نشان کو نہیں چھوڑا۔ دوسرے روز عمر خطاب کو نشان عطا ہوا آپ سردار لشکر ہو کر تشریف لیگئے چونکہ ترتیب خلافت کا خیال تھا لہذا قدم بقدم اپنے پیش رو کے انھیں بھی واپس آنا ضرور ہوا۔ تیسرے روز کے لیئے آنحضرتؐ نے اعلان فرمایا کہ کل یہہ نشان اُسے ملےگا جو کرار و غیر فرار ہو اور جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور اُسے خدا و رسولؐ دوست رکھتے ہیں۔

تمام اصحاب میں کھلبلی مچگئی اور ہر شخص متمنی تھا کہ خدا کرے کل مجھی کو نشان ملے۔ عمر خطاب فرماتے ہیں اُس رات مجھے نہایت بے چینی تھی کہ کاش کل بھی مجھی کو یہ منصب عالی عطا ہو تو کیا کہنا۔ مگر فرار کا فقرہ آپ نسیاً منسیا کیئے ہوئے تھے۔

حضرت علیؑ کو آشوب چشم تھا اور نہایت تکلیف۔ خیر صبح ہولی رسول اللہؐ نے حکم دیا علیؑ کو لاؤ لوگ اُسی حالت میں لے گئے آنحضرتؐ نے آنکھوں میں لعاب دہن اپنا مل دیا آنکھیں بفضل خدا و بہ فیض رسولؐ روشن و صاف ہوگئیں۔ لواے احمدی علیؑ ابن ابی طالب کو ملا اور قلعہ خیبر فتح کرنے کا ارشاد ہوا۔ آپ ظل لواے سید اولاک مین تا زیر قلعہ پہونچے۔ حارث و مرحب پہلوانان روئین تن صف شکن کہ زور و طاقت پر خیبر والونکو ناز تھا صف آرا ہوئے اسد اللہ غالب علی کل غالب نے دونوں کو واصل بجہنم کیا اور خندق سے مع فوج عبور کرکے دروازۂ قلعہ کو جالیا۔

کیواڑ آہنی جسے ستر آدمی ملکر کھولتے و بند کرتے اندر جانے کو حائل تھے اکھیڑ کر بزور ید اللّٰہی توڑ پھوڑ قلعہ مین داخل ہوگئے اور نشان محمدیؐ کا پھریرا بالاے قلعہ بلند کردیا۔

آنحضرتؐ کو جبرئیل امین نے مبارکباد دی اور علیٰ رؤس الاشہاد باآواز بلند فرمایا
لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار اور سب نے یہ آواز سنی ۔
حدیث خیبر ہم اوپر لکھ آئے ہیں دیکھو صحیح مسلم و بخاری سے ۔
جنگ احد میں تمام لشکر اسلام بھاگ گیا ۔ ابوبکر و عثمان پتھر دلکا آڑ میں چھپے دیکھے گئے ۔
عمر خطاب پہاڑ پر چڑھ بھاگے ۔ وہ خود کہتے ہیں میں اُس روز بزکوہی کی مانند پہاڑ پر
اُچھلتا کودتا پھرا ۔ رسول اللہؐ کے دندان مبارک شہید ہوگئے ۔ شیطان نے خبر اُڑادی
محمدؐ قتل ہوگئے ۔ حضرت علیؑ صف جنگ سے آنحضرتؐ کے پاس آئے آپ نے فرمایا
اے علیؑ تم بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ کیوں نہ بھاگ گئے آپ نے عرض کی
لا انحوۃ بین الکرار والفرار ۔ میں بھاگنے کے لیۓ آپ پر ایمان نہیں لایا ۔ پھر صف دشمن
میں جاکر صدہا کافر فی النار کر دیئے ۔
تاریخوں کا اتفاق ہے کہ اُس روز بجز حضرت علیؑ و ابو دجانہ اور کوئی ثابت قدم نہ رہا ابو دجانہ
رسول اللہؐ کے پاس تھے اور حضرت علیؑ کافروں کو پسپا و فنا فی الدار البوار فرماتے تھے یہانتک
کہ اسلام کو فتح نصیب ہوئی اور سب بھاگی ہوئی خلقت جمع ہوگئی ۔
خیر اور کتابیں تو تم کرو ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ صاحب پدر بزرگوار شاہ عبدالعزیز کو دیکھو صفحہ ۲۵۱
اناما آثر امیر المومنین و امام الاشجعین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب ۔ صفحہ ۲۵۵ نادی
منادیوم احد لا سیف الا ذوالفقار ولا فتیٰ الا علی الکرار ۔ یہ دوسری شہادت
حضرت جبرئیلؑ کی ہے ۔
جنگ حنین میں بھی سب لوگ بھاگ گئے اور حضرت علیؑ و چند بنی ہاشم جانثار ثابت قدم رہے
اور لڑائیوں کا حال کتابوں میں دیکھنا چاہیئے کہ حضرت علیؑ نے کیا کیا کارنمایاں کیے

آپ خود ہی فرماتے ہیں مصرع دین نبی کو دی ہے ہری تیغ نے جلا + ہر کہ شک آرد کافر گردد۔

اب معلوم نہیں جوہر صاحب ان کافران بیقول کو کیون کافر نہیں سمجھتے۔ اچھا صاحب انکو نہ سمجھیے۔ جنگ جمل مین تیرہ ہزار۔ جنگ صفین مین ستر ہزار۔ جنگ نہروان مین بائیس ۲۲ ہزار جو حضرت علیؑ نے تلوار سے فنا کیے وہ کافر ہی جیسے تم سمجھو۔

آٹھوان فقرہ۔ اگر حضرت حسنینؑ و نیز دیگر ائمہ بھی کفار عرب کو فی النار کرتے اور اہل عجم کی جوروں بچون کو لونڈی غلام عرب کا بناتے تو البتہ قابلیت امامت کی رکھتے جب یہ صفت حضرات موصوف مین نہ تھی تو دائرہ امامت سے قطعی خارج سمجھے گئے۔

جواب۔ تم کو روایت روضۃ الصفا پر بڑا ناز ہے جسے ہر جگہہ اپنے رسالہ مین بطور دلیل قطعی و ثبوت مین پیش کرتے ہو۔ دیکھو اسی تاریخ مین باب پیدائش جناب زین العابدین علیہ السلام مین صاف لکھا ہے کہ ملک عجم عہد مبارک جناب امیرؑ مین فتح ہوا جس لشکر کے حضرت امام حسنؑ سردار تھے۔ حضرت شہر بانو اور اُن کی دونون بہنین بنت یزدجرد بادشاہ عجم کو نہایت اعزاز و احترام سے آپ اپنے ہمراہ لائے جن مین حضرت شہر بانو کا حضرت امام حسینؑ ہی سے بلکہ الف الف سے عقد ہوا عہد خلفائے ثلثہ مین عجم کا فتح ہونا محض دروغ بے فروغ ہے اکثر شیعون نے بھی سنیون کی روایات بے سروپا سے دھوکا کھایا ہے اور عمر شریف حضرت امام چہارم سے بھی جو کربلا کے معرکہ کے وقت تھی ثابت ہوتا ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کی نسبت ہم پہلے لکھ چکے ہین خدا کی جانب سے جو نبی و وہی امام ہوتے ہین وہ اُسی دستورالعمل کے مطابق کاربند ہوتے ہین جو خدا کی جانب سے انکو ملتا ہے۔

حضرات حسنینؑ علیہم السلام نے معرکہ جمل صفین نہروان مین خوب ہی جہاد کیئے اور کشتہ ہکو

پشتے لگا دئیے۔

تاریخین اِن محاربات کی دیکھو معلوم ہو جائے گا۔ بعد خلافت خود حضرت امام حسن علیہ السلام نے بوجہ نہ ہونے اعوان و انصار و بہ لحاظ کشت و خون بندگان خدا اپنے جد امجد سید الانبیا کی تقلید صلح حدیبیہ کی اور معاویہ سے صلح کر لی۔ حضرت امام سوم کا جہاد فی سبیل اللہ تاریخ عالم میں اپنا آپ ہی نظیر ہے دیکھو تاریخ چین جس کا مصنف ایک عالم محقق مورخ عیسائی ہے لکھتا ہے کہ رستم وغیرہ کو شجاع و جری وہ لوگ کہتے ہیں جو تاریخ عالم اور واقعات نبی آدم سے واقف نہیں اور بالکل بے خبر ہیں۔ اگر نوع انسان میں کوئی شجاع و بہادر جرار و کرار پیدا ہوا ہے تو وہ حسینؑ ابن علیؑ ابن ابیطالب قریشی ہے۔ یہ قول ضرب المثل ہے کہ دو ایک پر بھاری ہوتے ہیں مگر حسینؑ کو چند قسم کے دشمنوں سے سامنا تھا۔ اول بھوک و پیاس سہ روزہ جس کے مثل انسان کا دشمن صعب و سخت دوسرا نہیں۔

دوسرے عرب کے ریت گرم مثل جون کا مہینہ آفتاب کی حدت و حرارت نصف النہار باد سموم کے جھونکے جیسے شرار و چنگاریاں نکل رہی تھیں حالت اضطرار و اضطراب تیسرا ہزار فوج دشمن سے مقابلہ جو ہر ایک لہو کا پیاسا تھا پس ایسے دشمنوں کے مقابلہ میں جو شخص مستقل اور ثابت قدم و راسخ دم صرف اللہ پر بھروسہ و توکل کر کے دشمن کے مقابل ہو وہ شجاع ترین عالم و آدم ہے۔

مولوی امیر علیؒ صاحب جج ہائی کورٹ کلکتہ تنقید الکلام فی احوال شارع اسلام میں بمقابلہ عیسائیوں کے جو قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ گناہوں کے فدیہ ہیں۔ لکھتے ہیں کہ اگر معاصی عباد کا فدیہ یعنی ذریعہ نجات و تقرب خدا کا وسیلہ درکار ہے تو امام حسینؑ کی شہادت کاملہ نے اس کی تکمیل کر دی اور اسلام تعلقات ارجاس و انجاس سے پاک ہو گیا۔

کیون جوہر صاحب محقق عیسائی کا شجاعت امام حسینؑ مین وہ قول اور مولوی امیر علی صاحب
کا شہادت امام حسینؑ پر یہ اختیار اور باوصف ادعائی اسلام آپکا یہ کلام کچھ تو خدا سے شرم کرو ؎

باک حسینے نیست کو گردد شہید ورنہ بسیارند در عالم یزید

عرب و عجم کی عورتون بچون کو لونڈی غلام بنانا اس فعل وحشیانہ وظالمانہ کو کون مہذب قوم
پسند کرے گی ۔ کہ بندگان خدا کو خرید و فروخت کیا جاوے اور اُن کو اسیر و سفید رکھا جاوے
یہہ طریقہ آنحضرتؐ کا ہرگز نہ تھا ۔ آپکو اللہ جل شانہ نے مجسم خلق عظیم بنایا تھا آپکے
مکارم اخلاق و محاسن اشفاق اس بات کو ہمیشہ مکروہ و معیوب سمجھتے رہے ۔
دیکھو جب بنت حاتم طائی سفیدہ ہوکر آپکے روبرو آئی آپنے بہ لحاظ سخاوت و فیاضی اسکے
باپ کے اُس کی بیٹی کو اپنی ردا بچھادی اور رہا کر دیا ایسا ہی اور اُسرائے مغلوب کے ساتھہ
آپکا سلوک رہا کیا ۔
یہہ ایجاد ظلم بنیاد آپکے خلفاء کی سبب ہے کہ بیگناہ مردونکو تہہ تیغ کیا عورتون اور بچون بے بس و
بے کس کو اسیر کرکے فروخت کر ڈالا ۔ لا واللہ لا اس جبر تعدی سے نہ خدا خوش نہ رسولؐ ۔
عیسائیون کے اعتراض پر اہل سنت نے صرف فعل صحابہ کے جائز رکھنے کو اسلام مین یہہ
بھی ایک شاخ لگا رکھی ہے اور بیجا توجیہین و تاویلین کرتے ہین مگر جو داغ اسلام کی قسمت مین تھا
وہ کیونکر مٹتے ۔
اور ائمہ علیہم السلام کو حکم جہاد نہ تھا مثل عیسےٰؑ و دیگر صدہا انبیاء سے مرسل کے جو ہمیشہ تا
حیات جہاد لسانی فرماتے رہے اور شجاعت و شہامت ظاہر نہ کی جیسا اُنکا حال و طرز
معاشرت ویسا ہی ان کا سر مو فرق نہین جو جیسے حکم ملا اُسپر عامل ہوا بیت

ہر کسے را بہر کارے ساختند میل آن اندر دلش انداختند

اب دیکھنا مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلنا ایک دین ایک مذہب ایک ملت ایک خدا ایک رسول ایک خلیفہ برحق بعد اُس کے گیارہ اماموں کی امامت اور پھر رجعت و قصاص منافقان بدکردار حشر و نشر بہشت و دوزخ میں داخلہ ۵

یا منتظم ظہور امام زمان دکھا　　اب دم لبوں پہ ہے در امن و امان دکھا
آنکھیں ہیں منتظر رخ آرام جان دکھا　　پھر برق ذو الفقار کو آتش فشاں دکھا
دشمن رہے نہ ایک شہ مشرقین کا　　یارب مٹا دے نام عدوئے حسین کا

نوان فقرہ اس کا جواب مفصل ہم لکھ چکے ہیں دیکھو صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴ رسالہ ہذا

دسواں فقرہ مصداق ان آیتوں کے وہی لوگ ہیں جنھوں نے بفضل خدا کفار عرب و اشرار عجم سے روئے زمین کو پاک کیا اور جن کے زمانہ میں امن کامل رہا اور عدم خوف خلق خدا کو حاصل رہا نہ وہ کہ جنھوں نے بہ طمع خلافت اپنے ہاتھ سے امنیت کا خون کیا۔

جواب آیہ۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم و لیمکنن لہم دینہم الذی ارتضیٰ لہم و لیبدلنہم من بعد خوفہم امنا

آیہ میں فقرہ و لیبدلنہم من بعد خوفہم امنا ہے جس کی تفسیر بدل دہد ایشا نرا ازپس ترس ایشان از شر دشمنان ایمنی) ہے پس اس کے معنے تو یہ ہوئے کہ مومنین صالحین کو بدل خوف کا امن میں رہنے کا ملا یعنی جیسا شر دشمنان سے انکو خوف تھا وہ خوف مبدل بہ امن ہوگیا۔ اور یہ آیہ بعد ہجرت آنحضرت مدینہ میں نازل ہوا کہ مومنین با ایمان و یقین یہ سمجھو کہ جو تم کو کفار مکہ سے ایذائیں پہونچیں اور ہر وقت تم کو انکا خوف بنا رہتا تھا اب اُن کے شر سے تم امن میں رہوگے اور وعدہ کرتا ہے خدا انہیں مومنین صالحین سے

کہ جیسا پیشتر ہم نے انبیا و اُن کی اُمت کو زمین کا سردار بنایا ویسا ہی تم کو بھی اُنکا قایم مقام اور دیا ہم نے تم کو ایک دین برگزیدہ و پاکیزہ ۔ دوسری آیت ثم جعلنا کم خلائف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون ۔ کیا ہم نے تم کو قایمقام پچھلون کا بیچ زمین کے بعد اُنکے پس ہم انتظار کرینگے کہ تمہارے عمل کیسے ہونگے ۔ پس دونون آیتون کا یہ مطلب ہے کہ مثل انبیائے سابق و اُن کی اُمت کے تم کو بھی اُنھین کا قایمقام بنایا اور کفار کے شر سے تم کو امن کیا اب دیکھیے تم کسطرح کے عمل کرتے ہو ۔

اس مین نہ کہین ذکر روئے زمین کو کفار عرب و اشرار عجم سے پاک کرنے کا ہے نہ امن کامل و عدم خوف خلق خدا ۔

تم تفسیر کو اُلٹ پلٹ کر اپنے خاطر خواہ معنے بنا لیتے ہو ۔ مگر جب آیات کے صاف و صریح معنے موجود ہین تو ہم کو تفسیر کی ضرورت نہین صرف جو مفسر کی رائے ہے تا آیات کے اصلی معنے ۔

پس اب دیکھو ان آیات کریمہ نے تم کو جھوٹا کر دیا یا نہین صاف ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا مومنین صالحین کی نسبت ہے کہ شر و نفاق دشمنون سے مامون رہینگے نہ امن کامل و عدم خوف خلق خدا ۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ ہر آیہ مین جہان اللہ پاک نے امنوا فرمایا ہے روئے خطاب آنحضرت ہی کی جانب ہے یعنی آپ مومنین کے سردار اور افسر ہین بعد ازان علی ابن ابیطالب جن کو بارہا حضرت رسول خدا نے صالح المومنین فرمایا ہے بعدہ اور مومنین صالحین پس ان آیات مین مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلانے کا ذکر نہین ہے بجز اس کے کہ جیسا ہم نے پہلی اُمتون کو زمین کا مالک کیا ویسا ہی تم کو ۔

اب دیکھو خدا کا وعدہ سچا اور بے زوال ولا تجم جس کی تکمیل آیہ یا ایہا الرسول بلغ
ما انزل الیک من ربک سے ہو گئی تھی جب وعدہ خدا حضرت علیؑ خلیفہ مطلق ہو گئے
ورنہ اور خلافتوں سے انکار کیا تعلق کیونکہ عموماً اہل سنت خصوصاً تم خدا کی جانب خلافت
کا ہونا ناروا و ناجائز کہتے ہو پھر یہ آیات تمہارے خلفا پر کس طرح صادق آسکتی ذالک
فضل اللہ یوتیہ من یشاء اب پہلی آیتوں سے اس آیت کو مشابہ کر لو دیکھو کیسا جوڑ
و پیوند ملتا ہے یہہ امر تو ظاہر ہے کہ زمانہ جنگ و جدال میں امن قائم نہیں رہتا ایس
جیسا رسول اللہؐ کے عہد مبارک میں کفار قریش و یہودیان خیبر وغیرہ کا امن خاک
میں ملا ویسا ہی حضرت علی کے جنگ و جدال کے زمانہ میں نواصب و خوارج جمل
و صفین و نہروان کا امن خاک میں ملا اور جس طرح رسول اللہؐ نے اپنے ہاتھ سے
بطمع رسالت دین خدا جاری کرنے کو کفار اشرار کو نیست و نابود کیا اسی طرح حضرت
علیؑ نے اپنے ہاتھوں سے بطمع خلافت کتاب اللہ پر عمل کرنے کے لیئے نواصب
و خوارج نابکار کو فنا فی الدار البوار کیا۔

امن چین پر سب کو طمع ہوتی ہے خصوص اس وقت کہ جب کتاب اللہ میں مخالفت و
طریقہ رسول اللہؐ میں منافقت ہو کر دین خدا برباد ہو رہا ہو۔

امن و امان کا خون عہد خلفائے ثلثہ میں ہوا جبکہ بجبر قلع و قمع بندگان خدا ان کے
مال کی لوٹ کھسوٹ انکی عورتوں بچوں کی اسیری بے خانماں ہونا خرید و فروخت
معصوم و مظلوم اطفال ہزارہا خاندان کی تباہی و بربادی طوائف الملوکی سے کے
اور کچھ کام ہی نہ تھا جس کو آپ نے صفحہ ۲۳ میں بڑے فخر و ناز سے لکھا ہے
حضرت عمر خلیفہ دس برس رہے۔ ان کے وقت میں اسلام خوب ہی ظاہر ہوا

شام و مصر و ایران و عراق واکثر روم فتح ہوا۔ چار ہزار بڑے بڑے شہر مع پرگنات فتح ہوئے چار ہزار مسجد تیار ہوئیں چار ہزار بتخانہ توڑے گئے بیشمار خزانے مسلمانوں میں تقسیم ہوئے لوگ آسودہ و غنی ہوگئے انتھٰے

پس اسی پر خلق خدا کو بے امن و امان ہونا قیاس کرلو اور بے شمار خزانے مسلمانوں کو تقسیم ہونا جس کے سبب لوگ آسودہ و غنی ہوگئے۔ یہی تو خلفت کے رجحان کا سبب تھا۔ حضرت علیؑ کو وہ لوگ کیوں پسند کرتے یہاں بجز حصہ رسد ملنے کے اور کیا امید تھی۔

صفحہ ۱۴۳۔ اسرار الہدےٰ میں جوہر صاحب نے ایک عبارت تنزیہ الانبیا والائمہ مصنفہ جناب سید مرتضےٰ علم الہدےٰ کے لکھی ہے اور اُسے جناب موصوف کی طرف منسوب کرتے ہیں)

با آنکہ حضرت امیرؑ و شیعہ او ہمیشہ دین خود را اخفا فرمودہ اند و در پردۂ دین مخالفین گزرانیدہ اند و امن کامل و عدم خوف نیز در زمان ایشان حاصل نبود چہ اصل امامت ایشان از بلاد کثیرہ و اقطار طویلہ مثل شام و مصر و مغرب منکر بانند چہ جائے قبول احکام ایشان الخ

جواب۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہرگز عبارت جناب علم الہدےٰ کی نہیں ہے بلکہ قول اہل سنت نقل کرکے بعد جواب شافی دیتے ہیں جس کو تم نے الیٰ آخرہ لکھ کر طاق نسیان پر رکھ دیا ہے تمہارا ابتدا سے یہی قاعدہ ہے کہ حدیث و اقوال و روایات و عبارات کو کاٹ چھانٹ کر اپنے خاطر خواہ الفاظ منتخب کرکے لکھ دیتے ہو جیسا حدیث شورۂ خلافت میں بھی خطاب نے عمدہ الفاظ وقت پر استعمال کرنے کو منتخب کیئے تھے جس کے وہ قائل ہیں یہ ابلہ فریبی اور روباہ بازی اچھی نہیں اسد اللہ الغالب کے پیر و مجبور کرکے دام الحبس کر دیتے ہیں۔ بھلا اس فقرہ کو دیکھئے ہمیشہ دین خود را اخفا فرمودند و در پردہ دین مخالفین

گزرانیدند اور جناب علم الہدے سے محی الدین کو جنکی ذات جامع خیر و برکات نے مخالفون کی دھجیان اڑادین اور لوائے شریعت و تبعیت احکام خدا و رسولؐ اقصائے واکناف عالم مین بلند کردیا وہ جناب امیرؑ کی نسبت ایسا فرمائین کہ دین خود اخفا و در پردۂ دین مخالفین لاوَاللہ لا یہہ قول اُنکا نہین ہے بلکہ کسی متعصب ناصبی کا ہے۔

اور ہمیشہ کے لفظ نے اور بھی اِس قول کو رد کردیا کیونکہ ہمیشہ کا اطلاق روز ولادت سے آخر دم حیات تک ہوتا ہے پس ایسا کلمہ بجز کور باطنون کے اور کون کہہ سکتا ہے ۔

حضرت علیؑ نے نہ کبھی اپنا دین اخفا کیا نہ پردہ دین مخالفین مین رہے صریح کذب و بہتان نہ اُن کے شیعہ ملکی صفات ۔ دیکھو آپنے ابتدا سے انتہا تک اپنے کو مستحق خلافت غیرون کو غاصب و خائن فرمایا اور سیرت شیخین اختیار کرلی ہرگز قبول نہ کی جس پر عثمان کو خلافت ملگئی اور آپ صابر و شاکر رہے سیرت شیخین دین مین داخل نہ تھی ورنہ اُس کے منظور کرنے مین کیا قباحت تھی مگر آپنے صاف جواب دیا کہ یہہ مجھسے نہوگا حضرت ابوذر نے بلا تقیہ ابوطلحہ سے صاف کہہ دیا کہ تمسک بکتاب اللہ و بہ علیؑ ابن ابیطالب شو۔ ایسا ہی شام مین جب تک آپ رہے دین خدا ظاہر کرتے رہے جس پر معاویہ نے عثمان کو شکایت لکھی کہ ابوذر میری حکومت مین خلل انداز ہوتے ہین اور عثمان نے بکمال تشدد و تکلیف مدینہ مین بلاکر جلا وطن کی سزا دی ایسا ہی عمار یاسرؓ و مالک اشتر وغیرہ نے دین حق کے اظہار مین عثمان کے ہاتھ سے کیا کیا ایذائین اُٹھائین ۔

خود حضرت علیؑ نے خلافت خصوصیہ مین بارہا معاملات دینی مین اصلاح فرمائی جیسا سزائے سوت جسے عمر خطاب نے خلاف شریعت حد جاری ہونے کو حکم دیا مگر آپنے رد کردیا اور سزا نہ ہونے دی جس پر لولا علیؑ لہلک عمر شرم دنیاوی سے کہا گیا وغیرہ وغیرہ ۔

پس اسے دین ظاہر کرنا کہتے ہین یا اخفا فرمودند کہین گے۔

بہرکیف حضرت علیؑ و اُن کے شیعہ ملک خصال ہمیشہ و ہر حال مین اپنا دین اپنا ایمان اپنے خدا و رسولؐ کے احکام علی الاعلان ظاہر کرکے گمراہون کو دین حق کی طرف بلاتے رہے ایسا ہی جملہ آئمہ معصومین و اُن کے شیعہ والا صفات کبھی کسی حال و قال مین ان حضرات نے دین کو اخفا نہین کیا۔ دیکھو دین پناہی و شریعت محمدیؐ کی آبرو بچانی اسے کہتے ہین کہ حضرت خامس آل عبا روحی لہ الفدا نے ع بیجان ہوکے دین نبیؐ کو جلا لیا ۵

سر داد و نداد دست بر دست یزید — حقا کہ لوائے دین پناہ ہست حسینؑ

انہین حضرات کے دین حق و شریعت مطلق جاری کرنے سے اسلام حقیقی محفوظ و مامون رہا اور روز بہ ترقی کرکے آج تمام دنیا مین مثل آفتاب عالمتاب چمک رہا ہے ہزارون کالی گھٹا شناسیون کی اٹھین مگر دھوان دھار ہو ہوئین و اس کی تابندگی و درخشندگی بڑھتی رہی الہم زد فزد۔

گیارہوان فقرہ۔ اسی عبارت مکذوبہ و مصنوعہ پر جوہر صاحب نے اُچھل کود کر لکھا ہے کہ بقول علامہ حلی الجبان لایستحق الامامۃ جناب امیر مستحق خلافت مطلق نہ تھے۔

تم نثنتر الحواس آدمی ہو کبھی فی وقت من الاوقات خلیفہ برحق تھے کبھی مستحق خلافت مطلق نہ تھے کبھی کچھ کبھی کچھ ایک رنگ پر قائم رہتے تو مناسب تھا۔

اب ہم سے سنئیے جبن کے معنے ہین۔ نامرد بے ہمت سر کہ مرد آزما سے منھ پھیرنے والا صف جنگ کو پشت دینے والا کڑی پڑنے پر نوک دم بھاگ نکلنے والا۔

علامہ حلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسا ہو وہ مستحق امامت و خلافت کا نہین آپ کو خدا کی قسم اور اپنے عمر عزیز کی سوگند سچ کہیے کہ آپ کے خلفائے ثلثہ جنگ اُحد

صفین نصیر سے بھاگے تھے۔
ابوبکر کو ابن ربیعہ وغیرہ نے صحن کعبہ بن مارا جس کے صدمہ سے تمام منہ سوج گیا تھا مگر خیر یہ تو ابتدائی حالت تھی اسے جانے دو۔ آپ کے خلفا نے سوائے اپنے باپ پر تلوار اٹھانے کے کسی معرکہ میں دوسرے کے مقابل ہو کر اسے قتل کیا یا زخمی کیا یا دور ہی سے للکارا۔ یا خود اس کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور نوبت بہ علاج جراح پہونچی۔ تم نے بھی ابوبکر و عمر کے فتوحات کا خلاصہ لکھا ہے کسی معرکہ میں خود سردار لشکر ہو کر گئے اور خود لڑے یا خالد وغیرہ کے برتے پر تاتا پانی۔
آنحضرت کے وقت میں ابوبکر کا سردار لشکر ہو کر جانا بمقابلہ ابوسفیان بعد جنگ احد اور مہم کراع الغمیم اور خیبر و بنی کلاب و قوم بنی فزارہ اور وادی الرمل میں جو تم نے لکھا ہے یہ روایتیں اہل سنت کی ہیں اور خیر لو فرضاً گئے بھی مگر کسی سے مقابل ہونا اور ان کے ہاتھ سے کسی کافر کا مارا جانا ظاہر نہیں ہوتا لشکر کے ساتھ رہے ہونگے کلام تو مارنے مرنے پر ہے۔ ایک امیری حج کی آپ نے اور لکھی ہے اور سورہ برات کا قصہ بھول گئے ہو وہ ہم سے سنو۔ آنحضرتؐ نے سورہ برات ابوبکر کو دے کر کعبہ کو روانہ کیا باین غرض کہ لوگوں کو سنادو ابوبکر کعبہ کی جانب چلے۔ جبرئیل امین نازل ہوئے اور حکم خدا پہونچایا کہ خدا کے احکام تم اپنی ذات سے پہونچاؤ یا علیؑ جو تمہارا نائب برحق ہے۔ غیر شخص ایسے احکام پہونچانے کا مجاز نہیں۔ آنحضرتؐ نے فوراً حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ تم جا کر ابوبکر سے سورہ برات لے لو اور بہ نفس نفیس احکام خدا کی تبلیغ کرو چنانچہ آپ نے راہ میں سورہ کریمہ ابوبکر سے لے لیا اور خود امیر حج ہو کر کعبہ میں پہونچے اور تبلیغ رسالت کی۔ ابوبکر اگر آپ کے ساتھ رہے ہوں تو باشد مطلب تو سورہ براءت کی تبلیغ

کا تھا سو وہ منصب حضرت علی کو ملا یہی تو ہم کہتے ہین کہ تم صرف اپنے مطلب کے لائق عبارت لے لیتے ہو اور اصل مقصد کو چھوڑ دیتے ہو۔

اب اس روایت مین ابوبکر کی امیری کہان ہے۔ ایسا ہی جابجا کی سرداری لشکر تم نے کتر بیونت کر ابوبکر پر ہوا امیری راست کر دیا ہے ورنہ وہ بیچارے نہ کبھی لشکر کے امیر ہوئے نہ کبھی سے انکو لڑنے بھڑنے کا موقع ہوا خیبر مین البتہ آپ نے نشان دیکر بھیجا تھا سو اس کا حال سن ہی چکے کہ بے نیل مرام زیر علم سے بھاگ آئے بھاگنے کا ثبوت آنحضرت نے فرمادیا تھا کہ کرار ہوگا نہ فرار یعنی بھاگنے والا پس بھاگنے کے لئے یہہ فقرہ مصدقہ مخبر صادق کافی ہے کہ جیسا اور لوگ نشان لے کر بھاگ آئے ویسا وہ نہ ہوگا جسے کل نشان ملیگا۔ اس فرار مین عمر خطاب بھی دوسرے نمبر پر ہین جیسا استحقاق خلافت۔ حنین کا فرار قرآن مجید سے ثابت ہوا اور خود قول عمر خطاب مندرجہ صحیح بخاری و مسلم بزکوہی کی مانند اچھلنا کودنا۔ حنین کا فرار بعد بیعت تحت شجرہ غزوہ خندق تن بہہ دادن فرار شدید نہ کجا کجا نہم۔

پس علامہ حلی نے ان فرار معرکہ ہائے مردآزما سے و نیز دیگر واقعات تاریخی سے جن کی تحریر مین تہذیب مانع ہے خلفا کو جبن فرمایا ہے اور لائق امامت و خلافت نہین سمجھا آپ کو جناب امیر پر غصہ آگیا اور ایک روایت صریح موضوعی و بے ربط و خبط لکھ کر جبن قرار دیدیا۔ خیر اگر اس روایت کو ہم مان بھی لین تو اس سے یہہ اوصاف جبن کہان نکلتے ہین بجز اسکے مثل مومن آل فرعون جس کی صداقت قرآن سے ہوتی ہے بحکم ایمانہ اپنا ایمان دشمنون کے خوف و غلبہ سے چھپاتے تھے مگر جبن کا اطلاق تو اسی حالت مین صادق آئے گا کہ مثل خلفاء ثلثہ رسول اللہ کو معرکہ جنگ مین چھوڑین اور بھاگ کر اپنی جان بچائین۔

اگر مغلوبی و محکومی اُمرائے بد باعث ہیں تم سمجھتے ہو تو ابتدائے آدم تا خاتم جملہ انبیائے مرسل نعوذ باللہ منہ ذالک اس الزام سے بری نہیں بلکہ حضرت علیؑ کی مغلوبی و محکومی و توہین و تحقیر سے اُن کی مغلوبی و محکومی توہین و تحقیر و تذلیل و ظلم و جور کفار بہت ہی زیادہ ہے ع جو صاحب ولایت وہ ہیں معمور بلا آپ جوہر صاحب نے حدیث ثقلین مشہورہ و معروفہ لکھ کر تمسک بہ قرآن مجید و عترت رسول رب وحید کی نسبت بہ اہل سنت دیئے کہ بجز فرقہ ناجیہ اہل سنت ان دونوں جلیل القدر کی متابعت احکام دینی و شرعی میں ہرگز نہیں کرتے اور مخالف کتاب اللہ و عترت ہیں چنانچہ جناب میرن صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہم کی تحریر بحوالہ صوارم لکھتے ہیں درباره عدم تمسک قرآن گویند تغیر و نقصان در قرآن منحصر در چہار چیز است یکے تبدیل لفظے بہ لفظے آخر مثلاً اینکہ گفته شود بجائے کنتم خیر امة خیر ائمة بوده لکن بعضے از اعدائے اہل بیت آنرا تبدیل نموده اند مگر وجہ اول بعید است۔

پس یہانتک جناب موصوف کی عبارت تحریر کرکے اب اپنی چرب بیانی سے لفظ امۃ غلط ہے بلکہ صحیح ائمة ہے اور خاص صاحب مجتہدوں سے یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی کہ درحقیقت قرآن ناقص ہے لیں شیعون کو دعوے تمسک قرآن کرنا محض اُن کے اُصول کے مخالف ہی لکھتے چلے جاتے ہیں۔ نہ روایت کا نتیجہ لکھتے ہیں نہ آغاز نہ انجام جناب ممدوح فرماتے ہیں تغیر در قرآن چار چیزوں میں ہے ایک تبدیل الفاظ مثلاً کہا جاوے بجائے کنتم خیر امة خیر ائمة تھا لیکن بعض دشمنوں نے تبدیل کر دیا مگر وجہ اول بعید ہے یعنے نادرست پس کیونکر ظاہر ہوا کہ جناب موصوف نے نقصان قرآن تسلیم کر لیا جبکہ وجہ اول بعید است کا فقرہ موجود ہے یہ تو تحریر کا طریقہ ہی کہ فلان فلان باتیں معلوم ہوتی ہیں مگر وجہ اول درست نہیں وجہ ثانی قرین قیاس ہے۔ اگر تم سچے تھے تو

پوری روایت اور چاروں چیزوں کی تفصیل پر جناب موصوف کی رائے لکھتے تو معلوم ہوتا آپ کے نزدیک کیا درست ہے کیا نادرست پس جبکہ تم نے روایت لکھنے میں خیانت کی ہے اور جناب موصوف کا فیصلہ آخر نہیں لکھا تو کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا کہ قرآن ناقص ہے اور شیعہ متمسک بہ قرآن نہیں صاف تمہاری بناوٹ اور عوام کو دھوکا دینا ہے۔ شیعہ ایسی بے سر و پا باتوں کا جواب دینا تضیعِ اوقات سمجھتے ہیں کیونکہ جب سوال کا سر ہی بے بنیاد ہے تو جواب کیا دیا جاوے۔ اب اگر پوری روایت و فیصلہ آخر لکھو گے تو جواب مل جائے گا۔ قرآن کی مخالفت و منافقت اس کی تعظیم و توقیر کا حال جو اہل سنت کے پیشوائے دین نے کیا ہے اسکا مختصر سا حال ہم پہلے لکھ چکے ہیں اسے دیکھو اور دعوائے تمسک قرآن سے باز آؤ۔

اس زمانہ کا حال سنو جوہر الایقان فی حفظ الایمان مصنفہ مولانا مفتی حکیم عبد الکریم دہلوی سنی المذہب کے شروع دیباچہ میں لکھا ہے چونکہ سلطنت اسلامیہ نہ رہی اس لیے بعض لوگوں نے موقع پا کر باغوائے شیطان عقائد مذہب باطلہ خوارج و نواصب و نجدیہ کہ اہانت صلحا و انبیاء انکا شعار ہے تقریر پلٹ کر بصورت دیگر ظاہر کی کہ عوام کو تمہیں معلوم (کیا جوہر صاحب آپ بھی انہیں میں سے ہیں۔) شدہ شدہ ایک فرقہ کا عقیدہ ہے موافق ان مذاہب باطلہ کے ہو کر گمراہ ہو گئے اور اسی میں توحید اور اتباع سنت جاننے لگے۔ اور علم دین یہاں سے گم ہو گیا۔ مدار وعظ کا ترجمہ اردو بعض حدیث اور آیات قرآن اور چند مسائل فقہ پر رہ گیا انکو یہ خبر نہیں کہ اہل سنت کے نزدیک اس آیت و حدیث کے کیا معنے ہیں اور اہل مذاہب باطلہ نے کیا سمجھے ہیں اور ہم عقیدہ کن لوگوں کا اختیار کرتے ہیں آیا ہمارا ایمان درست رہا یا نہیں۔

اکثر واعظین اس زمانہ کا یہہ حال ہے کہ اُردو بھی اچھی طرح نہیں پڑہ سکتے اگر پوچھو
تو فرائض وسنن نماز اور وضو بھی بیان نہیں کر سکتے آیات ناسخ ومنسوخ کا تو کیا ذکر ہے
مگر دیہات میں وعظ کہتے پھرتے ہیں اور نشان اُن کے دروغ گوئی و غلط بیانی سوا
یہہ ہے کہ کوئی آیت یا حدیث پڑہ کر اپنے قیاس و اجتہاد سے جو سمجھ میں آیا اور
جی چاہا کہہ ڈالتے ہیں حوالہ کسی تفسیر کا نہیں دیتے کہ فلان تفسیر میں اس آیت کے یہہ معنے
لکھے ہیں یا فلان مجتہد نے اس حدیث سے یہہ مسئلہ بیان کیا ہے تاکہ صحت
اس کی معلوم ہو پس خدا پناہ میں رکھے ایسے مذاہب اور وعظ سے کہ جس سے حلال
خدا حرام اور عبادت خدا ضلالت ہو سو غرض یہہ طریقہ وعظ کا شکل پیرزادون کے
معاش کا ذریعہ مقرر کر لیا ہے کہ جو کوئی دعوت کرے یا نذرانہ دے وعظ کہتے ہین
اپنی استعداد کو نہین دیکھتے ہم کیسے ہیں مسائل توحید اور عقائد جو بیان کرتے ہین
کہان سے کہان بہک جاتے ہین غرض اصلی دعوت کہانے اور نذرانہ لینے سے
ہے الحاصل اس زمانہ کے واعظون نے اپنی معاش طلب کرنے کو وعظ کا ذریعہ نکال لیا ہے
اور بعض نے مسجد یا مدرسون مین بیٹھکر فتوے لکھنے کا پیشہ ذریعہ معاش ٹھہرایا ہے
اور مال زکوٰۃ و خیرات باوجود قدرت حصول معاش اپنے کسب و محنت سے
کہاتے ہین۔
اور یہہ نہین سمجھتے طلب حلال فرض ہے اور آیات الٰہی کو اس ثمن قلیل دنیا پر بیچنا حرام
ہے اور داخل ہوتے مین اس آیہ کریمہ کے حکم مین و یشترون بآیات اللہ ثمنا
قلیلا ؕ۔
ان سب سے حافظون کا گروہ زیادہ ہے جہان ماہ رمضان قریب آیا ڈہی دل

مشکل پڑا کوئی شہر کوئی قریہ کوئی مقام ایسا نہ ہوگا جہاں ہم لوگ نہ پہونچیں دو چار مسلمان برائے نام جمع ہو گئے اور تراویح شروع ہو گئیں جس قدر ختم زیادہ ہونگی حافظ جی کو نذرانہ زیادہ ملیگا بعد افطار جو تراویح پر تل گئے تو ایک رکعت میں دو تین پارہ آئیں یا ئیں شائیں سے اُڑے نہ تلفظ نہ قراءت نہ مخارج نہ ارکان راند ھا پھر خر ستہ چلا جاتا ہے لوگ پیچھے کھڑے کوس رہے ہیں کہ خدا حافظ کو سوت دے کوئی گرا کوئی بیٹھ گیا کوئی نیت توڑ کر چلا گیا کیسے روزہ نہ سکشد تراویح بکشد بہرکیف حافظ جی سال بھر کی روزی حاصل کر کے اپنے گھر آئے اور اگلے رمضان میں چھاپہ مارنے کی فکر ہوئی پس اگر اس کو تمسک کتاب اللہ کہو تو ہم تصدیق کرتے ہیں ورنہ اُسپر عمل لا واللہ لاجب قرآن میں مخالفت اور طریقہ رسول اللہ میں منافقت ہی ہو گئی تو اُسی مخالفت و منافقت پر عمل ہوا نہ اصلی کتاب اللہ پر۔ رہا تمسک بہ عترت رسول اللہ ع این خیال است و محال است و جنون۔ عترت رسول کی توہین انکا قتل قمع اُن کی غارتگری اُن کی اسیری اُن کی توہین اُن کی تذلیل اُنپر ظلم و جور انکی تباہی و بربادی اُنپر دروازہ کا گرانا اُن کے گھر جلانے کو آگ جمع کرنا صدہا سال تک اُنپر سب و شتم کرنا۔ غصب خلافت غصب فدک اب تک انکو مستحق امامت نہ سمجھنا انکو جعلی کہنا انکو دین سے خارج کرنا انکو عراقی کہنا وغیرہ وغیرہ خشت از بام ہے ابتدا سے آجتک۔

اہل سنت کی تمام کتابیں اور تاریخیں و روایتیں و حدیثیں پکار پکار کر شہادت دے رہی ہیں ہم کس کس کا نام لیں تم اپنے رسالہ اسرار الہدیٰ ہی کو دیکھ لو دور کیوں جاؤ تمسک عترت کا حال معلوم ہو جائیگا۔

جوہر صاحب کہتے ہیں شیعہ بعض عترت رسول اللہ کو چنین وچنان کہتے ہیں اور اُن کو نہیں مانتے ہیں۔

ایک قول جناب امیر کا لکھا ہے اُس کے مضمون پر ناظرین خوب غور کریں اور دیکھیں کہ جوہر کی دیانت و امانت و خیانت کا کیا حال ہے علامہ طبرسی نے جناب امیر سے کتاب احتجاج مطبوعہ بمبئی میں یہ روایت کی ہے فذهب من كانت اعتضد بهم على دين الله من اهلبيتي وبقيت من الحاضرين قريبة العهد بالجاهلية عقيل و عباس آپ نے معنے لکھے ہیں یعنے وہ لوگ میرے آل بیت کے جاتے رہے جن کی قوت کا خدا کے دین میں مجھکو بھروسہ تھا اب صرف دو خوار و ذلیل قریب زمانہ جاہلیت کے باقی رہے ہیں وہ عقیل و عباس ہیں انتہیٰ۔

اب دیکھئے خوار و ذلیل کا ترجمہ کن عربی الفاظ کا ہے۔ معنے تو یہ ہیں کہ وہ لوگ میرے اہل بیت کے جاتے رہے جنسے دین خدا میں مدد ملنے کی امید تھی اور باقی رہے حاضرین میں سے جو ایام جاہلیت سے قریب تھے عقیل و عباس۔ خوار و ذلیل اس عبارت میں کہاں ہے۔ من الحاضرین جو حاضر ہیں۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ اسپر بھی اگر جوہر صاحب کا کوئی اعتبار کرے تو اُس کی برابر دنیا میں احمق نہ ہوگا۔

جناب امیر کا فرمان فیض ترجمان بجا ہے یعنے اگر حضرت امیر حمزہ و جعفر طیار وغیرہ اس زمانہ میں بقید حیات ہوتے تو زید و بکر کو خلافت نہ ملتی اور غصب فدک نہ ہوتا وہ حرار غیر فرار دین خدا میں میری اعانت کرتے اور مدعیان خلافت کو دہتا بتاتے مگر مجبور کہ صرف عقیل و عباس باقی ہیں وہ اُن ایسے مدد و اعانت نہیں کر سکتے اِن دو شیر بیشۂ شجاعت

و شناعت و جہالت کے حالات تاریخی دیکھو کہ ترقی دین خدا میں کیا کیا کارنمایان انسے ظاہر ہوئی ابوجہل سے سردار قوم و سرکش کی مونچھیں اکھاڑلیں جبکہ وہ آنحضرت کو ناسزا کہہ رہا تھا اور جنگ بدر و احد میں جانبازیان و سرفروشیان۔ بادشاہ حبش کے روبرو خدا کی وحدانیت و رسول اللہ کی رسالت میں خوش بیانیان جو تقریر تاریخ اسلام میں بےنظیر شمار کی جاتی ہے پس ایسے اہل بیت کے نہ موجود ہونے کا حضرتؐ کو افسوس رہا۔ اب جوہر صاحب لکھتے ہیں اولاد عباسؓ کی نسبت حیات القلوب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے کلمات واہیات لکھے ہیں جنکے تحریر کرنے سے روح کانپتی ہے۔ تمہاری روح کانپا کرے یہی تو مشکل ہے کہ نیک و بد ظالم و مظلوم عاصی و معصوم کو تم برابر سمجھتے ہو سب دھان بارہ پنسیری جیسے جیسے اعمال ہونگے دنیا میں اچھا و برا عاقبت میں جزا و سزا۔ خلفائے عباسیہ کا حال تاریخوں میں دیکھو انھوں نے ائمہ معصومین آل طہٰ و یٰسین اُن کی اولاد امجاد کے ساتھ کیسی بدسلوکیاں کیسے ظلم کیسے کیسے شدائد کیے ہیں اِن کے عہد میں کسی امام معصوم نے چین نہ پایا بے خانمان ہوئے قید رہے زہر سے شہید کیے گئے انکی آل و اولاد زندہ دیواروں میں چنوائے گئے لاکھوں سادات علوی و فاطمی قتل ہوئے۔ بغداد میں نشان اُس دیوار کا اب تک موجود ہے جس میں ہزاروں لاکھوں بے گناہ و مظلوم بلاسبب زندہ چن دئے گئے۔ پس ایسی ظالم قوم کو کہ وہ عباسی ہوں یا علوی کیونکر ممدوح تصور ہوگی شیعہ اُن کو قیامت تک برا کہیں گے تم اپنی اپنی روح کو سنبھالے رہو۔

اب جوہر صاحب نے بہت سے نام علوی و فاطمی کے لکھ کر حوالہ کتاب الانساب تاریخ السادات و اصول کلینی کا دیا ہے جن کو شیعہ برا کہتے ہیں۔

بیشک جو خلاف دوازدہ امام علیہم السلام مقبولہ مذہب حقہ اثنا عشریہ دعوے امامت درقا

کرے انکو امام نہ سمجھے انپر خروج کرے اُن کے دشمنون سے بلے اُن کو بُرا کہے وہ ضرور حرامزادہ ہے کسی خاندان کا ہو دیکھو ؎

پسر نوح با بدان بنشست　　خاندان نبوتش گم شد

یہہ تو نوح نبی اللہ کا لڑکا تھا انجام کیا ہوا یہہ بیچارہ کس گنتی کا امام زادہ ہے۔

اب جوہر صاحب نے بکمال سفاہت و شقاوت مرثیہ گوئیون کی ہجو مین تو ایجاد ایک نقل لکھی ہے اور اپنے مشرب بھانڈون پر گوے سبقت لیگئے ہین و ہو ہذا یہہ بات تو ظاہر ہے کہ کوئی مرثیہ ایسا نہین ہے کہ اہانت اہل بیت سے خالی ہو۔

لطیفہ ایک مرثیہ خوان جو شل بیان دبیر و انیس کے اپنے زمانہ مین انگشت نما تھے بلکہ فصاحت و بلاغت مین مانند میر مونس و میر دلگیر کے اپنے وقت کا یکتا تھا۔ ایک روز طبیعت جو زور پر آئی چند بند دلپسند قلمبند کر کے کسی امیر کی خدمت مین لے گیا اور بعد مجرا بجالانے کے فخریہ عرض کی کہ قبلہ حضور کی تفریح طبع کے لیے ایک نئی بندش کا مرثیہ لکھکر لایا ہون قسم حضرت عباس علم بردار کی طفیل ہوے مشکلکشا علی اہانت اہل بیت رسول اللہ و مصائب جگر گوشگان رسول اللہ کا وہ جدید مضمون تحریر کیا ہے جس کو سنکر چشم جہان گریان و دل ماہ و مہر بریان ہو امیر نے مرثیہ خوان کی مزاج پرسی کی جواب دیا کہ ببرکت امام ضامن ثامن اچھا ہے امیر نے دریافت کیا کہ آپ کی والدہ عفیفہ کا مزاج کیسا ہے جواب دیا پھر ہمشیرہ پارسا کا مزاج پوچھا۔ مرثیہ خوان کا دم بند ہوا۔ پھر دختر صالحہ کے مزاج پوچھنے پر کہنے لگا کہ قسم ذوالفقار حیدر کرار اگر اس دم میرے پاس تلوار ہوتی تو تیرا سر دہڑ سے الگ کر دیتا کیا کرون جناب امیر کی طرح مجبور ہون سوائے سکوت کچھ نہین کر سکتا۔ امیر نے کہا آپ تو صرف ہمشیرہ والدہ و دختر کے الفاظ سنکر اسقدر بگڑ گئے حالانکہ انکا نام مین نے

نہین لیا۔ آپ یہ تو فرمائے کہ جس وقت آپ لوگ برسر منبر بیٹھ کر اہلبیت رسول اللہ کے اسمائے مبارک سے گر توہین کرتے ہو اُسوقت روح پرفتوح رسالتمآب کس قدر تم سے بیزار ہوتی ہوگی نفرین ایسے مشرب پر جو عترت رسول اللہ کی توہین کرے انتہے۔

جواب۔ لعنت خدا و جمیع ملائکہ و انبیائے مرسل و مخلوق انس و جن و وحش و طیور وغیرہ اُس قوم و ملت پر جس نے اہلبیت اطہار رسول مختار کو شہید کیا۔ اُن کی عترت اور رسول اللہ کی نواسیون کو سروپا برہنہ کربلا سے کوفہ کوفے سے شام اسیر کر کے لیگئے اُن کی توہین و تحقیر و تذلیل مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ نواسۂ رسول اللہ کا سر مبارک ولد الزنا فاسق و فاجر بدترین بنی آدم کے دربار مین پیش کیا۔ اُس مردود ازلی و لعین ابدی نے لب و دندان مبارک پر چھڑی ماری اور استہزا کیا جس نے رسول اللہ کے خویش و بھائی و وصی و خلیفہ بلافصل پر لعن و تبرا جائز رکھا اُس کی اولاد و پیروان نے اِس فعل کو مستحسن خیال کیا اُسپر عامل ہوئے۔ خود رسول اللہ کی نسبت ہذیان کا لفظ استعمال کیا نبوت برحق مین شک کیا غصب خلافت و فدک کیا رسول کے جگر پارہ و نور نظر کو ایذائین دین اُن کے پہلوئے مبارک پر دروازہ گرایا جس سے طفل شکم سقط ہوگیا اُن کے گھر جلانے کا ارادہ کیا خلیفہ برحق سے جنگ و جدال کیا اُن کے گلوئے مبارک مین رسی ڈالکر بیعت کے لیئے کھینچا تلبت دیا اثنا عشر امام معصوم کو ظلم و جور سے مجبور کیا انکو زہر دیا انکو قید کیا وغیرہ وغیرہ ؏ ہیچ کافر نہ کند آنچہ مسلمان کردند

مین ایک نصارا سے یون ازرہ نادانی پوچھا کہ مسلمان ہے بولا یہ وہ نصرانی

عیسےٰ کے نواسے کو گر عید کی قربانی
کرتے تو ہمین پھبتا دعویٰ مسلمانی

لعنت خدا ایسے اسلام و دین و ایمان پر۔ یہہ واقعات و حالات بشرح و تفصیل اہلسنت کی کتابون مین لکھے ہین تو بقول جوہر کج فہم لکھنے والے نقل کرنے والے وعظ وغیرہ بر سر حام سنانے والے سب کے سب نفرین کے مستحق ہونگے بلکہ تمام قوم لعنت کی سزاوار ہوگی۔

مرثیون مین یہی حالات ہوتے ہین جو کتابون مین درج ہین اُنہین روایتون کو نظم مین بیان کیا جاتا ہے لوگ اُسے سنکر روتے ہین اور ثواب دارین حاصل کرتے ہین۔ اہل سنت بھی مجلس وعظ و میلاد مین یہہ تمام واقعات جور و ظلم کفار اشرار و صبر و شکر حضرت رسول مختار پڑہتے اور سنا ب ہوتے ہین مگر چونکہ جوہر کے اسلاف آبا و اجداد کی قلعی کھلتی ہے اور لوگ اُن مظالم و شدائد جان کاہ دلسوز رنج افزا کو جو ناشایان ناہنجار بد تراز کفار نے خاصان خدا و برگزیدگان دوسرا پر کئے ہین سنکر شب و روز قوم ظالم پر لعنت و ملامت کیا کرتے ہین اس لئے آپ کا دل کڑہتا ہے۔

انبیاے مرسل کی ازواج مطہر و دختران نیک اختر کا نام کتابون مین مرقوم ہے بلکہ کتاب اللہ مین بھی۔ تو پھر نام لینے مین کیا قباحت دیکھو قصص الانبیا۔ حضرت حوا ام البشر کو شیطان نے ورغلانا انہون نے حضرت آدم ابو البشر کو گندم کھانے پر مجبور کیا۔ قابیل نے اقلیما اپنی بہن کے ساتھ نکاح کی خواہش کی اور ہابیل کو مار ڈالا حضرت ابرہیم کو خواہش اولاد ہوئی حضرت سارہ نے حضرت ہاجرہ کو صحبت ابراہیم کی اجازت دی تب ہاجرہ نے شرف صحبت حاصل کیا جب حضرت اسمٰعیل پیدا ہوئے حضرت سارہ کو رشک ہوا اور کہا کہ ہاجرہ کو معہ اُس کے لڑکے کے بیابان لق و دق مین ڈال آو۔ حضرت لوط

نے اپنی لڑکیون کو کفار کے روبرو پیش کیا بغرض حفاظت مہمان خود۔ حضرت یوسفؑ
کی ہمشیرہ معظمہ دینا باحالت پریشان دور تک اپنے بھائی کے پیچھے روتی پیٹتی
چلی گئین اور آہ وزاری کرتی رہین۔ بی بی رحمت زوجہ حضرت ایوب علیہ السلام نے اُس
حالت مین کہ حضرت کو بستی والون نے نکالدیا جبکہ آپکے تمام بدن مین کیڑے پڑگئے اپنے
خاوند کی تیمارداری مین مزدوری کرکے انکو کھلایا روز آپ مزدوری کیا کرتین شیطان
ملعون سر راہ کھڑا ہوکر انکو بہکاتا اور کہتا کہ تو ایسے شخص کو ترک کر جس پر غضب الٰہی کی نظر ہے
اگر تو میرا کہنا قبول کرے تو تیرا نکاح سردار مصر سے کردون۔ مگر آپ نہ سنتین۔ ایک روز شیطان
بہ لباس حکیم اُن سے ملا اور کہا کہ اس مرض کا علاج گوشت خوک اور شربت انگور ہے۔
بجز اس علاج کے شفا نہ ہوگی آپ نے مزدوری کرکے دونون چیزین بہم پہونچائین۔
اور حضرت ایوب کے پاس لاکر حکیم کی تشخیص بیان کی حضرت ایوبؑ نے فرمایا وہ ابلیس ہے
اُس کے فریب مین مت آ۔ ایک روز مزدوری نہ ملی ملعون ابلیس نے کہا اگر تو اپنے
سر کے بال مجھے دے تو اُس کی قیمت دیتا ہون آپ نے سر کے بال کاٹ دیئے اور
قیمت سے کھانا بہم پہونچایا۔ حضرت شعیب کی لڑکیان بکری چرایا کرتین۔ حضرت
موسیٰ نے کنوئین سے پانی نکال کر بکریون کو پلایا جو باعث رسائی حضرت شعیب تک
ہوا اور بی بی صفورا سے حضرت موسیٰ کا نکاح ہوا۔ حضرت آسیہ زوجہ فرعون نے
حضرت موسیٰ کی پرورش کی۔ بلقیس کا حال حضرت سلیمان کے عہد مین۔ حضرت
مریمؑ کا حمل حضرت ذکریا کے قتل ہونے کا سبب ہوا کیفیت حمل کی یون ہے کہ ایک روز
حضرت مریم اپنی خالہ کے گھر غسل حیض کرنے گئین اور چاہتی تھین غسل کرین جبرئیل ایک
بے ریش جوان خوبرو کی صورت مین ظاہر ہوئے حضرت مریم کو اضطراب ہوا جبرئیل

سے نے تسلی دی اور کہا کہ تجھے ایک پاکیزہ بیٹا بخشنے آیا ہوں حضرت مریم نے
کہا کہ مجھے کسی مرد نے چھوا تک نہیں میرے بیٹا کیونکر ہوگا ۔ جبریل نے
کہا خدا ہر چیز پر قادر ہے بعد ازاں جبریلؑ نے مریم کے جیب و گریبان میں حضرت
عیسےٰؑ کی روح پھونکدی اور حضرت مریم حاملہ ہو گئیں ۔ یوسفؑ نجار برادر یا ہونے
زاد نے حمل کے اسباب پوچھے حضرت مریم نے خدا کی قدرت کاملہ بیان کی ۔ مریم
یوسف نجار کے ساتھ بر ہبری جبریلؑ بیت المقدس کی طرف چلیں ایک گاؤں کے
قریب تھک کر بیٹھ گئیں اور فرمایا ای کاش میں اس حال سے پہلے ہی مرجاتی اور نسیاً منسیا
ہوجاتی ۔

حضرت عیسےٰ پیدا ہوئے بنی اسرائیل پیچھے آئے جب حضرت مریم کے قریب پہونچے اور
لڑکا گود میں دیکھا کہا یہ کیا کار بد تو نے کیا تیری ماں بھی تو بدکار نہ تھی پھر حضرت عیسےٰ نے
اپنے معجزہ سے اُن کو ساکت کیا ۔

اب ان واقعات کو کون احمق کہے گا کہ توہین و تحقیر ہیں جیسا حال گزرا ہے بجنسہ کتابوں میں
درج کیا گیا ہو گئے پڑھا سکتے ہیں ۔

ایک لطیفہ سنیئے کہ مورخین نے اس پر اتفاق کیا ہے ۔ خلیفہ ہارون رشید بوجہ
مداومت شراب اور تعشق و محبت اپنی خواہر عباسہ و جعفر بن یحییٰ برمکی وزیر کے چاہتا تھا کہ
جلسہ شراب میں ان سب کا مجمع رہے لیکن بخیال پردہ شرعی سے رنگ اس محفل کا نہیں
جم سکتا تھا آخر اپنی بہن عباسہ کا وزیر جعفر برمکی کے ساتھ عقد کر دیا باین شرط کہ صرف شریک
جلسہ شراب رہا کریں دونوں میں تخلیہ نہ ہونے پائے جعفر وزیر تو بخوف خلیفہ بچتا رہا مگر عباسہ
کی فریفتگی اپنے شوہر پر بڑھتی گئی ۔ تا اینکہ بحیلہ و مکر اپنے شوہر کے وصل سے کامیاب ہوئی

اور حاملہ ہوگئی ہیم وجہ تباہی خاندان برامکہ ہوئی

عائشہ صدیقہ سے روایت ہے رسول خدا کی ازواج کے دو گروہ تھے ایک مین عائشہ حفصہ صفیہ سودہ تھین دوسرے مین اُم سلمہ اور سب بی بیان۔ مسلمانون کو معلوم تھا رسول خدا سب سے زائد عائشہ سے محبت رکھتے ہین جب کوئی تحفہ یا ہدیہ رسول خدا کے لئے بھیجتے تو عائشہ کی باری کے دن — اور اُس دن کا انتظار کرتے۔ دیگر ازواج نے اُم سلمہ سے کہا آپ رسول خدا سے ظاہر کیجئے اُنھون سے عرض کی مگر رسول خدا نے فرمایا اے اُم سلمہ عائشہ کے باب مین مجھے ایذا مت دو کیونکہ سوائے عائشہ کے اور کسی بی بی کے لحاف وغیرہ مین مجھ پر وحی نازل نہین ہوتی۔ یعنی عائشہ کے بچھونے پر وحی خدا کا نزول منحصر ہے۔ حضرت فاطمہ نے بھی عورتون کے کہنے سے رسول خدا سے عرض کی کچھ فائدہ نہ ہوا۔ زینب بنت جحش آئین اور بہت سختی سے کہا کہ آپ کی بی بیان ابوبکر کی بیٹی کے باب مین اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے انصاف طلب ہین ہم کھکر زینب بہت ہی بگڑین اور عائشہ کے پیچھے پڑگئین اور بُری بُری باتین سنائین رسول خدا عائشہ کو دیکھ رہے تھے عائشہ نے وہ کلام کیے کہ زینب کو خاموش کردیا رسول خدا نے فرمایا کیون نہ ہو ہے نہ ابوبکر کی بیٹی۔ ترمذی مین ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ جب ہم لوگون پر کوئی مشکل حدیث آپڑتی تو عائشہ سے پوچھتے تو اُن کے پاس اُس کا ایک علم ہوتا معلوم نہین شورہ خلافت مین کیون نہ پوچھا گیا۔ مسلم مین عائشہ سے روایت ہے رسول خدا نے عائشہ سے فرمایا تو مجھے تین روز تک برابر خواب مین دکھائی گئی۔ تیری تصویر کو فرشتہ ایک ریشمی حریر کے ٹکڑے پر لاتا تھا اور کہتا تھا دیکھو یہ تمھاری بی بی ہے مین نے جو تیرے منھ سے کپڑا کھولا تو تو ہی تھی۔

معاذ اللہ خدا ونکو اگر فرشتہ آکر تصویرین بنا کر اپنے انبیا کے پاس بھیجا کرتا۔ ترمذی مین موسیٰ
بن طلحہ سے روایت ہے مین نے عالیشہ سے زیادہ فصیح کسی کو نہین دیکھا۔ کیا رسول اللہ
کو بھی نہین اور قرآن کو بھی نہین۔ بخاری مین عالیشہ سے روایت ہے مجھسے رسول خدا
نے فرمایا اے عالیشہ یہ تجھے جبریل السلام کرتے ہین مین نے کہا ہیں ابھی سلام مگر مین
نہین دیکھتی۔ حضرت جبریل کو لازم تھا روبرو ہوکر مجرا و کورنش بجالاتے۔ بخاری مین
ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے رسولؐ خدا نے فرمایا مردون مین بہت لوگ
کامل گزرے ہین اور عورتون مین مریمؑ و آسیہؑ کے سوا کوئی کامل نہین ہوا۔ عالیشہ کی
فضیلت تمام عورتون پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانون پر۔ ابتو مریمؑ و
آسیہ پر بھی کمال حاصل ہوگیا۔ بخاری مین ہشام سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے کہتے
ہین کہ رسولؐ خدا اپنی بیماری کی حالت مین اپنی ازواج مین پھرتے اور فرماتے مین کل
کہان رہونگا مین کل کہان رہونگا اس کہنے سے آپ کی غرض یہ تھی کہ عالیشہ کے
گھر ہون۔ معاذ اللہ منہا۔ بخاری و مسلم مین عالیشہ سے روایت ہے جب سودہ
زوجہ رسولؐ اللہ بوڑھی ہوگئین تو رسولؐ خدا سے عرض کی کہ مین نے اپنی نوبت یا باری
عالیشہ کو ہبہ کردی سو رسولؐ خدا عالیشہ کے ہان دو نوبت کرتے تھے ایک دن انکی
باری کا ایک دن سودہ کی باری کا۔ بجنسہ ایسا ہی ترجمہ لکھا ہے ہم مجبور ہین نعوذ
باللہ ذالک بخاری و مسلم مین عالیشہ سے روایت ہے کہ ہم اپنے ہمجولیون کے ساتھ
گڑیان کھیلا کرتے جب رسولؐ خدا آتے میری ہمجولیان چھپ رہتین مگر رسولؐ خدا انکو
میرے پاس بھیج دیتے کہ گڑیان کھیلو۔ اعوذ باللہ رسولؐ اللہ اور ایسا فعل۔
بخاری و مسلم مین عالیشہ سے روایت ہے۔ رسولؐ خدا نے اپنے کندھے پر چڑھا کر

حبشیون کا ناچ دکھایا اور مجھ سے فرماتے سیر ہوئی مین کہتی نہین آپ اُنسے کہتے ناچے جاؤ۔
پناہ بخدا خداوندا ایسی لغو و بیہودہ روایتون کی نقل مین تجھ سے عفو کا طالب ہون نقل کفر کفر
نباشد۔ ابوداؤد مین عایشہ سے روایت ہے۔ رسولؐ خدا جنگ تبوک سے واپس
آئے میرے حجرہ مین پردہ کے اندر گڑیان تھین ہوا سے پردہ اٹھا رسولؐ خدا نے گڑیان
دیکھین اُنمین ایک گھوڑا تھا جس کے اوپر دو پر لگے تھے پوچھا یہ کیا ہے مین نے کہا
گھوڑا ہے فرمایا پر کیسے مین نے کہا آپ نے نہین سنا حضرت سلیمان کے گھوڑے کے
پر تھے رسول خدا ایسا ہنسے کہ کچلیان ظاہر ہوگئین۔ بخاری و مسلم مین عایشہ سے روایت ہے
رسولؐ خدا زینب بنت جحش کے پاس زیادہ ٹھہرتے اور اُن کے یہان شہد پیا کرتے مین نے
اور حفصہ نے مشورہ کیا کہ ہم مین سے جس کے پاس رسولؐ خدا آئین وہ کہے آپکے منہ سے
مغافیر کی بو آتی ہے۔ مغافیر ایک بدبودار گوند کا نام ہے۔ چنانچہ مین نے یا حفصہ نے
رسولؐ خدا سے یہی کہا فرمایا مین نے شہد پیا ہے اب کبھی نہین پیونگا اُس کے پینے
کی قسم کھالی تم اور کسی سے مت ظاہر کرنا۔ بعض علماء کا قول ہے حضرتؐ نے عایشہ کی
باری کے دن ماریہ سے خلوت کی حفصہ کو معلوم ہوگیا آپنے فرمایا یہ امر پوشیدہ رکھنا مین
نے اپنا نفس ماریہ پر حرام کیا مین تجھے خوشی سناتا ہون ابوبکر و عمر بعد میرے خلیفہ ہونگے
مگر حفصہ نے یہ راز عایشہ سے کہدیا کیونکہ دونون ہم صلاح تھین۔ بعض نے کہا حفصہ
کی باری کے دن ماریہ سے خلوت ہوئی اور حضرت اس چھپانے کے طالب ہوئے
مگر راز کھل گیا حضرتؐ نے اور بی بیون سے قطع تعلق کیا اور انتیس دن ماریہ کے گھر رہے
وغیرہ۔
رسولؐ خدا پر جھوٹا الزام بدبو کا لگانا اُن کے راز کو باوصف ہدایت اخفا طشت ازبام کردینا

واللہ اعلم کس قسم کی بی بیان تھین ۔ بخاری مین انس سے روایت ہے آپ نے ایک مہینے کے لیئے اپنی بی بیون سے مفارقت کے لیئے عہد کر لیا اور کیا کرتے ۔ مسلم مین عایشہ سے روایت ہے کہ جب میرا نکاح ہوا سات برس کی تھی اور جب رسول خدا مجھ سے ہم بستر ہوئے نو برس کی تھی ۔ اسمین کیا فخر ہوا ۔ ابن ماجہ مین عایشہ سے روایت ہے مین نے رسول خدا کی شرمگاہ کبھی نہین دیکھی ۔ کیا آپ کو حسرت رہ گئی ۔

مسلم مین عایشہ سے روایت ہے رسول خدا نے شوال کے مہینے مین مجھ سے نکاح کیا اور اسی مہینے مین اپنے گھر لائے مجھ سے زیادہ نصیبہ ور اور کون بی بی ہے ۔

درین چہ شک آپ کی وجہ سے عورتون مین خالی کا مہینہ مشہور ہوا جسمین وہ شادی وغیرہ کو مکروہ جانتی ہین ۔ بخاری مین انس سے روایت ہے جنگ احد مین رسول کو چھوڑ کر بھاگ گئے مین نے دیکھا عایشہ و ام سلمہ پائینچے چڑھائے جس سے ان کی پنڈلیون کی چمک ظاہر ہوتی اپنی پیٹھ پر مشک لادے لوگون کو پانی پلا رہی تھین جبھی تو ان کے باپ بھاگ گئے وہان انکا گزر کیونکر ہوا تعجب ہے ۔

مسلم مین ابو موسے اشعری سے روایت ہے ابوبکر و عمر حضرت کے گھر مین آئے اس وقت سب بی بیان رسول خدا کے گرد بیٹھی تھین اور خرچ مانگتی تھین ابوبکر نے عایشہ کو عمر نے حفصہ کو خوب مارا کہ تم رسول خدا سے وہ چیز مانگتی ہو جو ان کے امکان مین نہین ۔ پس سب نے عہد کیا کہ آیندہ نہ مانگین گے ۔ ازواج نبی کی یہ کیفیت رسول خدا پر یہ چیرہ دستی و سختی ۔ ابوبکر و عمر کا وہ رعب خدا کی پناہ ایسی بیہودہ باتون سے ۔

منقول ہے ابن عباس عایشہ کی بیماری مین عیادت کو گئے جبکہ وہ اللہ کے پاس جانے سے خوف کر رہی تھین ۔ ابن عباس نے تسلی دی اور آیہ الطیبات للطیبین پڑھی عایشہ

مارے خوشی کے بیہوش ہو گئیں - اور کہا مجھ مین نو چیزین ہین جو اورون مین نہین ہین شب نکاح میری تصویر جبرئیل رسول خدا کے پاس لائے - میرے سوا رسول خدا کی کوئی بی بی باکرہ نہ تھی - رسول خدا میرے لحاف مین وحی آتری - خلیفہ کی بیٹی ہون رسول خدا کا میری گود مین انتقال ہوا اُن کی قبر میرے مکان مین بنائی گئی وغیرہ - تصدیق اُترنے اور باکرہ ہونے کا فخر کیون نہ ہو - شاباش -

قصہ افک یعنی بہتان والزام بر عائیشہ غزوہ بنی مصطلق سے واپس آتے وقت ہنگام کوچ لشکر بی بی عائیشہ رفع حاجت کو گئین وہان گلے کا ہار سلیمانی گر گیا جب واپس آئین ہار نہ تھا پھر تلاش کو نکلین اس عرصہ مین لشکر کا کوچ ہو گیا آپ جب ہار پا کر واپس آئین کوئی نہ تھا وہین لیٹ رہین صفوان بن معطل سلمی ذکوانی صبح کو ہارے ماندے کی خبر لیا کرتا اُس کے ساتھ قافلہ مین پہونچین اکثر لوگون نے الزام لگایا جس کا بانی عبد اللہ ابن ابی سلول ہوا اور مسطح جو ابو بکر کی خالہ کا لڑکا تھا - عائیشہ بیمار ہو گئین رسول خدا نے ترک تعلق کر دیا اور اُن کے باپ کے گھر بھیجدیا وحی کے نزول مین تاخیر ہوئی علی ابن ابی طالب نے رسول خدا کو ترک کی صلاح دی مگر اسامہ بن زید نے اُن کی برات و نیک چلن ہونا بیان کیا آخر بعد رد و قدح بسیار و نہایت انتشار و اضطرار کی خدا کی جانب سے وہ بے قصور ثابت ہوئین بعدہ تہمت کرنے والون کی حد جاری ہونے پر مجلس وعظ رسول اللہ مین بہت کچھ شور و شر ہوا - مختصر یہہ حالات ہین شرح کتابون مین درج ہین -

کہان تک بیان ہو یہہ صحیح حدیثین آپ کی تفریح طبع و تفنن خاطر کے واسطے کافی ہین یا اور لکھی جاوین یہہ روایتین و افسانے بے سر و پا مجالس وعظ و میلاد شریف مین فخریہ پڑہے جاتے ہین اور لوگ سنکر نعرہ آفرین و صدائے تحسین بلند کرتے ہین - آپ نے غلام امام شہید

الہ آبادی کا تصنیف ہوا ہو نظم سنتا ہوگا بلکہ اُن کو اور دوسروں کو مجلس میلاد میں پڑھتے ہوئے دیکھا ہوگا - ایک شعر ہم لکھتے ہیں ؎

آمنہ کے پوت علی جی کے بھیّا　　　عایشہ بی بی کے کنور کنھیّا

کس خوبی و ذوق شوق سے بر سر تخت بیٹھکر پڑہا جاتا ہے سامعین کو وجد آتا ہے اب فرمائیے رسول اللہ و اُن کی ازواج کی یہ توہین و تحقیر یہ تذلیل جو برسر عام ہوا کرتی ہے یہ کس مذہب و ملت میں روا ہے اور مرثیہ جن میں حالات و واقعات ظالم و مظلوم بیان کیئے جاتے ہیں وہ کس حرود کے نزدیک توہین تصور ہونگے ہاں تم یا تمہارا امیر مقبولہ جس نے مدّاح اہلبیت کی ہجو کی اُن کے ساتھ تمسخر کیا البتہ بہ تقلید اپنے آبا و اجداد شامیان ظالم کہو جی میں آئے کہو مگر یہ کچھ بھی لگاؤ اسلام اور ایمان سے ہوگا وہ بیان مصائب اہل بیت و مظالم دشمنان خدا و رسول کو سنا رونا رولانا اور اُنکے دین پر لعنت کرنا سعادت کونین سمجھے گا -

میاں جوہر النسان کے مرثیوں پر معترض ہیں اور جنوں کے نوحہ و مرثیہ سے بے خبر دیکھو سعادت الکونین مصنفہ مفتی محمد اکرام الدین نبیرہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی و دیگر کتب علمائے اہل سنت میں الشہادتین وغیرہ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے جنوں کو گریہ کرتے سنا جو امام حسینؑ پر نوحہ کر رہے تھے - جنوں کا نوحہ اُس دن بہت لوگوں نے سنا کذا اخرجہ البیہقی فی دلائل النبوت شیخ نصر اللہ مجلی جو ثقات اخیار سے ہیں نہایت وثوق سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے علی ابن ابیطالب کو خواب میں دیکھا عرض کی اے امیر المومنین آپ روز فتح مکہ فرماتے تھے من دخل دار ابی سفیان فہو امن پھر آپکے فرزند حسینؑ پر جو کچھ گزرا ظاہر ہے فرمایا تو نے ابیات ابن الصفی اس باب میں سنی ہیں میں نے عرض کیا نہیں فرمایا اُس کے پاس جا اور سُن میں نیند سے

ہوا کا اور ابن الجعفی کے مکان پر گیا) یہ وہی حص بیص شاعر تھا جس کا لقب شہاب الدین ہے
میں نے دروازہ کھڑکھڑایا وہ باہر نکلے اور اس قصہ کو سنکر چیخ مار کر رونے لگے اور کہا
سنجدا وہ اشعار میں نے ابتک کسی کو نہیں سنائے اور آج ہی رات کو سلک نظم میں
پروئے ہیں بس بعدہ وہ ابیات سنائے جن میں امام حسینؑ کی شہادت
اہل بیت کی مصیبت بیان کی تھی ۔ ابن الاخضر ابن جناب الکلبی سے روایت کرتے ہیں
میں نے قبیلہ بنی طے میں سے ایک شخص سے ملاقات کی اور کہا سنا ہے کہ تو نے
جنوں کا نوحہ جو انھوں نے امام حسینؑ پر کیا تھا سنا ہے ۔ اس نے جواب دیا میں نے
کیا ہے سارے قبیلے کے لوگوں نے سنا میں نے اُس نوحہ کے سننے کی آرزو ظاہر
کی اُس نے یہ شعر پڑھے ۔ مسح النبی جبینہ ۔ فلہ بریق فی الخدود ۔ ابواہ فی علیا قریش
وجدہ خیر الجدود ۔ ابوسعید خدری فرماتے ہیں جنوں کے یہ کلمے حضرت ام سلمہ نے
سنے اور روتے روتے بیہوش ہو گئیں ۔ ابن خالد کہتے ہیں مجھ جابر بن خالد بن عبد الواحد نے خبر دی کہ شہر میں
خوش کہتے ہیں میں حضرت ام سلمہ زوجہ نبیؐ کی رونے کی آواز سنکر انکی خدمت میں گیا اور عرض کی جناب خیر ہے فرمایا
آج امام حسینؑ ظالموں کے ہاتھ سے شہید ہوئے اے خدا اُن کے قالب اُنکی قبر وں کو
آگ سے پر کیجیو یہ کہتے کہتے بیہوش ہو گئیں حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے نوحہ جنوں کا
سنا انکا گریہ عین المشاہدہ ہوا ۔ عمرو بن حبیب بن ابی ثابت حضرت ام سلمہ سے روایت
کرتے ہیں میں نے رسول خدا کے انتقال کے بعد کبھی جنوں کی آواز نہیں سنی مگر امام
حسینؑ کی شہادت کے روز اُن کے نوحہ سے فوراً مجھے امام حسین کی شہادت
کی خبر ملی ۔ حضرت ام سلمہ روتی تھیں اور ان اشعار کو پڑھ کر نوحہ کرتی تھیں ۔ الا یا
عین فاحتفلی بجہد ومن یبکی علی الشہداء بعدی ۔ علی رہط تقودہم المنایا الی متجبر فی الملک العبد

صاحب مہذب فرماتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کی خبر شہادت جب مدینہ منورہ میں آئی
تو ہوا لوگوں کو عجیب طرح کا صدمہ و ملال ہوا ہاں جس قدر بنی امیہ کی قوم میں سے وہاں تھے
وہ بہت خوش ہوئے۔ غنیۃ الطالبین میں روایت ہے جعفر بن محمد رضی سے کہ امام حسین علیہ السلام
کی قبر پر ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے اور اُس دن سے قیامت تک برابر گریہ کرتے رہینگے
اسی کتاب میں حمزہ ناجی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا اور ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں
دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر پر نماز پڑھ رہے ہیں اور رو رہے ہیں۔ اور ہزاروں
روایتیں مرثیہ و نوحہ کے جواز میں لکھی ہیں جن کو مداح اہل بیت نظم کرکے مجلسوں میں
سناتے اور سامعین کو رولاتے ہیں صاحب کشاف حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ
نے فرمایا جو شخص میرے اہل بیت پر ظلم کرے یا انکی ایذا کے درپے ہو اُسپر جنت حرام
ہے۔ مصابیح میں مرقوم ہے آنحضرت نے فرمایا فاطمہؑ میرے جگر کا ٹکڑہ ہے جو
اُسے غصہ میں لایا اُس نے مجھے ایذا دی اس حدیث سے معلوم ہوا اہل بیت کو
ستانا خاص کر امامین حسنین علیہما السلام کو تکلیف دینا رسول اللہ کو ایذا دینا ہے اور
کفر لعنت کا مستحق۔ پس اہل سنت وجماعت کے نزدیک بالاتفاق قاتل حسینؑ و
قتل کا حکم دینے والا کافر و ملعون ہے کذا فی التشریح۔ علمائے حرمین شریفین کا
فتویٰ ہے کہ اولاد رسول اللہ کی اہانت و ایذا اُنپر ظلم کرنا کفر ہے اُنکا فاعل کافر و
مبتدع ہے۔
مولانا ضیاء الدین بھی فرماتے ہیں کہ اولاد رسول مقبول کی اہانت اُنکی ذلت
صریح کفر ہے کیونکہ کلیہ قاعدہ ہے کہ ولد کی ایذا والد کو ایذا دینا ہے پس اس سے
ثابت ہوا قاتلان و حاکمان واہانت و ذلت کنندگان کافر مطلق ہیں اور اُنپر لعنت

کرنا درست ہے۔ امارۃ التنزیل میں وارد ہے کہ یزید گوکہ معرکہ قتال میں حاضر نہ تھا مگر وہ
شتعاب تھا اور قتل امام حسینؑ پر دل سے راضی تھا چنانچہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے
تو ابن عباسؓ نے یزید کو خط لکھا کہ اے یزید میں امید کرتا ہوں کہ حق سبحانہ تعالیٰ تجھے
پھر ملک و سلطنت مبارک نہ کرے گا اس کے بعد کہ تو نے امام حسینؑ کو شہید کر ڈالا
خدائے تعالیٰ تجھے ایسے عذاب سخت میں گرفتار کرے جس کا ذائقہ قیامت تک تجھ کے
اور آخرت کے مخلد عذاب سخت میں گرفتار کرے جا نہار بے بیل مرام اُٹھے۔
پس ابن عباس ایسے فقیہہ کا نسبت دینا یزید کو قتل امام حسینؑ پر کافی ہے۔ اخبار متواترہ
سے ثابت ہے بارہا رسول اللہؐ نے فرمایا نسل معاویہ سے ایک شخص یزید نام پیدا ہوگا۔
جس کے ہاتھ سے میرا فرزند حسین شہید ہوگا۔ بخاری میں مذکور ہے کہ جب یزید نے
سر مبارک امام حسینؑ کے ساتھ انواع انواع کی اہانت کی تو یہ خبر سنکر بعض اصحاب
رسولؐ مختار روتے پیٹتے اس ملعون کے پاس گئے اور کہا اے ملعون تو فرزند رسولؐ
اللہ کے ساتھ اس قسم کی اہانت جائز رکھتا ہے یزید نے اُن بیچاروں کو ناحق شہید
کر ڈالا جو سات صحابی جلیل القدر تھے۔ امام شعبی سے روایت ہے امام حسینؑ کے قتل
کے بعد یزید ملعون نے آپ کی منکوحہ اور بچوں اور بہنوں کو دمشق کے گلی کوچوں میں
پھرایا۔ کتاب مناہج میں لکھا ہے یزید نے قرآن مجید کو ہدف بنایا۔ تہذیب الکاملہ
میں مرقوم ہے یزید لعین نے امام حسینؑ کے سر مبارک میں پیچ گاڑھی اور طرح طرح کی
اہانت قسم قسم کی ذلت سے پیش آیا۔ قصص سلاطیہ میں مرقوم ہے یزید ملعون نے سر
مبارک امام حسینؑ کی اول اہانت کی پھر مدینہ میں بھیجا اس کے بعد تخریب مدینہ کے
لیے لشکر بھیجا اہالیان مدینہ کو غارت کیا پانسو صحابہ کبار کو شہید کیا مسجد نبوی میں

تین روز تک تاگ ودو کی لوگون کو نماز نہ پڑہنے دے ام المومنین ام سلمہ کا تمام مال
اسباب لوٹ لیا بقیہ آل رسول کو قیدیون کی طرح گرفتار کیا مشکواۃ مین مرقوم ہے
امام حسین کے سر مبارک و ریش کو وسمہ نیل سے رنگا ہوا یزید کے تخت کے روبرو رکھا
مسلم و بخاری مین روایت ہے امام حسین کا سر مبارک طشت مین رکھکر کوفہ کے عبداللہ
بن زیاد کے روبرو پیش کیا وہ مردود آپ کی ناک اور دانتون مین نیزہ مارتا اور تمسخر اور استہزا
کرتا اور بطریق بے حرمتی بیہودہ باتین کرتا۔ اہل سنت و جماعت کے گروہ محققین نے
صرف قتل امام حسین کی وجہ سے یزید کو قطعی کافر کہا ہے۔ قطع نظر اُن معاصی کے
جو اپنے زمانہ مین اُس نے مباح اور جائز کردئے تھے فی الجملہ یزید مبغوض ترین مردم اور
مقبوح ترین خلائق علمائے اہل سنت و جماعت کے نزدیک ہی خدا اور فرشتے اور
تمام مومن مرد و مومنہ عورت کی لعنت ہر لحظہ و ہر لمحہ اُس پر اُس کے پیروان پر
اُس کے یار و مددگار اُس کے لشکر اُس کے خادمون پر ہو چیولتے کلامہ فی سعادت الکونین
جزاہ اللہ خیرا۔
اب جوہر صاحب ایک خطبہ مندرجہ تاریخ روضۃ الصفا جسے وہ بزعم خود شیعون کی کتاب
نادانی سے سمجھے ہوئے ہین جو آنحضرت نے مرض الموت مین فرمایا لکھتے ہین۔
اس خطبہ کا خلاصہ یہ ہے۔ یا ایھا الناس وصیت من بشما آنکہ بہ مہاجرین اولین
احسان کنید و وصیت میکنم مہاجرین راکہ باہم طریقہ نیکوئی مسلوک دارید۔ بعدہ سورہ
والعصر خواندہ فرمود ہر کس کہ با خدائے تعالے خداع نماید خود فریفتہ و منکوب شود
آیہ کریمہ فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم۔ بخواند ترجمہ
مقبولہ جوہر یعنی از شما می آید کہ چون منصب امارت و حکومت یابید بسبب تکبر و تعظیم

وبہ کثرت جاہ در زمین فساد کنید و قطع رحم نمائید چنانکہ در زمان جاہلیت میکردند۔ و یا معنے آیت
کہ اگر از دین اسلام برگردید و طریقہ زمان جاہلیت را پیش گیرید کہ این فساد است یعنی
خون ناحق و قطع رحم و غارت اسلام۔ فی خلاصۃ المنہج۔ بعدہ فرمود اے معاشر مہاجرین
شما را وصیت میکنم در بارہ انصار کہ چہا احسان کردند۔ ہر کس از شما بر ایشان حاکم شود با نیکو
کاران ایشان نکوئی کند۔ بعد ازان فرمود اے گروہ انصار پس از من جماعتے را بر شما ترجیح خواہند
داشت انصار گفتند یا رسول اللہ با ایشان چہ کیفیت سلوک کنیم فرمود صبر کنید تا بہ حوض
کوثر بہ من واصل شوید عباس التماس نمودہ گفت یا رسول اللہ در شان قریش نیز وصیتے فرمائی
آنحضرتؐ فرمود کہ وصیت میکنم باین امر یعنی خلافت کہ قریش متصدی آن شوند و خلق پیرو قریش باشند
حاشیہ ختم ہے—

جناب امیر پر فرض تھا خطبہ غدیر کو صندوق تقیہ سے نکالکر بدیدہ گریان و سینہ بریان التماس کرتے
کہ مجھے آپ نے محجوب الارث کر دیا چنین و چنان کلمات تمسخر و توہین۔

جواب۔ اب اہل سنت منصف مزاج بنظر تعمق غور کریں کہ خطبہ کے مضامین کیا ہیں اور
رسول اللہؐ کی وصیت آخر وقت میں کس طرز و پیرایہ پر ہوئی اور کیسا صاف صاف آپ نے
بیان فرما دیا مہاجرین اولین کے ساتھ احسان کرنا مہاجرین کو باہم سلوک سے رہنا۔
انصار کے ساتھ نیکیاں کرنا اگر مہاجرین سے حاکم ہو۔ انصار کو صبر و سکوت کرنا تا بہ حوض
کوثر جبکہ کوئی جماعت کو انپر ترجیح دیجاوے۔ پھر آیہ کریمہ کی تلاوت جس کے معنے ہیں کہ
تکبر و تعظیم و کثرت جاہ سے زمین پر فساد برپا کرنا قطع رحم کر کے اسلام کو غارت کرنا آخر میں قریش
کا متصدی خلافت ہونا تمام خلق کو ان کی پیروی کرنا یہ خطبہ کا خلاصہ ہے۔ اب فرمائیے
اس وصیت پر کیا عمل ہوا۔ ابوبکر خاندان قریش سے تھے یا بنی تمیم۔ عمر قریش کے سلسلہ

مین تھے یا مجہول النسب ۔ ہم کہتے ہین مان لیا کہ آپنے عموماً قریش کو مستحق خلافت
قرار دیا تو دیکھنا چاہیئے قریش مین سب سے بہتر و برتر جملہ امور مین کس کے مدارج و مناقب
بڑہے ہوئے تھے آیا حضرت علیؑ کے یا اور قریشیون کے یہہ تشخیص مشکل نہ تھی مثل آفتاب
روشن تھا کہ بعد آنحضرتؐ حضرت علیؑ سردار قریش تھے ۔

قریش بنی ہاشم اولاد عبد المطلب محسن و مربی زادہ رسولؐ ابن عم زوج بتولؑ النفسا مین داخل
بمنزلت ہارونی پر فائض من کنت مولاہ فعلی مولاہ مین شامل حالت جنب مین مثل رسولؐ اللہ
خانہ خدا مین رسائی عابد و زاہد ترین بنی آدم اشجع الناس اعلم الناس غرضکہ بعد رسولؐ اللہ بہمہ صفت
موصوف ع آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ۔

اب اگر ابو بکر کو خاندان قریش مین جوہر ناقہم براہ تعصب و کج بحثی شامل ہی کئے جاوین تو تکمیل الایمان
شیخ عبد الحق دہلوی کا صفحہ ۱ دیکھین و اول بطن قریش اشارت بہ ابو بکر صدیق کرد کہ از بنی تمیم بود
خاندان بنی عدی خلیفہ ثانی کا مشہور ہے ۔ خالد بن ولید ہمیشہ الیسر بن حنتمہ کہتے تھے
مہاجرین خالد ہمیشہ تشنیع کرتے عمرو عاص باآنہمہ بلند نشینی جو کچھ اُن کے حق مین فرماتے تھے
تحفہ اور ازالۃ الخفا مین موجود ہی صد ۱ ۔ خولہ بنت حکیم صحابیہ نے جس کا قول خدا نے
بالائے سبع سموات سنا جو کہا معلوم ہے ۔ کہ عمیر سے عمر ہوا عمر سے امیر المومنین اب خدا سے
ڈر صد ۲ ۔ عباس عم اشرف الناس نے جو ارشاد فرمایا اعضلت اللہ سیظر امت کما فی کنز الاعمال
خود خلیفہ دوم نے جو لاعلمی اپنے نسب سے ظاہر کی ازالۃ الخفا مین مذکور ہے اور تفصیل
اسپر ہیچ شرافت نسبی کی تین پشت تک روض الانف سہیلی اور تاریخ اور کتاب المعارف
و تاریخ ابن کثیر شامی اور مثالب کلبی مین مسطور ہے ۔

کنز الاعمال مین ہے جب ابو ہریرہ نے یہ حدیث بیان کی ولد الزنا بدترین ثلثہ سے ہے

یعنی زانی وزانیہ سے بدتر ہے تو فوراً عبد اللہ ابن عمر خلیفہ زادہ نے اُس حدیث نبوی کی جو ابو ہریرہ نے بیان کی تردید کرکے کہا ولد الزنا خیر الثلاثۃ یعنی زانی وزانیہ سے بہتر ہے — مسلمانو! ذرا خواب غفلت سے چونکو اور آنکھیں ملکر دیکھو ولد الزنا کس قوم وملت میں اچھا سمجھا گیا ہے چہ جائیکہ کہ اسلام جو اشرف ادیان ہے —

ہم پوچھتے ہیں در آنحالیکہ رسول اللہ نے مہاجرین کو اس خطبہ میں عموماً مخاطب فرمایا تو انہیں قریش بھی تھے کیونکہ خطاب عام مہاجرین سے ہے پس حضرت عباس کا یہ التماس کرنا کہ درشان قریش نیز وصیتے فرمائی آنحضرت فرمود وصیت بسلیم باین امر یعنی خلافت کہ قریش متصدی آنشوند وخلق پیرو قریش — تو اس التماس عباس و وصیت رسول اللہ کا کیا مطلب ہوا — صاف ظاہر ہے کہ پہلے آپ نے عام خطاب کیا اور عباس کے عرض کرنے پر خاص قریش کو متصدی خلافت فرمایا تو یہ تخصیص سوائے بنی ہاشم کے اور کس پر صادق آئیگی جسمیں حضرت علیؑ منتخب و برگزیدہ خدا ورسولؐ تھے —

پس اس سے صاف وصریح وصیت خلافت بحق علیؑ ابن ابی طالب اور کیا ہوسکتی ہے — اور اس فقرہ نے کہ پس از من جماعتے را بر شما مرجح خواہند داشت صبر کنید تا لب حوض کوثر بمن واصل شوید یہ اشارہ ہے اسی جماعت پر کہ ابوبکر و عمر خاندان قریش سے نہ تھے بلکہ غیر جماعت ورنہ جماعتے فرمانے کی کیا ضرورت تھی — اور تلاوت آیہ کریمہ فہل عسیتم الی آخرہ سے یہی مراد ہے کہ یہ لوگ زمین میں مفسدہ کرینگے حب جاہ و ثروت کرینگے اسلام کو غارت کرینگے جیسا آنحضرت نے ابوبکر سے فرمایا کہ خبر نہیں تم دین میں کیا کیا ایجاد ین کروگے پس یہ آیہ کریمہ آخر وقت میں اسکی مثبت ہے — اور فقرہ قریش متصدی خلافت شوند حدیث غدیر کا مؤید پس حضرت علیؑ کو خطبہ غدیریہ کی یاددہانی ضرور نہ تھی مگر ابوبکر کو فرض عین تھا جن کا خزینہ خلافت دو ہی چار قدم سے کے فاصلہ پر پردہ کی آڑ میں موجود تھا رسول اللہ کے قدموں پر سر رکھکر با چشم گریان و سینہ بریان عرض کرتی

کہ یا حضرت گو کہ مین اذل بطن قوم قریش ہون مگر حضور نے براہ غریب نوازی و کمینہ پروری میری بیٹی صدیقہ سے میری خلافت کی نسبت ارشاد فرمایا اور تاج و تخت خلافت سے ممتاز کیا اگر حکم ہو صدیقہ کے سینہ صاف تراز آئینہ سے جسمین صندوق سکینہ چھپتا ہون نکال کر پیش کرون یا حضور ہی پکار کر دریافت فرمالین اب عام قریش کو مقصد ہی خلافت فرمانا میری حق تلفی میری آبرو ریزی میری بیچ ہستی میری ذلت کا باعث ہے اور جس کاہن و راہب سے مین نے آپ کی وزارت پانے کی خوش خبری سنی تھی وہ بھی جھوٹا ہوتا ہے پس جیسا آپ نے میری رذالت پر خیال نہ فرما کر میری نور نظر لخت جگر صدیقہ سے خلافت کا وعدہ فرمایا ہے اب اس مجمع مین بھی صاف صاف فرما دیجیئے ورنہ بعد آپ کے صدیقہ کو مکذوبہ کہین گے اور اُس کی باتون پر لوگ اعتبار نہ کرین گے تو حضرت کو حدیث سابق و حال یاد آجاتین اور بر سر عام اُن کا اعادہ فرما دیتے چلو قصہ طے ہوا نہ شورہ کی ضرورت ہوتی نہ پنچایت کی ۔

دوسرا سوال سائل کا جو ہر نافہم سے یہہ ہے کہ اگر حدیث صحیح دربارہ خلافت موجود ہے تو شورہ کی کیا ضرورت تھی اور یہہ شورہ مخالف حدیث ہے یا اُس کی مطابق ۔

جوہر نے جواب مین ایک حدیث لکھی ہے ۔ ترجمہ بخاری مین عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر زید مارا جاوے تو جعفر طیار سردار ہو اگر جعفر بھی مارا جاوے تو عبداللہ بن رواحہ سردار ہو ۔ یہہ حضرت نے اُس وقت فرمایا جبکہ جنگ موتہ مین زید بن حارثہ کو سردار کیا تھا ۔ چنانچہ تینون سردار جب مارے گئے مسلمانون نے خالد بن ولید کو سردار بنایا اور خدا نے اُن کی تدبیر سے فتح نصیب کی ۔

پس ایک لشکر میں درجہ بدرجہ کئی سردار مقرر کرنا درست ہے جیسا کہ فعل انگریزوں کا قاعدہ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اجماع مسلمین حجت ہے جس کو مسلمان اپنا سردار بناویں وہ خدا اور رسولؐ کو پسند ہے جیسا خالد کو لوگوں نے سردار بنایا اور حضرتؐ نے پسند فرمایا کچھ انکار نہ کیا ایسا ہی صدیق اکبر کی خلافت شورہ سے ہوئی تو صاف معلوم ہوا کہ مرضی خدا اور رسولؐ کے مطابق یہ کام ہوا۔

ہم کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے یکے بعد دیگرے تین شخصوں کو سردار ہونے کا حکم دیا اگر شورہ مستحسن و ممدوح ہوتا تو ایک سردار کو مقرر کرکے فرما دیتے کہ بعد شہادت اس کے مسلمان شورہ کرکے سردار تجویز کرلیں مگر ایسا نہیں ہوا۔ خالد کا سردار ہو جانا۔ اور فتح پانا اتفاقیہ امور ہیں۔ جب خالد سرداری کے واسطے منتخب ہوا تھا تو آنحضرتؐ وہاں موجود نہ تھے کہ پسند و ناپسند اقرار و انکار فرماتے۔ جب بعد فتح لشکر واپس آیا تو پھر ناپسندی و انکار کا کیا موقع تھا انگریزوں کا قاعدہ یہ نہیں ہے کہ سپاہی و سوار کسی سردار کو منتخب کریں ان کی فوج میں نمبروار سردار ہوتے ہیں جن کا استحقاق یکے بعد دیگرے سرداری کے واسطے پہلے ہی سے انتخاب ہو جاتا ہے عوام سپاہی و سوار کو کچھ دخل نہیں ہوتا نہ ان کی رائے لیجاتی ہے۔

جوہر نافہم قواعد انگریزی سے ناواقف ہیں۔

اب جوہر نے اقوال جناب امیرؑ دربارہ شورہ لکھے ہیں جن کو ہم پہلے ہی اس رسالہ میں لکھ چکے ہیں ان سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ امام شورہ ہے۔ سو ہم بھی منظور کرتے ہیں کہ شورہ کے سردار ہیں نہ رسول اللہ کے خلیفہ جنکو خدا اور رسولؐ نے مقرر کیا۔ جوہر نے آیہ وشاورھم فی الامر لکھ کر آنحضرتؐ کا اصحاب سے شورہ کرنا شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے بیشک

خدا کا حکم ہے مشورہ کرو اپنے امور میں - اس کا کون منکر ہے اور آنحضرتؐ نے بھی بعض اوقات اصحاب سے مشورہ کیا ہوگا مگر تقرر خلافت میں مشورہ کرکے خلیفہ بنا لینا کسی آیت و حدیث سے ثابت کرو تب ہم مانیں ورنہ خانگی امور میں صلاح و مشورہ کو منع نہیں کرتا اور درست بھی ہے -

اب ایک آیت لکھی ہے - والذین استجابوا لربھم واقاموا الصلوٰۃ وامرھم شوریٰ بینھم - یعنی - اجابت کیا اپنے خدا کو اور قایم کیا نماز کو اور مشورے کیا اپنے امور میں پھر اس سے کس کو انکار ہے مشورہ اپنے کاموں میں جایز ہوا - اب ایک حدیث لکھی ہے بخاری و مسلم میں عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے آنحضرتؐ نے فرمایا سب لوگوں سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہیں پھر وہ جو انسے ملے ہوئے ان کے صحبت یافتہ پھر تبع تابعین بعدہ ایسے لوگ ہونگے جو جھوٹی گواہیاں دینگے اور دروغ بنانے کا پیشہ ہوگا - حاشیہ جوہر -

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ کے بعد حضرت کی صحبت کی برکت سے تین زمانوں تک خیریت غالب رہیگی بعد ازاں کم ہوجائے گی - ہر زمانہ میں کچھ اہل حق قایم رہینگے اگرچہ اہل باطل بہ کثرت ہوں - اسکی تائید - منہج الصادقین کی ایک حدیث نقل کی ہے -

اہل سنت کو ان تین زمانوں کا مقلد قرار دیا ہے باقی بدعات وغیرہ -

ہم کو بھی اقرار ہے کہ ہر زمانہ میں خاص و عام کی تمیز رہی - آنحضرتؐ نے اپنے زمانہ کے لوگوں کو سب سے بہتر فرمایا بیشک خاص اور برگزیدہ لوگ ایسے ہی تھے نہ عوام منافق و مخالف خدا و رسولؐ کیونکہ اگر عام کیواسطے یہ بہتری قبول کیجائے تو منافق جو آنحضرتؐ کے زمانہ میں بہ کثرت موجود تھے ان کی گنجایش کہاں اسی طرح ہر عہد میں اہل حق تھوڑے

اور اہل باطل بہت تھے چنانچہ اسی زمانہ مین دیکھلو ۔ جھوٹی شہادت کی ابتدا جنگ جمل سے اسلام مین قایم ہوئی جبکہ باغوائے طلحہ وزبیر وغیرہ جناب عائیشہ سے لوگون نے بحلف بیان کیا کہ یہہ مقام حواب نہین ہے جسکی خبر رسول اللہ نے دی تھی مگر تعجب ہے کہ اسوقت تک آپ کی صحبت سے فیضیاب بہت سے اصحاب مثل زبیر وغیرہ موجود تھے مگر صحبت نبوی کا کچھ اثر نہ ہوا۔

ہر کرا روئے بہ بہبود نبود دیدن روئے نبی سود نبود

اب جوہر خود فروش کہتے ہین کہ خدا نے تمام کتب سماویہ مین کسی جگہہ خلافت یا امامت کو منصوص من اللہ یا اصول دین نہین فرمایا ہے ۔ تین آیات قرآنی لکھکر کہتے ہین دیکھو ان جملہ آیات بینات سے خلافت وامامت منصوص من اللہ نہین سمجھے جاتی ۔ اول آیت وجعلکم ملوکا واتکم مالم یوت احد من العلمین یعنی بنایا ہم نے تم کو بادشاہ اور دین وہ نعمتین جو کسی کو عالم مین سے نہین ملین دوسری آیت ھوالذی جعلکم خلائف فی الارض یعنی تم کو خلیفہ ہائے زمین ہم نے بنایا ۔ تیسری آیت ۔ ونجعلھم ایمۃ ونجعلھم الوارثین ۔ یعنی بنایا تم کو پیشوایان دین اور بنایا وارث اموال وامتعہ واملاک ۔

ناظرین نے دیکھا ہوگا جوہر خودغرض نے آیہ وعد اللہ الذین وثم جعلناکم الے اخرہ ۔ مین خلفائے ثلثہ کو مصداق آیات کریمہ کا قرار دیا ہے اب یہان کل آیات سماویہ سے انکار یعنے خلافت وامامت منصوص من اللہ نہین ہیں ایسے مضطرب الحواس سے کیا بحث کیجاوے ۔ تف بایں بے شرمی ۔ ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ آیات موصوفہ مین کس صراحت کے ساتھہ بادشاہ وخلیفہ وپیشوایان دین مقرر کرنا ۔ خدائے جل وعلے فرمارہا ہے مگر اندھون کو نہین سوجھتا وہی ایام جاہلیت کی جہالت کہ خدا ورسول کچھہ ہی فرمائین ہم نہین سنتے ۔ سچ ہے جب دلون پہ

آنکھوں پر کانوں پر گاڑھے پردے پڑے ہوئے ہیں تو کیونکر دکھائی دے لیں بیعت بادشاہت
خلافت پیشوائے دین ہیں منصوص من اللہ ہے جناب امیرؑ و ائمہ اطہار مصداق ٹھہرے اور
آیات وَعَدَ اللہُ و ثُمَّ جَعَلْنٰکُم ہیں انہیں کے مثل و قائم مقام ذٰلِکَ فَضْلُ اللہِ یُؤْتِیْہِ
مَنْ یَّشَاءُ ۔

اب جوہر نادان کہتے ہیں کہ اگر شیعہ یہ ملو کہ کہ الیہن کہ جناب امیرؑ افضل و معصوم تھے اُس پر اہل شوریٰ کا
اتفاق کیوں نہ ہوا تو اس کی بھی تردید کلام مجید میں موجود ہے قولہ تعالیٰ اِنَّ اللہَ قَدْ بَعَثَ لَکُمْ
طَالُوْتَ مَلِکًا معنے بہ تحقیق برانگیخت برائے شما طالوت را بادشاہ فرماں فرمائے و او از فرزندان
بنیامین بن یعقوب بود ۔ دیکھو طالوت مفترض الطاعت تھے معصوم و افضل نہ تھے بلکہ حضرت
شمویل و حضرت داؤد علیہم السلام بھی اُسی وقت میں موجود تھے یہ دونوں نبی برحق تھے
طالوت نبی نہ تھے ۔

پھر اس سے کیا حاصل ایک زمانہ میں صدہا نبی ہوا کرتے تھے جہاں جن کو خدمت سپرد ہوئی احکام
خداوندی کی تبلیغ کرتا ۔ طالوت اگر مفترض الطاعت تھے تو ضرور معصوم تھے کیونکہ اُن کو
خدا نے بادشاہ اور رہبر دین بنایا تھا طاعت و فرمانبرداری اُسی کی دین میں لازم ہے
جو معصوم ہو پس اگر مفترض الطاعت تھے تو بالضرور معصوم ہونگے تم کل انبیاؑ کو معصوم نہیں
کہتے تمہاری باتوں کا کیا اعتبار ۔

اب جوہر نے روایت روضۃ الصفا سے بیعت جناب امیرؑ با ابوبکر لکھی ہے ۔
اس کا جواب ہم حدیث عائشہ سے لکھ چکے ہیں ملاحظہ ہو حدیث بیعت ۔

اب جوہر نے روایت روضۃ الصفا در بارہ بیعت جناب امیرؑ بعد قتل عثمان لکھکر مشابہت بیعت
ابوبکر و بیعت جناب امیرؑ کی ہے اور شوریٰ کو بنیاد خلافت قرار دے کر لکھا ہے کہ جناب امیرؑ

کی بھی خلافت شورہ سے ہوئی نہ خطبہ خم غدیر سے - شروع روایت این مصنف تاریخ لکھتا ہے - رواتِ اخبار در کیفیت بیعت آنحضرت اختلاف کردہ اند وانچہ بصواب نزدیک تر است آن است چون از واقعہ عثمان سہ روز گزشت سرِیان از امیر المومنین علی التماس نمودند کہ بر حال رعایا و برایا التفات نمودہ مسند خلافت را زیب و آرائش بخشد شاہ ولایت پناہ فرمود کہ رضا و عدم رضائے شما در امور خلافت مدخلے ندارد چرا کہ این مہم ذمہ اہل بدر است سرِیان این کلمات بہ آن سعادتمندان رسانیدند جمہور اصحاب نبوی ہمراہ ایشان بدولت خانہ حضرت امیر آمدہ عرض کردند کہ عثمان سہ روز است کہ از عالم رفت جہانیان را بے امام چارہ نیست لہذا تر او لے و احق میدانیم خلافت قبول فرمائی امیر المومنین فرمود بعد از عمر خواہش بود اکنون نمی خواہم کہ قبول سازم ہر کرا شما انتخاب نمائید من متابعت نمایم چون مبالغہ یاران بحد افراط رسید امیر المومنین فرمود بے حضور طلحہ و زبیر این مہم انجام نرسد شخصے بہ طلب آنہا رفت بیامدند مالک اشتر طوعاً و کرہاً آورد امیر المومنین فرمود از شما دو کس کہ میل خلافت دارد من با و متابعت نمایم ایشان گفتند باوجود تو کرا تمنائے خلافت در خاطر گزرد و بعد از ان خلافت علی مرتضے قرار گرفت نخست کہ دست بر دست آنحضرت رسانید و بیعت کرد طلحہ بود - یہ خلاصہ روایت کا ہے -

اب ناظرین ملاحظہ کریں - مورخ پہلے ہی لکھتا ہے کہ کیفیت بیعت میں بہت کچھ اختلاف ہے مگر بصواب نزدیک تر آنست پس یہ اُن کی رائے ہوئی اگرچہ اختلافات لکھ کر اپنی رائے دیتا تو بھی کچھ وزن ہو سکتا تھا اور ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ مصنف روضۃ الصفا متعصب سنی ہے شیعوں پر اُس کی روایتیں اور افسانے حجت نہیں جیسا کہ روایت بیعت جناب امیر بہ ابوبکر کوئی نادان و نا سمجھ بھی ایسی جھوٹی باتیں نہ بکے گا جس کی تردید حدیث بیعت مقبولہ جناب عائشہ سے بخوبی

ہوگئی۔

پس اس روایت بیعت پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ اور پھر اس روایت میں بھی تو شورہ ہونا ثابت نہیں صرف مصریوں کے اصرار سے لوگ جمع ہوگئے اور وہاں میں ہاں ملا دیا دیکھو زبیر و طلحہ کا ردّ و انکار کہ بُلانے پر بھی آنے سے اغماض کیا اور طوہاً و کرہاً آئے کیا اسی کو شورہ کہتے ہیں اصحاب رسول کا تین روز تک خبر نہ ہونا کہ کون خلیفہ ہوا اور کسے خلافت دینی چاہیئے۔ اصل یہ ہے عہد خلافت عثمان میں دین بالکل برباد ہو گیا تھا اور ظاہری اسلام بھی نیست و نابود ہو گیا تھا بنی اُمیّہ کی جبر تعدی فسق و فجور شراب خواری زناکاری سے انقلاب عظیم واقع ہوا اور وہی جاہلیت کا زمانہ پھر روبراہ ہوا۔ اس لیئے خدائے جل و علا نے دین حق کو غلبہ دیا حضرت علیؑ نے زمام خلافت حقہ اپنے ہاتھ میں لے لی اور ڈوبتی ہوئی کشتی دین کو سنبھال لیا شریعت محمدی کو دوبارہ رونق دی اور اسلام حقیقی کی آبرو رکھ لی۔ یہ مصلحت وقت اور احکام خدا و رسولؐ کی تبعیت۔

جیسا جو ہر نے صفحہ ۱۶۴ ترسٹھ اسرار الہدیٰ میں لکھا ہے احقاق الحق کے مسئلہ خاص میں

كَانُوا فِي هٰذَا السُّكُوتِ مُرَاعِيْنَ بِمَا وَصَّى بِهِ النَّبِيُّ عَلَيْهِمَا مِنَ الصَّبْرِ وَعَدَمِ مُجَادَلَةِ الثَّلٰثَةِ

ترجمہ۔ تمام نبی ہاشم رعایت سکوت کی اس بارہ میں کرتے تھے اس لیئے کہ رسولؐ خدا نے وصیت صبر و نہ کرنے جنگ خلفائے ثلثہ کے ساتھ کی تھی خاص واسطے وفاداری برحال مسلمانان ضعیف و حفاظت دین۔

اب خیال کیجئے وصیت صبر و سکوت سے کیا مراد ہے یہی نہ کہ خلفائے ثلثہ غصب خلافت کرینگے مگر تم باوصف احق و مستحق تر خلافت کے صبر و سکوت کرنا اور جنگ و جدال خلفائے ثلثہ سے نہ کرنا تاکہ مسلمانان ضعیف جو سچے دل سے خدا اور رسول پر ایمان لائے ہیں محفوظ رہیں

اور اُنسے دین کی حفاظت ہو ورنہ یہہ لوگ قتل ہونگے اور دین حقیقی تلف ہو جائیگا۔ خلفائے ثلثہ کی خلافت اگر بحق ہوتی تو صبر و سکوت کی وصیت کی کیا ضرورت تھی۔ صبر و سکوت ایسی حالت میں کہا جاتا ہے جبکہ کوئی ظلم ہو یا امور ناقابل برداشت پیش آئیں اُسپر سکوت کی ہدایت و وصیت ہوا کرتی ہے۔

آنحضرتؐ نے بھی زمانہ قیام مکہ میں ظلم کفار اشرار پر خدا کے حکم سے صبر و سکوت فرمایا اور ہر طرح کی ایذائیں سہتے رہے باعث یہہ تھا کہ ضعیف مسلمانوں کی حفاظت رہے اور رشید سچے اسلام ہوتی رہے اگر شروع ہی سے جنگ و جدال پر تُل جاتے تو جو بیچارے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تھے اُنکا خاتمہ ہو کر دین برباد ہوجاتا یا آنحضرتؐ ہی کی شہادت ہو جاتی پھر کون دین خدا کا حافظ تھا۔ ایسا ہی جناب امیرؑ کو ظلم منافقین امت غصب خلافت وغیرہ پر صبر و سکوت کرنیکو رسول اللہؐ نے وصیت فرمائی تاکہ کامل الایمان مسلمان جو بہت ہی کم تھے اور ضعیف و مغلوب وہ محفوظ ہیں اور اُن کے سبب سے دین حقیقی بنا رہے ورنہ اُنکا اور حضرت علیؑ کا خاتمہ ہو جاتا پھر اسلام حقیقی کہا اور دین خدا کو۔ دیکھو اہل سنت کے اعتراض کا جو بوجہ نادانی و کج بحثی سے کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے ابوبکر سے کیوں نہ خلافت چھین لی اور ذوالفقار سے سب کو کیوں نیست و نابود نہ کر دیا بالکل قلع قمع ہو گیا۔ حضرت علیؑ نے بعینہ رسول اللہؐ کی تقلید کی اور اُن کی وصیت پر عمل کیا۔ دیکھو حضرت ابوذر و عمار یاسر وغیرہ پاک ایمانوں کا بعہد خلافت عثمان کیا حال ہوا کیا ہلاک ہونے میں کچھ شبہہ تھا مگر زندگی تھی اور دین خدا کی حفاظت منظور۔ لہذا زندہ و صحیح سالم رہے۔ یہی لوگ ضعفائے اسلام تھے جن کا اشارہ وصیت رسول اللہؐ میں ہوا ہے مشابہت بیعت ابوبکر و جناب امیرؑ جو ہر کج فہم نے سمجھی ہے بعد المشرقین زمین آسمان کا

فرق - دیکھو بنی سقیفہ کا مجمع و شور و شر مار پیٹ دھما چوکڑی برو بیعت ابوبکر - ابوبکر جو دو با چشم گریان و سینہ بریان رسول اللہ کا غسل و کفن و دفن چھوڑ کر خلافت کیواسطے دوڑ پڑے سے گئے عمر کو اپنی حمایت و ہمزبانی کے لیئے ساتھ لے گئے وہاں جو حرص و آرزو سے خلافت میں گفتگوئیں ہوئیں طشت از بام ہیں چھ مہینے تک بیعت کا سلسلہ جاری رہا بلکہ ایک گروہ نے بیعت ہی نہ کی -

حضرت علیؑ کے آستانہ ہدایت پر خود خلقت حاضر ہوئی پیرون پر سر رکھکر عجز و الحاح سے زاری کی آپ کو اپنا پیشوا و امام و مقتدا قبول کیا اپنی کردار سے توبہ کی حق حق کی آوازیں بلند ہوئیں باطل جہان سے نابود ہوا ؎

با قیلونی سلونی صد ہزاران فرق ہاست
ہر خرے را ہمقابل با غضنفر داشتن

اب جوہر نا مصنف نے چند غزوات میں ابوبکر کا سردار لشکر ہو کر جانا لکھا ہے از انجملہ امیر حج و نشان یا جنگ خیبر و امامت نماز وغیرہ ہیں جنکا جواب صفحہ ۲۲ لغایت ۲۷ و ۴۸ و ۵۵ میں ہم لکھ چکے ہیں اعادہ کی ضرورت نہیں +

اب جوہر ناہم لکھتے ہیں یہانتک جو کچھ مذکور ہوا وہ دربارہ شوریٰ ہوا -

ہم کہتے ہیں سائل نے کیا سوال کیا اور تم نے کیا جواب دیا سوال از آسمان جواب از ریسمان اسکو کہتے ہیں - سائل پوچھتا ہے کہ اگر حدیث خلافت صحیح ہے تو شوریٰ کی کیا ضرورت تھی اور پھر شوریٰ مخالف حدیث ہے یا مطابق - جوہر ناہم نے ابتدا سے احادیث خلافت کو بالائے طاق نسیان رکھ دیا اور لگے شوریٰ کا راگ الاپنے پس ظاہر ہوا کہ جو حدیثیں تم نے نص خلافت ابوبکر میں لکھی ہیں وہ سب جھوٹی اور بے اصل ہیں تب ہی تو انکو چھوڑ چھاڑ شوریٰ کے میدان میں آکودے اور شوریٰ ہی کو بنیاد خلافت قایم کر دی - اگر ان حدیثوں میں کچھ بھی راستی کا لگاؤ ہوتا

تو ان کو ترک کرے شوہر سے رجوع جانا چہ معنی دارد صاف کہی جاتی حدیثیں نقض خلافت اپنی وجود
وسوسہ میں شوہر سے کی کیا حاجت مگر ختم کیا گر دروغ گو را حافظہ نباشد سب سر دیا باتیں ایسی ہی ہوا
کرتی ہیں اور جب کسی بات کی اصل ندارد ہوتا ہے تو جواب میں کچھ بن ہی نہیں پڑتی قاعدہ ہے
جب سانپ پر مار پڑتی ہے تو ادہر ادہر سوراخوں میں سر چھپاتا پھرتا ہے کہ کہیں پناہ ملجائے
مگر مارنے والے اس کا سر کچل ہی ڈالتے ہیں۔ پس سوال کو مکرر دیکھو اور ہوش میں آکر جواب صاف
دو ورنہ یہ طوق گران تمہاری گردن میں تا قیامت رہیگا اور روز حشر جواب دینا ہوگا۔ ناظرین
کو معلوم ہے کہ بحث خلافت میں ہی اور اسی کے بابتہ سوال وجواب مگر چونکہ جوہر سب سے زیادہ جوہر
کو حضرت علیؑ کے ساتھ بغض دلی و عداوت قلبی ہے لہذا جہانتک زبان میں گویائی کی
طاقت ہی اور بیہودہ سرائی کی لیاقت تہی اُس میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا ایسے خارج از دین و
ایمان سے کیا بحث کیجاوے اب چند آیات بینات لکھکر اُن کے معنی ومطالب میں تاویلیں و
توجیہیں رکیک کی ہیں اور مثل سگ دیوانہ بھوک بھوک کر اپنی جان دی ہے۔ آیات
بینات میں ابتدائے اسلام سے بحثیں ہوتی چلی آتی ہیں ہزاروں کتابیں طرفین کی ان کی بحث میں بھری
پڑی ہیں مگر نور خدا وحق ہمیشہ غالب رہا اور باطل ہر حال وقال میں نابود و پست ہوگیا۔ جب
جوہر نافہم کا حدیثوں میں یہ حال ہے تو آیات خدا کے معنے ومطالب پر جناب کی رسائی کہ ہو سکتی

ہے ؎

تو کار زمین را نکو ساختی
کہ بر آسمان نیز پرداختی

ہر آیت میں ملا کاشانی کی تفسیر کا حوالہ دیا ہے اور جوڑ و پیوند ملا کر اپنے خاطر خواہ معنے بنالیے
ہیں اور اصل مطلب سے ہزاروں کوس دور جا پڑے ہیں ایسے کج بحث اور ہٹ دہرم کو کیا کہئے منجملہ آیات
بینات کے ہم وہ آیہ لکھتے ہیں جس پر زیادہ تر زور دیا جاتا ہے اور تعلق خاص سے ہیں۔

اول آیہ مباہلہ فقل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین — ترجمہ۔ پس بگو ایشان را کہ بیائید با قصہ ادب تا از برائے مباہلہ پسران خود و پسران شما و ما زنان خود را و شما زنان خود را و ما نزدیکان خود را و شما نزدیکان خود را بخوانید پس لعن کنیم بر کاذب خود پس بگردانیم لعنت خدا بر دروغ گویان۔

مطلب یہ ہے کہ نصرانیان نجرانی نے آنحضرتؐ سے مباہلہ چاہا کون صادق ہے کون کاذب۔ آنحضرتؐ کو خدائے جل و علیٰ کیجانب سے حکم ہوا کہ کہو ان نصرانیوں سے کہ تم اپنے لڑکوں و عورتوں کو و نزدیک تر رشتہ داروں کو لاؤ ہم اپنے لڑکوں عورتوں نزدیک تر کو لاویں اور کاذب پر لعن کریں تاکہ حق و باطل ظاہر ہو جاوے۔

پس نصرانیان نجران نے جب دیکھا کہ آنحضرتؐ بہم حضرات حسنینؑ و حضرت فاطمہؑ و حضرت علیؑ میدان امتحان میں تشریف لائے تو انکی کمر ہمت ٹوٹ گئی اور اپنے اقوال و کردار سے باز رہ کر رسالت محمدیؐ کے قائل ہو گئے۔ پس انصاف و ایمان سے کہئے کہ حضرت علیؑ رسول اللہؐ کے نفس بحکم خدا قرار پائے اور انفسنا میں شامل ہوئے یا کسی غیر کو یہ رتبہ ملا۔ اسمیں تو جوہر کج فہم نے بھی سکوت کیا ہے ورنہ کیا عجب لکھ دیتے کہ صحیح اصحابنا و اصحابکم و ازواجنا و ازواجکم و انصارنا و انصارکم تھا شیعوں نے تصرف کیا ہے۔

جوہر کہتے ہیں ملا کاشانی کی تفسیر ہے۔ اسقف کہ از جملہ احبار بود گفت اے قوم اگر محمدؐ با ہمہ اصحاب خود بیرون آید ہیچ اندیشہ نکنید و با او مباہلہ نمائید کہ او بر حق نیست و اگر با خواص و اقربائے خود بیرون آید از مباہلہ وے حذر کنید۔

ملا صاحب کے قول سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ معاذ اللہ رسول خدا کوئی چیز نہ تھے بلکہ حضرتؐ کے خواص و اقربائے یعنی امام المشارق و مغارب علیؑ ابن ابیطالب وہ قوت

اسد اللّٰہی و ہیبت ہو ہو ہی رکھتے تھے جن کے طفیل مین حضرت رسولؐ خدا بحرانیون پر غالب ہوئے ۔

جواب ۔ یہہ اسقف بحرانی سے پوچھو کہ اُس نے کیون ایسا کہا ۔ ملّا صاحب اُس کا قول نقل کرتے ہین خود نہین کہتے ۔ رسولؐ خدا سب کچھ تھے مگر اُس مقام امتحان وظہور حق و باطل مین ضرور ہے ۔ امام المشارق والمغارب وحضرت حسنینؑ وحضرت فاطمہؑ کی شرکت فی النبوت لازمی تھی تب ہی تو خدائے دانندہ وبینندہ نے اُن کے ہمراہ لیجانے کو ارشاد فرمایا ۔ اگر صرف رسولؐ خدا ہی کی تشریف لیجانے وبذات واحد مباہلہ کرنے سے کام نکل جاتا تو ابنائنا ونسائنا وانفسنا نہ فرماتا پس معلوم ہوا کہ بغیر ہمراہی ان حضرات کے مباہلہ غیر ممکن تھا ۔ اور سچ ہے قوت اسد اللّٰہی و ہیبت ہو ہو ہی کو دیکھکر بحرانی مباہلہ سے باز رہے ورنہ ہزار جنگ سے فرار کرنے والی ساتھ ہوتے تو کیا ہو سکتا تھا اسی لیے اسقف نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر محمدؐ با ہمہ اصحاب خود بیرون آید ہیچ اندیشہ نکنید کیونکہ اُنکی اصل سے وہ خوب واقف تھا ۔

قولہ اگر جناب امیرؑ رسولؐ خدا کے ہمراہ نہ ہوتے تو توبہ توبہ خدا بھی عرش سے اُتر آتا ہرگز رسول اللہ بحرانیون پر کامیاب نہ ہوتے ۔

اقول جب ید اللہ اسد اللہ عین اللہ رسولؐ خدا کے ہمراہ تھے تو خدا کے آنے کی کیا ضرورت تھی انھین کو انفسنا فرما کر ساتھ کر دیا اور بحرانیونپر کامیابی ہوئی ۔

قولہ اگر اپنے اصحاب کو ہمراہ لیجاتے تو حضرت بالکل ہی دائرہ رسالت سے خارج کر دیئے جاتے ۔

اقول خلاف حکم خدا اصحاب کو کیون ہمراہ لیجاتے کیا انبیا علیہم السّلام خلاف مرضی خدا ایسے امور مین اپنی رائے کو دخل دیتے ہین ۔

قولہ خیر تو یہی گزری کہ جناب ولایت مشکلکشا ئے دو جہان حضرت کے ساتھ تھے پھر تو کیا کسی کی طاقت تھی کہ کوئی نجرانی حضرت سے آنکھ ملائے یا میدان مباہلہ مین آئے

اقول اس مین کیا شک ہے خدا نے ایسے ہی مشکل کے کامون مین ہمولائے دو جہان کو مشکلکشا کا خطاب عطا فرمایا ہے ۔ تم نے دیکھا کسی نجرانی نے آنکھ ملائی یا میدان مباہلہ مین کوئی آیا نور کے مقابلہ مین ناریون کی کیا بساط ۔

قولہ چنین ہذیان ۔

اقول تمھارے سلف نے رسول اللہ کو اس لفظ سے یاد کیا تم ملا صاحب کو کہتے ہو کچھ تعجب نہین بیشک سپوت ہو اپنے آباؤ اجداد کی سنت ادا کیے جاؤ ۔

قولہ اگر یہی فرض کیا جاوے کہ حضرت رسول خدا جناب امیر ہی کی بدولت غالب ہوئے تو بھی اس سے زیادہ فائدہ حاصل نہین ہو سکتا کہ مباہلہ مین چند نصرانی نجران کے مغلوب ہوئے ۔

اقول دین حق جاری کرنے کو اس سے زیادہ فائدہ ممکن ہی نہین اور یہی بنیاد حقیقت اسلام ہے ورنہ مار دھاڑ لوٹ کھسوٹ سے کیا ہوتا ہے ۔ انسان کا دل ایسے ہی حقایق و دقائق کو پسند کرتا ہے اور برجوع قلب دین خدا مین داخل ہونے کو اپنی سعادت سمجھتا ہے اصل جہاد یہی ہے خدا کی وحدانیت رسول اللہ کی رسالت کا لطف انہین باتون مین آتا ہے ۔

قولہ تفسیر آیہ مباہلہ مین ملا صاحب تحریر فرماتے ہین ۔ پس ازینجا معلوم شد کہ خلیفہ رسول بعد از پیغمبر بغیر از علی کسے نیست بھلا کہان آیہ مباہلہ اور کہان خلافت کا معاملہ ۔

اقول ملا صاحب کا فرمانا بہت درست ہے جو کریم النفس ایسا ہو دینی مین رسول اللہ کا نفس و نزدیک تر قرابتدار بحکم خدا قرار پاوے آپ کے مقابلہ مین اہل بطن قریش کو کیا منصب خلافت ہے اور کون احمق حق و باطل مین نور و ظلمت مین فرق نہ کریگا ۔

قولہ اگر تمام روئے زمین کے شیعہ جمع ہو کر آیہ مباہلہ میں کوئی لفظ ایسا دکھا دیں جس سے جناب امیر مصداق خلافت سمجھے جاویں تو شاید ہماصاحب کے دعوے کی بھی اہل سنت تکذیب نہ کرسکیں۔

اقول الحمد للہ روئے زمین شیعوں کے قدوم فیض لزوم سے مزین و مملو ہے۔ اگر آنکھیں ہیں دیکھو لفظ انفسنا اس سے زیادہ استحقاق خلافت کا لفظ نہ پیدا ہوا ہے نہ ہو جب جناب امیر ہمدم و ہمنفس رسول اللہ کے ہوئے پھر خلافت کیسی جملہ امور دینی و دنیاوی بر بعد رسول اللہ کے بلا فصل متصرف ہو گئے اسی لیے آنحضرت نے فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

دوسری آیت اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ الی آخرہ۔ ترجمہ بیرون کردند او را کافران از مکہ در حالیکہ دوم دو بود پیغمبر یار خود را گفت اندوہ مکن بدرستیکہ خدائے با ماست و نازل شد سکینہ۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ رسول اللہ کو کافروں نے مکہ سے نکالا آپ کے ساتھ ایک دوسرا تھا جس سے آپ نے فرمایا مت حزن کر ہمارے ساتھ خدا ہے پس نازل کی خدا نے تسلی اپنے رسول پر۔ اس بات پر عام اتفاق ہے کہ رسول خدا کے ہمراہ ابوبکر غار میں تھے۔ یہی مراد ہے خدا کے فرمان کی کہ تھا دوسرا دو کا۔ ابوبکر نے گریہ وزاری شروع کی رسول اللہ نے فرمایا مت حزن کر ہمارے ساتھ خدا ہے اسی پر سکینہ کا نزول ہے یعنی خدا نے تسلی دی۔ غار کی کیفیت و بستر رسالت پر آرام فرمانے کی حقیقت ہم پہلے لکھ چکے ہیں ناظرین پھر ملاحظہ فرمالیں۔

یہ آیہ کریمہ ابوبکر کے یار غار ہونے مصاحب رسول اللہ ہونے خلافت پانے کے لیے

استدلال کیا جاتا ہے۔
لصاحبہ پر زور لگایا جاتا ہے کہ ابوبکر کو خدا نے مصاحب رسول خدا قرار دیا ہے اور
فانزل اللہ سکینتہ علیہ پر کہ خدا نے ابوبکر پر سکینہ نازل کیا۔
ہم کہتے ہیں صاحب السجن حضرت یوسف کے ہمراہ جو مصر کے جیلخانہ میں قیدی تھے انکو
بھی کہا گیا ہے اور بھی اکثر مقام پر صاحب و صاحبہ ہمراہی کے واسطے استعمال ہوا ہے
گو وہ کیسا ہی مسلمان ہو یا کافر وغیرہ پھر اس لفظ پر کیا ناز ہے عربی کا محاورہ ہے کہ ہمراہ
رہنے والے پاس بیٹھنے والے وغیرہ کو صاحب یا صاحبہ کہتے ہیں۔ سکینہ کا نزول گو کہ رسول
اللہ پر باجماع فریقین ثابت ہے مگر خیر ہم نے قبول کر لیا کہ ابوبکر ہی پر سکینہ نازل ہوا پھر اس میں کیا
فخر۔ بہت لوگ روتے پیٹتے اضطراب و قلق ظاہر کرتے ہیں آخر کو خدا انکو تشفی و تسکین کر دیتا ہے
ثبوت یہ کہ انکا غم و رنج سبیل العیش و عشرت ہو جاتا ہے یہی خدا کا سکینہ ہے کہ قلب کو
تسکین ہو جاتی ہے۔ پس جب ابوبکر روتے پیٹتے چلائے اور رسول اللہ کے اس فرمانے
پر بھی کہ مت رو خدا ہمارے ساتھ ہے بھروسہ نہ کیا تو خدا نے اُن کے قلب کو سکون
بخشا۔ مگر خرابی تو یہ ہے کہ باوصف ہمراہی رسول اللہ و پوشیدگی غار و نزول سکینہ حضرت
رسول پھر بھی خوف کم نہ ہوا اور مدینہ جاتے ہوئے سوار کو پیچھے آتے دیکھکر رو دیئے۔
واللہ اعلم کس دل کے انسان تھے کہ ہزار سمجھاؤ اضطراب و قلق جاتا ہی نہیں۔ پس ایسے
شخص کو ایسے افعال پر اگر استحقاق خلافت قرار دیا جاوے تو بجز کور باطنی و جہالت ایام
جاہلیت اور کیا سمجھا جاوے۔
تیسرا سوال سائل اگر ایسی حدیث صحیح نہیں ہے تو اس امر کو آنحضرت نے مجمل کیوں رکھا صاف
صاف طور سے کیوں نہیں فرمایا کہ میرے بعد فلاں اُن کے بعد فلاں ایکے بعد دیگرے

خلیفہ ہونگے جیسا کہ وقوع مین آیا۔

جوہر خود فراموش حدیث خلافت و شورہ سے توبہ کرکے اب تیسرا رنگ لاتے ہین ایک حدیث پیش کرتے ہین کہ خلافت ابوبکر وغیرہ تقدیری امور ہین۔ ترجمہ حدیث روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا نے جھگڑے آدمؑ اور موسیٰؑ نزدیک پروردگار اپنے کے یعنی عالم روحانی مین پھر غالب آئے آدمؑ موسیٰؑ پر کہا موسیٰؑ نے تم آدمؑ ہو کہ پیدا کیا تم کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے اور پھونکی بیچ تمہارے روح اپنی یعنی روح پیدا کی ہوئی اپنی اور سجدہ کروایا واسطے تمہارے فرشتون اپنے سے اور رکھا تم کو بیچ جنت اپنے کے پھر اُتارا تم نے آدمیون کو ساتھ گناہ اپنے کے طرف زمین کے یعنے اگر گناہ نہ کرتے کیون زمین پر آتے اور اولاد یہان پھیلتی۔ کہا آدمؑ نے تم وہ موسیٰؑ ہو کہ برگزیدہ کیا تم کو اللہ نے ساتھ پیغامبری اپنی کے اور ساتھ کلام اپنے کے اور دین تم کو تختیان کہ بیچ اُن کے بیان ہے ہر چیز کا اور نزدیک کیا تم کو سرگوشی کرنے کو پس ساتھ کتنی مدت کے پایا تم نے اللہ کو کہ لکھی توات پہلے پیدا ہونے میرے کے۔ کہا موسیٰؑ نے چالیس برس پہلے۔ کہا آدمؑ نے پس کیا پایا تم نے بیچ اُس کے مضمون اس آیت کا نافرمانی کی آدم نے رب اپنے کی پس بہکا۔ کہا کہ ہان کہا آدم نے کیا پھر ملامت کرتے ہو تم مجھ کو اس پر کہ کرون مین وہ عمل کہ لکھا ہے اس کو اللہ نے مجھ پر کرنا اُس کا پہلے پیدا کرنے میرے کے چالیس برس فرمایا پیغمبرؐ نے پس غالب آئے آدمؑ موسیٰؑ پر۔ روایت کی یہ مسلم نے۔ دیکھو شیعو نوشتہ تقدیر برحق ہے اُس کے خلاف نہ کوئی نبی کرسکتا ہے نہ کوئی ولی جس طرح سے خالق اکبر نے حضرت آدمؑ سے پیشتر چالیس برس تقدیر مین لکھ دیا تھا کہ آدم دنیا مین بھیجے جائینگے اُن کی اولاد سے تمام روئے زمین بموجب زینت الارض من الناس کے

آباد اور معمور ہوگی اسی طرح جیسے حضرت صدیق اکبر بعد آنحضرت کے درجہ بدرجہ سلسلہ خلافت قایم رہے گا۔ دیکھو شیعو تقدیر حق ہے کہ نہیں اگر حق ہے تو نزاع خلافت کیسی۔

کیون جوہر صاحب یہہ وہی ابی ہریرہ ہین جن کو خلیفہ ثانی نے منع کیا تھا کہ جناب رسالتمآب کی حدیثین نہ بیان کیا کرو ورنہ جلا وطنی کی سزا ملیگی اور دوس کے پہاڑون پر پہونچا دیئے جاؤگے بلکہ شاید اسی کی کسر نکالی کہ تغلب مال بحرین کا حیلہ نکالکر ابوہریرہ کو اتنے کوڑے مارے کہ بیچارے کی پشت خون سے تر ہوگئی۔ دیکھو تاریخ ابن کثیر شامی صفحہ ۹۵ و کتاب العقد صفحہ ۲۵۔ پس ایسے محدث کا کیا اعتبار جسے خلیفہ ثانی نے جھوٹا کردیا اور واقعی یہہ حدیث کیا ہے۔ انبیا علیہم السلام کا جھگڑا العوذ باللہ کنجڑے قصایون کی سی لڑائی کہ ایک دوسرے پر خلاف شان و منزلت اتہام والزام قایم کرتا ہے۔ حضرت موسےٰ اپنی جد امجد آدم ابوالبشر پر یہہ الزام لگاوین کہ تمہاری ہی جانب سے گناہون کی بنیاد قایم ہوئی اور حضرت آدم کا یہہ عذر کہ جو کچھ ہوا خدا کی جانب سے میرا اس مین کیا قصور نعوذ باللہ انھون نے خدا ہی کو قصوروار ٹھہرایا کہ جو خدا نے چالیس برس پیشتر تقدیر مین لکھ دیا تھا اُس پر مین نے عمل کیا۔

پس معلوم ہوا کہ جو کچھ ہوتا ہے خدا ہی کے حکم سے لہٰذا ابتداے آدم تا ایندم نہ کوئی گنہگار ہے نہ قصوروار۔ جزا و سزا بہشت دوزخ برا بھلا نیکی بدی سب ندارد شیطان ہامان شداد نمرود فرعون وغیرہ نے جو کیا خدا نے تقدیر مین لکھ دیا تھا اُن کا کیا قصور صالح و طالح مسلمان و مشرک سب برابر ہوگئے۔ ہان خوب یاد آیا اسی تقریر حق پر ابوحنیفہ نے فرمایا ہے کہ ابوبکر و ابلیس کا ایمان برابر ہے

چلو قصہ تمام ہوا نہ کچھ نزاع باقی رہی نہ کوئی جھگڑا - دیکھو شیعہ بھی بے قصور ٹھہرے جس طرح ابوبکر کی تقدیر میں ہزارہا برس پیشتر خلافت لکھی تھی اُسی طرح شیعون کی تقدیر میں بھی لاکھون برس پہلے لکھ دیا گیا تھا کہ وہ ابوبکر کو خلیفہ نہ سمجھین گے اور اُنکو غاصب وخائن وخاسر کہا کرینگے اب ناراضی کی کوئی وجہ نہ رہی -

اور کیون میان جبری قائل تقدیر بر حق جبکہ حضرت آدم نے خدا ہی پر اپنی نافرمانی کا الزام رکھ دیا اور خود بری ہو گئے تو تین سو برس تک گریہ وزاری و توبہ استغفار کیون کرتے رہے اور ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین - کیون کہا جس کے معنے یہ ہین کہ اے رب میرے مین نے ظلم کیا اپنے نفس پر یعنے گنہگار ہوا تو مجھے بخشدے اور رحم کر نہین گناہ کرنے والون سے ہون -

قولہ اگر مثل دیدار خدا تقدیر سے بھی انکار کرتے ہو تو دوسرا جواب لیجیئے -

اقول بیشک ہم دونون باتون کا انکار کرتے ہین اور اُس خدا کو ہم اپنا خدا نہین جانتے ہین جو سب کچھ خود ہی کرے اور انسان کو قصوروار ٹھہرائے اور مثل انسان مجسم ہو کر اپنا دیدار دکھائے -

قولہ خدا تعالےٰ نے حضرت رسول خدا کو جن احکام شرعیہ کی تبلیغ پر مامور فرمایا اُن کی تعمیل مین آپ نے ڈھیل نہین کی -

اقول بیشک ایسا ہی ہوا خلافت وجانشینی وتحفظ اسلام وایمان پہلا رکن شرعیہ ہے اُس کا انتظام والنصرام خدا پر لازمی امر تھا جیسا امر رسالت -

قولہ جن معاملات مین حکم مفصل پہونچا اُن کی تبلیغ مفصل کی جن مین مجمل حکم ملا اُس کی تبلیغ بھی مجمل کی -

اقول مفصل و مجمل کی شرح لکھنی تھی امور شرعیہ مفصل سے پہونچائی جاتے ہیں نہ مجمل جس سے دین خدا کا کارخانہ درہم برہم ہونے کا احتمال تھا۔

قولہ بعض مقامات میں حضرت سکوت فرماتے ہیں۔ مثلاً قیامت کا حال۔

اقول بے شبہ اس کا علم خدا ہی کو ہے مگر آثار قیامت و حشر و نشر بہشت و دوزخ نکوکار بدکار کی جزا و سزا وغیرہ سب کچھ حضرت نے مفصل بیان کر دیا پس اسی سے قیامت کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔

قولہ پس پھر سوال بھی حضرات شیعہ بسبب انحراف باطنی نسبت ما ینطق عن الھویٰ کے افترا ہے اور طنز کہ حضرت نے کیوں اس امر کو مجمل رکھا مفصل کیوں نہ بیان کیا۔

اقول حضرات شیعہ کا ایمان ہے کہ آنحضرت نے خلافت و جانشینی بعد اپنی بحکم خدا جناب امیر کو بروز خم غدیر بخشی اور مفصل بیان کر دیا ہرگز مجمل نہیں رکھا کیونکہ تبلیغ رسالت اسی پر منحصر تھی۔ تم مجمل کہتے ہو اس لئے پوچھتے ہیں کہ الیسا رکن دین میں کیوں مجمل رکھا گیا اور کیوں نہ مفصل بیان ہوا۔

قولہ چند آیات قرآن پاک کی جو صریحاً خلافت بلا فصل حضرت صدیق اکبر پہ بطریق حکم مجمل جن کو دانایان با انصاف مفصل قیاس کریں دکھائی جائیں۔

اقول بسم اللہ مگر وہ ہی مجمل جو ساقط الاعتبار ہے پھر کیا فائدہ بلا فصل کو ہوگا۔

قولہ اول آیت والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار الے اخرہ دوسری آیت محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار الے اخرہ

آیت سویم اذ اخرجہ الذین الخ ؂ آیہ غار۔

اقول پہلی آیت مین مہاجرین و انصار دونون شریک ہین کسی کی خصوصیت نہین کہے باشد پہلے ایمان لایا یا پیچھے سب کی تعریف ہے۔ مگر ہان یہ البتہ ہے کہ جنھون نے ابتدائے زمانہ رسالت مین اسلام قبول کیا اگر آیہ مین سب سے پیشتر ایمان لانا کہا جاتا تو خاص بات پیدا ہوتی۔ مگر جب کہ انصار بھی شامل ہین جو عرصہ کے بعد ایمان لائے تو کوئی خصوصیت نہ رہی کیونکہ مہاجر مکہ کے لوگ ہین اور انصار مدینہ کے۔ جوہر نافہم کہتے ہین کہ اس مین کوئی شبہہ نہین کہ ابوبکر کو جملہ سابقین پر ترجیح مرجح ہے کیونکہ آپ سب سے پہلے ایمان لائے۔

ہم کہتے ہین ایمان لانے کا تو ذکر ہی نہین پہلے ہو یا بعد اول گروہ مہاجر و انصار کی نسبت آیہ مین صاف صاف بیان ہے جس مین سب شامل ہوگئے ایک دوسرے پر ترجیح مرجح نہین ہوسکتی تم اپنے تخیلات فاسدہ سے جو چاہو بکو۔ پس ایسی عام تعریف سے اور خلافت سے کیا تعلق۔ اگر اس آیہ سے خلافت ہی مراد ہوئی تو خیر ابوبکر کو بوجہ سابق الاسلام ہونے کے خلافت ملی بعد ازان انصار بھی تو مستحق تھے کیونکہ من المہاجرین والانصار خدا نے فرمایا ہے پس دونون کا پلہ برابر رہا ترجیح و تفضیل کسی کو نہین ہے۔ اسی لئے تو بیچارے انصار سقیفہ بنی ساعدہ مین روتے چلاتے رہے کہ ایک مہاجر ایک انصار امیر ہو مگر یارون کا جوڑ توڑ چرب زبانی لسانی اُن سے کہا گیا کہ قریش کی نسبت امیری کی وصیت ہے وہ سادہ لوح خاموش ہو رہے۔

جوہر نادان نے مجمع البیان مین ابوبکر کا پہلے ایمان لانا اور ملا فتح اللہ کاشانی کے قول سے جناب امیرؑ کو سابق الاسلام ہونا لکھا ہے گو کہ مجمع البیان مین وہ فقرہ نہین ہے مگر

خیر اگر تسلیم بھی کر لیا جاوے تو امر متنازعہ فیہ ٹھہرا شیعہ جناب امیرؑ کو سنی ابوبکر کو سابق الاسلام کہتے ہین مگر آیہ مین تو سبقت عام ہے خاص نہین جسمین انصار بھی داخل ہین پس یہ آیہ کریمہ ابوبکر کو خلیفہ بلافصل یا با فضل نہین بنا سکتا۔

دوسری آیت اشدآء علی الکفار بھی مشترک ہی حصہ نصیب سب مہاجر و انصار اس مین شامل ہین کسی کی خصوصیت نہین ہان اگر خاص فعل ابوبکر کا ارادہ قتل پدر کافر و باز رکھنا رسول اللہ کا جسے جوہر نے اشدآء علی الکفار سے قرار دیا ہے سمجھا جاوے تو یہ دوسری بات ہی مگر بمقابلہ اُن کے جنھون نے بدر مین خندق مین حنین مین خیبر مین احد مین اور کل غزوات مین صدہا کافرون کو فی النار کیا اور عمر ابن عبدود و مرحب [illegible] سے پہلوانون کو خاک مین ملا دیا معلوم نہین یہ ارادہ قتل پدر ارباب دانش و صحاب بینش کی نظرون مین کہانتک وزن رکھے گا۔ ہم تو پکار کر کہتے ہین مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ بہر کیف یہ آیہ کریمہ بھی خلافت کو فائدہ نہین پہونچا سکتا۔ تیسری آیت اُسکا شان نزول ہم پہلے لکھ آئے ہین پھر ایک نظر دیکھ لو۔

اب ان آیات سے بھی جوہر نے قطع تعلق کر کے وہ حدیث خواب جناب رسولؐ بقبول زبانی آسی ابوہریرہ کے لکھی ہے جس مین کنوئین سے پانی کھینچنا اونٹون کو پلانا ترتیب خلافت مین ہی۔ اسے بھی ہم پہلے لکھ چکے ہین باب خلافت مین۔

اب جوہر نافہم لکھتے ہین مجمع البحرین نہایت ہی معتبر کتاب شیعہ مین مرقوم ہے کہ جناب امیرؑ نے حضرت رسولؐ خدا سے سنا تھا کہ خلافت بلافصل حق حضرت صدیق کا ہے بعد ازان عمر فاروق و عثمان غنی و علیؑ ابن ابی طالب چنانچہ حضرت امام رضاؑ سے کتاب مذکور مین مروی ہے اور وہ راوی ہین اپنے آبائے کرام سے اس حدیث سے بخوبی خلافت

علی الترتیب ثابت ہوئی مگر اس امر کو وہی حق تصدیق کر سکتا ہے جس کو اسلام سے بہرہ کافی حاصل ہے۔ نہ وہ کہ محض تعصب کے سبب سے غافل ہے۔

جواب۔ کیون جوہری صاحب وہ حدیث حضرت امام رضا کی کہان ہے۔ اگر مجمع البحرین مین ہے تو اُسے تم نے اپنے رسالہ مین نقل کیون نہین کیا اسکا کیا سبب ہے صرف یہہ کہدینا کہ فلان کتاب مین فلان صاحب نے ایسا فرمایا کافی نہین جب تک حدیث یا قول بلفظہ نہ بیان ہو اور نخسہ نقل اسکی نہ درج کیجاوے ایسا تو ہم بھی لکھ سکتے ہین کہ مشکوٰۃ مین عبداللہ ابن عمر نے روایت کی ہے کہ ابوبکر و عمر و عثمان غاصب خلافت رسولؐ ہین پھر اس سے کیا فائدہ۔

مجمع البحرین ایک کتاب ہے حال کی تصنیف جس مین شیعہ و سنی کی احادیث نقل کی گئی ہین اور اسی لیئے مجمع البحرین اُسکا نام رکھا گیا ہے یہہ حدیث حضرت امام رضاؑ سے ہرگز اسمین درج نہین ہے کہ خلافت بلافصل حق ابوبکر و عمر و عثمان ہونا آنحضرتؐ نے فرمایا ہے اگر حق خلافت ہوتا تو آنحضرتؐ حضرت علیؑ و جملہ بنی ہاشم کو وصیت صبر و سکوت و نہ کرنے جنگ و جدال با خلفاء ثلثہ کیون کرتے جیسا تم نے رسالہ خاس احقاق الحق سے تسلیم کیا ہے ہان یہہ ضرور ہے کہ آنحضرتؐ کو بے وفائی و بد اطواری و حق پوشی خلفائے ثلثہ کا علم تہا وقت وفات آپ نے وصیت فرمائی کہ یہہ لوگ خلافت غصب کرینگے تم سکوت و صبر کرنا اُن سے جنگ و جدال نہ کرنا ورنہ ضعفائے اسلام حقیقی تلف ہو جاینگے اور دین خدا برباد ہوگا یہہ وصیت صرف حفاظت مسلمانان ضعیف و تحفظ دین خدا کے لیئے تھی۔ جس پر حضرت علیؑ نے عمل کیا جیسا ہم پہلے لکھ آئے ہین۔

جوہر کج فہم نے حاشیہ پر ایک آیہ لکھا ہے خلاصۃ المنہج سے ۔ آمنوا باللہ ورسولہ وھو الذی جعلکم خلائف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجات لیبلوکم فیما اتکم ان ربک سریع العقاب وانہ لغفور رحیم ۔ ترجمہ ۔ اے سوسنان زمان خاتم الانبیا شما را خلیفہ ہائے امم گزشتہ گردانید و برداشت بعضے از شما بر بعضے یعنی فوق درجات و آزمائش کند شمارا در شکر و صبر و فقر تحقیق کہ پروردگار زود عقوبت کنندہ است ناسپاسان را و آمرزندہ و مہربان است بر شاکران و صابران ۔ یہہ خلاصہ تفسیر ہے

اس پر جوہر نافہم کہتے ہیں دیکھو شیعو ملا فتح اللہ کاشانی کا قول فیصل در باب خلافت خلفائے ثلثہ کے کبھی تو بیدادون کی داد دیا کرو ۔

جواب ۔ ذرا اپنے خلفائے ثلثہ سے جا ہو جن کی خلافت کے بارے میں اپنے رسالہ اسرار الہدیٰ کے صفحہ ۲۶ میں لکھتے ہو کہ خدا نے تمام کتب سماویہ میں کہیں بھی خلافت یا امامت کو منصوص من اللہ یا اصول دین نہیں فرمایا ہے بلفظہ ۔

پس اس آیہ کریمہ میں خلافت خلفائے ثلثہ کہاں سے آگئی یہہ کتب سماویہ میں داخل ہے یا کتب ارضیہ میں ۔

معلوم نہیں کیسی عقل کے آدمی ہو کہ صرف تین سوالون میں ہزار ہا رنگ و روپ بھرتے ہو اور مطلق نہیں سوچتے کہ ہم کہتے کیا ہیں آخر کچھ تو شرم کرنی چاہیئے ۔ تمہاری نیت کا عجب حال ہے جہان لفظ خلائف الارض دیکھا فوراً رال ٹپک پڑی اور شہد کی سی مکھی خلفائے ثلثہ پر جھپک پڑے ۔ یہہ آیہ کریمہ انہیں انفاس قدسیہ کی شان میں ہے ۔ وعد اللہ الذین امنوا ثم جعلنا کم خلائف فی الارض کے مصداق ہیں تم ناحق داد و بیداد کرتے ہو ایسی بیہودہ فریاد کون سنتا ہے ۔

اب جوہر کج فہم نے ایک خطبہ جناب امیرؑ کا وقت وفات ابوبکر بہت ہی طول و فضول لکھا ہے جس نے کتاب کے پورے آٹھ صفحے گھیر لیئے ہیں۔ کہ جب ابوبکر مر گئے مدینہ میں کھرام مچگیا جناب امیرؑ روتے ہوئے آئے اور نعش کے قریب کھڑے ہو کر یہہ خطبہ طولانی فرمایا جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ ابوبکر کے سوا بعد خدا و رسولؐ دوسرا انسان نہ تھا اور دین خدا کی اشاعت و شریعت محمدیؐ کی اصلیت انہیں کی ذات خاص پر منحصر تھی ورنہ خدا کی خدائی نہ رسول اللہؐ کی رسالت کچھ بھی باقی نہ رہتی۔ اور اسلام کی بنیاد ہی اُکھڑ جاتی۔ ایک ایک فقرے اسی طرح کے اوصاف حمیدہ و صفات پسندیدہ ظاہر ہوتے ہیں

جوہر نے اس خطبے کو نہج البلاغت میں مرقوم ہونا لکھا ہے مگر کتاب المواقعہ ابن سمان عالم اہل سنت سے نقل کرنا تصدیق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نہج البلاغت سے ملا لو پس ہمکو سخت تعجب ہے کہ جب نہج البلاغت میں یہہ خطبہ موجود ہے تو کتاب المواقع ابن سمان کو درمیان میں لانے کی کیا ضرورت پیش آئی اس سے وہی مثل صادق آتی ہے چور کی داڑھی میں تنکا صاف یہی کیوں نہ کہدیا کہ نہج البلاغت کی نقل ہے ہم نے نہج البلاغت سے مطابق کیا ہر گز لفظ کیا عبارت کجا خطبہ ہی ندارد ہے اور اگر کچھ ہے تو بقول تمہارے صفحہ ۹۲ اسرار الہدیٰ کتب معتبرہ اہلسنت میں رد شمس کا ذرہ برابر بھی اثر نہیں نہ بروایت قوی نہ ضعیف مگر اہل تشیع کی معتبر کتب میں اس قصہ کا مذکور ہے پس اس کا بھی جواب انہیں کے ذمہ ہے اگر زبردستی بھی الزام ناحق اہل سنت کو یہ دیا جاوے کہ شواہد ملا جامی کے معجزات میں مرقوم ہے

کہ جناب امیر کے لیئے دوبار ارد شمس ہوا تو اس کا جواب یہہ ہے کہ وہ شیعون کی
الحاقی کارروائی ہے کسی مفتری نے موقع پاکر اپنے عقائد پر مکائد کو کتاب موصوف
کی پشت پر لگا کر چھپوا دیا ہے۔

کیون جوہر صاحب اگر شیعہ بھی یہہ دعوے کرین کہ اس خطبہ کو جناب امیر کی
طرف منسوب کر کے کسی مردود نے نہج البلاغت مین لگا دیا اور چھپوا دیا تو آپ
کے نزدیک مسموع ہوگا یا نہین کیونکہ جب آپ رد شمس کی روایات کو الحاقی
کارروائی شیعون کی قبول کرتے ہین تو اس خطبہ کو بھی سنیون کی الحاقی کارروائی
قبول کرنا فرض عین ہوگا اور ہر روایت و احادیث کی بابتہ جو شیعون کے اصول کے خلاف
ہین یہی کارروائی تسلیم کرنی پڑے گی کہ سنیونکا جوڑ و پیوند ہے۔

اب ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ ابوبکر کی نعش پر کس کس نے اون کی مدح و ثنا مین خطبے
پڑھے ہے کیونکہ اور بھی اصحاب باصفا و یاران باوفا موجود تھے چند گھنٹے پیشتر اپنا
جانشین و خلیفہ بنا چکے تھے اُنھون نے بھی کچھہ مدح و سرائی کی اور
عطیہ گران بہا کا شکر ادا کیا یا صرف جناب امیر ہی کو باوصف محرومی خلافت
ایسا جوش و خروش آیا کہ ابوبکر کو بعد مرنے کے فلک ہفتمین تک پہونچا دیا۔

واقعی نعش متوفی پر خطبہ خوانی و طلاقت لسانی کا یہہ نیا دستور آپ نے جاری
فرمایا غضب تو یہہ ہے کہ جیسے زندگی مین ہمیشہ غاصب و خائن وغیرہ فرمایا کیئے اسکے
مرنے کے بعد سبھی کچھ آپ نے لکھ ڈالا کہ اسلام مین جو کچھہ تھے آپ ہی
تھے باقی ہیچ۔

ہمیان جوہر ہوشمین او جناب امیر اور ابوبکر غاصب خلافت وغیرہ کی شان مین یہہ

مخصوص بخطاب جنتی بعد وفات

خطبہ فرمائین لا واللہ لا۔ آپ کے خطبات مندرجہ کتب اہل سنت دیکھو تو آنکھین کھلین۔

اب جوہر خود غرض لکھتے ہین کہ اگر شیعہ اس خطبہ کی تصدیق نہ کرینگے تو گروہ اہل افراط مین داخل ہونگے جیسا نہج البلاغت مین جناب امیرؑ نے فرمایا ہے۔ ترجمہ۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ دو گروہ میرے لیئے ہلاک ہونگے ایک وہ کہ زیادتی کرے میری محبت مین اُس حد تک کہ محبت میری کھینچے ناحق کی طرف دوسرا وہ کہ کمی کرے میری محبت مین اُس حد تک کہ کمی محبت میری کھینچے ناحق کی طرف اور بہتر آدمیونکا وہ ہے کہ افراط و تفریط مین برابر ہو۔ الحمد للہ یہی مذہب اہل سنت کا ہے۔

اس قول مین جناب امیرؑ نے تین گروہونکے عقاید بیان فرمائے ہین اہل افراط سے مراد روافض اہل تفرط سے خوارج اہل توسط سے اہل سنت ہین کہ عدد حب علیؑ وسنی کے مساوی ہین۔

جواب۔ عدد مساوی ہونا اگر دیکھنا ہو تو ایک چھوٹی سی مثنوی برق لامع ہے اُسے دیکھو تب معلوم ہو کہ کس کے عدد کس سے مساوی ہین پہلے ابوبکر و عمر عثمان کے عدد اپنی حب سے مساوی کرلو پھر حضرت علیؑ کی حب سے سنی کو مساوی کرنا۔ کیونکہ حب نمبروار چاہیئے اور اگر واقعی حب علیؑ وسنی کے عدد مساوی سمجھ کر ایمان سے بہرہ رکھتے ہو تو غیرونکا تعویز حب گلے سے اتار پھینکو کیونکہ ایک دل مین دوستی و دشمنی جمع نہین ہوتی۔

ہم سے سنو اہل افراط سے مراد مین نصیری جو علیؑ اللہ کہتے ہین اور اہل تفریط مین اہل سنت جو حضرت علیؑ کی شان و منزلت گھٹا کر چوتھا خلیفہ قرار دیتے ہین متوسط

اہل حق ہین جو بعد رسول اللہ حضرت علیؑ کو افضل البشر خیر البشر امام البشر سمجھتے ہین۔ خدا اور رسولؐ نے جو اُن کے حق مین فرمایا اُس پر ایمان رکھتے ہین۔ تم نے ایک قول سنا ہوگا جو زبان زد خاص و عام ہے۔ حضرت علیؑ کو ایک فرقہ نے یہانتک بڑہایا کہ خدا لکھدیا۔ دوسرے فرقے نے یہانتک گھٹایا کہ خلیفہ چہارم مانا۔ ابوبکر وغیرہ کو ایک فرقے نے ایسا بڑہایا کہ بعد رسول اللہ خلیفہ سمجھا دوسرے فرقے نے ایسا گھٹایا کہ منافق و غاصب و خائن بلکہ کافر کہا پس اسی پر مدارج و مراتب مناصب کا قیاس کر لو دیکھو کسکا پلہ بھاری ہے زمین و آسمان کا فرق دکھائی دیگا۔

اب جو ہر کچھ فہم اڑیل ٹٹو نے لکھا ہے کہ شیعون کے جملہ سوالات واہیات تین قسم پر منقسم ہوا کرتے ہین اول جن آیات و احادیث کو اہل سنت درباب فضیلت جناب امیرؑ خلیفہ برحق علی الترتیب بجواب نواصب و خوارج تحریر کرتے ہین اہل تشیع بلا سمجھے معنی اور مطلب بمقابلہ اہل سنت پیش کر کے حجت لاطائل لاتے ہین۔ دویم جو دلائل بمقول اہل سنت درباب خلافت حقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بمقابلہ اہل تفریط خوارج و نواصب پیش کرتے ہین اُنہین کو اہل تشیع اہل سنت پر حجت لایعنی لاتے ہین۔ سویم اہل تشیع جتنی روایات واہیات مثل کرامات بعید از عقل و نقل دربارہ خلافت بلافصل جناب امیرؑ کے پیش کرتے ہین وہ جز و کل موضوعات و مخترعات رؤسا و علمائے فرقہ سبائیہ سے ہوا کرتے ہین اہل سنت کی کتب معتبرہ مین اُن کا کچھ ذکر نہین اہل سنت کو اُن کی کید عظیم سے بچنا چاہئیے۔

جواب۔ نواصب وخوارج تم ایسے اہل سنت سب ایک ہی گھاٹ کے پانی پیئے ہو بعارض خلقی مین کچھ فرق نہین سگ زرد برادر شغال اخوان الشیاطین۔ شیعہ اہل حق سب کو برابر سمجھتے ہین نواصب اور خوارج حضرت علیؑ کو بعائز الخطا اور غیر معصوم سمجھتے ہین اور تم بھی پس تم مین اُن مین کیا فرق رہا لہذا تم سب کے لیئے ایک ہی جواب دیا جاتا ہے۔ آیات سے احادیث سے اقوال مختلفہ سے۔ ہان جو اہل سنت تفضیلیہ وغیرہ حق وباطل مین تمیز کرنے والے ہین وہ علحدہ ہین نہ تم سے سنی نہ ہم سے شیعہ پس اُن کی جانب ہمارا روئے خطاب نہین ہے۔ افسوس ہے تم اپنا اہل سنت کے گروہ مین اپنے کو سمجھتے ہو لا واللہ لا اس قول سابق مین تم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ لکھا ہے یہ صرف تمہارا کید عظیم ہے ورنہ تمام کتاب دیکھو ادنے ادنے صحابی وغیرہ کو حضرت کے لفظ سے مخاطب کیا ہے مگر حضرت علیؑ کو جناب امیرؑ کے سوا کہین حضرت سے مناسبت نہین دی۔ شیعہ اہل حق کی کتب مناظرہ دیکھو جسقدر حدیثین روائتین اثبات خلافت بلافصل حضرت علیؑ مین پیش کرتے ہین کلھم صحاح اہل سنت سے کبھی کوئی حدیث کوئی روایت اپنے یہان کی کتابون کی نہین لکھتے اور لطف یہی ہے کہ دروغ گو را تا بدر خانہ باید رسانید اسی مختصر رسالہ کو دیکھ لو کوئی قول کوئی روایت اپنی کتاب کی ہم نے نہین لکھی برخلاف تمہارے کہ تم نے روضتہ الصفا پر جو ایک مورخ سنی المذہب کی تاریخ ہے اپنی کائنات حصر کی اور اُسی کو سرمایہ حیات سمجھکر اول جلول بکتے گئے ابتک کسی سنی نے روضتہ الصفا کو شیعہ کی کتاب نہین کہا نہ اُس کی روایات بے سروپا افسانے پر لحاظ کیا مگر چونکہ تمہارا ظرف اتنا ہی ہے پس اسی تاریخ کو لے بیٹھے اور لگے اناپ

شتاپ بکنے ۔ بھلا مناظرہ مین تاریخ کی کہان گنجائش اور اُس کا کیا اعتبار مگر خیر اگر فریق ثانی کی بھی تاریخ ہو تو کچھ وقعت ہو سکتی ہے نہ کہ اپنے ہی مذہب کی تاریخ پر ہیہ نازیہہ اُچھل کود ۔ اب تم کو چاہیئے کہ کسی سے دریافت کرو مصنف روضۃ الصفا سنی ہے یا شیعہ اور اگر تم کو عقل ہو تو خود ہی اُس کی تحریر تعصب آمیز پر خیال کر سکتے ہو کہ کوئی عالم یا مورخ شیعہ کا ایسی روایات و افسانے خلاف عقل و نقل لکھے گا ۔

معجزات و کرامات حضرت علیؑ و ائمہ ہدا علیہم الصلواۃ والسلام اہل سنت کی صدہا کتابون مین ہزارہا درج ہین اُن کو تم ہین موضوعات و مخترعات سمجھو اور اہل سنت کیون منکر ہونگے معجزات کہ بہ قول تمہارے کارروائی الحاقی شیعون کی ہو گی ۔

کیون صاحب عمر خطاب کی کرامات تو مندرجہ دلائل النبوۃ اور مالک موطا و اخبار مشورہ تسلیم کیئے جاوین اور حضرت علیؑ کے معجزات موضوعات سمجھے جاوین

مصرع برین عقل و دانش بباید گریست ۔

اصل یہہ ہے کہ تم شیعہ سے سنی کیا ہوئے اسلام و ایمان کو رخصت کر دیا اور تمام کتب اہل سنت پر پانی پھیر دیا ؎ بدنام کنندہ نکو نامے چند ۔

دیکھو مختصر فتوحات مکیہ شعرانی نے لکھا ہے محی الدین عربی کی دختر یکسالہ نے ان مسائل سخت کا جواب دیا جس مین خلیفہ دوئم سا عالم و مجتہد حیران رہا طرہ یہہ کہ وہ دختر جس زمانہ مین اپنی مادر کے شکم مین تھی اُس کی ماں کو چھینک آئی الحمد للہ کہا تو اندرون شکم سے یرحمک اللہ کی آواز آئی حاضرین نے سنا ۔ جناب امیرؑ مظہر العجائب والغرائب

کے معجزات و کرامات کا بھی انکار اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

اب جوہر نے اپنے ہم مشربوں نواصب کے ہمزبان ہو کر چند اعتراضات حضرت علیؑ کے حال و قال پر کیے ہیں اور کسی کتاب سے دیکھ کر ٹوٹے پھوٹے جواب بھی اہل سنت کی طرف سے دیئے ہیں اور شیعوں سے طالب سوال ہیں۔

خود ہی کہتے ہیں کہ شریف مرتضےٰ علیہ الرحمہ نے تنزیہ الانبیا میں ان سوالات کے جواب خراب لکھے ہیں۔ چنوش تیرہ سو برس بعد ان اعتراضات کے جواب آپ نے لکھے ورنہ کسی سے ان کے جواب کیوں دیئے گئے بلکہ غیر ممکن تھے۔

سبحان اللہ یہ اعتراض ایسے ہی ہیں جن کے جوابات سوائے آپ کے اتنی مدت تک کسی سے ہوئے ہی نہیں۔

کتابیں دیکھو ایک ایک سوال کے سو سو جواب دیئے گئے ہیں تنزیہ الانبیا میں جو جواب درج ہیں اون سے بڑھ کر ممکن ہی نہیں۔ جناب علم الہدےٰ نے اعجاز اسد اللہی دکھایا ہے اور نواصب مردود و ملعون کو قعر جہنم تک پہونچایا ہے تم کیا سمجھو کیا پدی کیا پدی کا شوربہ تم کو علمائے فریقین کے کلام کی کیا قدر اور کیا فہم مولوی جہانگیر خان شکوہ آبادی نے لکھا ہے کہ منشی صاحب نے حق تالیف اسرار الہدےٰ مجھے دیا ہے پس اگر تم کو کچھ بھی شعور کا مادہ ہوتا تو منشی کیوں کہلاتے خدا کی شان لکھو نہ پڑھو نام محمد فاضل

خلاصہ یہ کہ ان اعتراضات شیطانی کے صدہا جواب ہو چکے ہیں جسے دیکھنا منظور ہو تنزیہ الانبیا وغیرہ میں دیکھ لے اور ہم کو معلوم ہے کہ ایک صاحب ذی علم اسرار الہدےٰ کا اور جواب لکھ رہے ہیں منتظر باید بود۔

ہماری اس مختصر تحریر مین اسقدر گنجائش نہین اور تحصیل حاصل بھی ہے۔
ہزار ہا برس سے مناظرہ کا میدان وسیع ہو رہا ہے مخالف نے ایک سوال کیا اہل حق کی جانب سے سو جواب دیئے گئے اب تک کوئی کتاب کوئی رسالہ کوئی قول اہلسنت کا ایسا نہین ہوا جس کے دس بیس جواب نہ ہو گئے ہون پس ان اعتراضات مردود و مطرود کی کیا بساط ہے۔

دہریئے خدا کے وجود کا سوال کرتے ہین۔

نیچریئے وجود شیطان و فرشتگان مقربین کے قائل نہین۔ حضرت عیسےٰ کو بے باپکا پیدا ہونا نہین خیال کرتے۔

یہودی نعوذ باللہ منہا حضرت عیسےٰ کی شان مین کیا کیا کفر بکتے ہین۔ عیسائی آنحضرت کی رسالت و نبوت مین نعوذ باللہ منہا داغ لگاتے ہین انواع اقسام کے اتہام والزام قایم کرتے ہین۔

وہابی حضرت رسول اللہ کو معاذ اللہ منہا خدا کے مقابلہ مین ایک چمار سے مناسبت و مشابہت دیتے ہین ان کی شفاعت کے منکر ان کی حیات ابدی سے انکار آنکے روضہ مقدسہ کو صنم اکبر جانتے ہین انکی تعظیم و تکریم کو نہین مانتے۔ ویسا ہی نواصب و خوارج اور ان کے ہم مشرب و ہمزبان حضرت علیؑ پر اعتراضات بیجا و ناروا کرتے ہین۔

سیان جو ہر ہین کہ انھون نے تمام معصیت و مخلوق کا مرکز و منبع خدا ہی کو قرار دیدیا نعوذ باللہ اور لگے تقدیر برحق کی ہانگ لگانے۔

اب ہم سے چند اعتراض عجیبہ و واقعات غریبہ جو صحاح مستند اہل سنت مین مسطور ہین سنو اور جواب دو۔

سیان ابو حنیفہ ہیں جو کہتے ہیں۔ ایمان وہ چیز ہے نہ گھٹے نہ بڑھے ہے اسی لیئے ایمان ابو بکر و ابلیس برابر ہے۔

عمر خطاب ہیں کہ جنھوں نے معاملہ قرطاس میں رسول اللہ کو ہذیان بکنا کہدیا اور ابو حنیفہ نے انہیں حضرت خلیفہ ثانی کو ہذیان سے نسبت دی۔

صلح حدیبیہ میں با علان نبوت میں شک کیا کہ آج کا سا شک کبھی نہیں ہوا۔

بی بی عائشہ ہیں جنھوں نے عثمان بن عفان کی نسبت فرمایا۔ اقتلوا النعثل۔

معاویہ صاحب ہیں جنھوں نے ابو بکر و عمر کو غاصب خلافت محمد بن ابو بکر کے خط میں تحریر کردیا۔ بی عائشہ ہیں جو صف جنگ جمل میں حاضر ہوکر حضرت علی سے جدال پر تل گئیں اور لڑیں یہانتک کہ مخذول ہوئیں۔

عثمان بن عفان ہیں جنھوں نے اپنے ارتداد سے توبہ کرکے تحریری توبہ نامہ اصحاب رسول خدا کو لکھدیا اور پھر بھی اُسپر قایم نہ رہے۔

سفیان ثوری عالم اہل سنت ہیں جنھوں نے ابو حنیفہ کی نسبت لکھدیا کہ یہ شخص دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا تھا۔ خوب ہوا مر گیا۔ ایسا منحوس اسلام میں پیدا نہیں ہوا۔

حمیدی اُستاد بخاری نے ابو حنیفہ کی نسبت صاف کفر کا فتوی دیا۔

امام غزالی نے علے الاعلان فتوی دیا کہ ابو حنیفہ نے شریعت کو اُلٹدیا اور زیر و زبر کر دیا۔

علامہ خطیب نے صاف کہدیا کہ ابو حنیفہ دجال ہے۔

پیر دستگیر غوث اعظم نے فرمایا کہ ابو حنیفہ کافر ہے۔ گمراہ ہے جہنمی ہے۔

وہی ابو حنیفہ ہیں جنھوں نے کہا احادیث نبوی کو نعوذ باللہ سوئر کی دم سے چھیل ڈالو

شیخ عبد الحق محدث دہلوی تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں ابو بکر اول الطعن قریش ہیں۔

خالد بن ولید خلیفہ ثانی کو اعیس بن حنتمہ کہا کیے۔
خولہ بنت حکیم صحابیہ نے عمر خطاب کو کشتی زین عمیر اسے عمر ہوا اور پھر ستا امیرالمؤمنین یا ب خدا سے ڈر۔

حضرت عباس انہیں خلیفہ صاحب کی نسبت فرمایا کئے لعنت اللہ بنظر المقت۔

خود خلیفہ ثانی اپنے نسب سے لاعلمی ظاہر کرتے رہے۔ یہ سب امور ہم پہلے بحوالہ کتب اہل سنت لکھ چکے ہیں اور ہزاروں مطاعن و معائب ہیں جن سے کتابیں بھری ہیں ہم کہاں تک لکھیں۔ ہمارے ناظرین رسالہ کو خیال ہوگا کہ آیا وہ کس قسم کے اعتراض ہیں جو نواصب وجہہ پر نافہم نے کیے ہیں جنکا جواب آج تک نہیں ہوا۔ لہذا مختصر الفاظ میں ہم لکھے دیتے ہیں ملاحظہ ہوں۔

اول جناب امیر نے تمام مال و متاع اسلحہ و قت شہ حضرت عثمان خلیفہ برحق پر تصرف ناجائز کیا۔ حالانکہ مال مسلمان پر شرعاً وعرفاً تصرف جائز نہیں۔
ورثائے عثمان نے جبکہ دعویٰ کیا تو فوراً دیدیئے خود خورد برد نہ کر جاتے۔ یہ تصرف باعث گناہ کبیرہ کا ہوا۔ اور مرتکب کبیرہ لائق امامت نہیں ہو سکتا۔
جواب۔ یہ مال عثمان کا ترکہ جدی و پدری نہ تھا بلکہ بیت المال کا مال تھا اس پر خلیفہ برحق کو تصرف جائز تھا ورثائے عثمان نے جھوٹا دعویٰ کیا ان کو کیونکر مل سکتا تھا۔ ایسا ہی عمر خطاب نے بعد وفات ابوبکر و عثمان نے بعد انتقال عمر خطاب عمل کیا یہ جواب ہی جو ہر کا جسے ہم بھی تسلیم کرتے ہیں نہ اس وجہ سے کہ عمر و عثمان نے ایسا کیا بلکہ جسطرح خلافت خداداد پر قابض ہوئے ویسا ہی اس مال میں بھی کسی نظیر کی ضرورت نہیں ہر عہد میں خلافت و بیت المال کے جناب امیر ہی مستحق تھے

مگر غصب و جبر و تعدی کا کیا علاج ـ صبر و سکوت کا حکم تھا اُس پر عامل رہے ـ

دوسرے اولاد امہات کے مسائل میں جناب امیرؑ نے مذاہب مختلفہ اختیار کیے ایک حالت پر قائم نہ رہے اول آپ بیع اولاد امہات کے قائل رہے زمانہ خلافت عمرؓ خطاب میں جب باجماع اصحاب بطلان بیع الاولاد امہات پر زور رہا تو آنجناب بھی اُس اجماع میں شامل ہو گئے ـ بعدہٗ اپنے عہد خلافت میں جواز بیع کا فتوےٰ دیا ـ اسپر قاضی شریح نے اعتراض کیا کہ تیری رائے جماعت کے ساتھ پسندیدہ تر ہے تیری اکیلی رائے سے اور خود بھی جناب کا قول ہے ـ تحقیق ہاتھ اللہ کا جماعت پر اور جماعت کی مخالفت پر خدا کا غضب ہے ـ نیز کلام مجید میں یہ فقرہ ہے ومن یتبع غیر سبیل المومنین سے اطاعت چاہیئے غیر راہ مومنین کے ـ پس مخالفت اجماع کبیرہ ہے ـ

جواب ـ جناب امیرؑ خلیفہ برحق سے فی وقت من الاوقات مجتہد مطلق تھے اس لیئے آپکو اجتہاد فرمانا اور فتوےٰ دینا درست ہوا اسی طرح خلفائے ثلثہ نے بھی اکثر معاملات میں عمل کیا ہے ـ اور اجماع زمانہ خلافت عمرؓ خطاب قطعی نہ تھا بلکہ ظنی و سکوتی تھا ـ پس باتفاق اصولیین مخالفت اجماع ظنی و سکوتی جائز ہے اور جبکہ باقرار نواصب جناب امیرؑ بھی اجماع میں داخل تھے اور اُس سے مخالفت کی تو اجماع بالاجماع متغیر ہوا اور درصورت تغیر قابلیت حجت کی نہیں رکھتا ـ

ہم اس جواب سے اتفاق نہیں کرتے جناب امیرؑ کا اس مسئلہ میں جو پہلا فتوےٰ تھا وہی تا دم حیات ـ عمر خطاب کے وقت میں جو بطلان بیع اولاد اُمہات پر اجماع ہوا وہ بالکل ناجائز خلاف شریعت اُن کی خود پسندی و خود آرائی سے خود ہا ایجاد ہیں تھیں

ہیں چونکہ منجملہ اُن کے ایک یہہ بھی جناب امیرؑ کیوں ایسی بیہودہ ایجادوں میں شریک ہونے لگے۔ عمر خطاب کے عہد میں جناب امیرؑ قاضی نہ تھے مفتی نہ تھے نہ اُن کی رائے پر قضایا کا فصل منحصر تھا پھر کیونکر ثابت ہوا کہ اس مسئلہ کی ایجاد میں آپ اجماع کے شامل ہوئے کوئی الگ کوئی فتوے اُس عہد کا کہا ہوتا جس سے ثابت ہوتا کہ اب اجماع باطلہ سے متفق ہوئے۔ یہہ قول جناب امیرؑ کا تحقیق ہا تھم اللہ کا جماعت پر ہے الے آخرہ۔ کس کتاب میں درج ہے۔ اور اُس کا کیا ثبوت ہے کہ آپ ہی کا قول ہے۔ ہرگز یہہ قول آپ کا نہیں ہے۔ صرف اجماع و جماعت صحیح و جائز ہونے کو یہہ قول آپ کا مفتریوں نے بنا لیا ورنہ اجماع خلافت ہے کو آپ ہمیشہ باطل و ناجائز سمجھا کیئے۔ تو اور مسائل میں اجماع کی کیا وقعت ہوگی باطل پر صدہا اجماع ہوا کیئے مگر آپ نے حق کو نہ چھوڑا اور باطل کا ساتھ نہ دیا کلام مجید کا فقرہ بجز طریقہ مومنین غیر کی تبعیت اسی جا ہی درست و بجا ہے اسی پر جناب امیرؑ نے عمل کیا۔ دیکھو حدیثین بخاری و مسلم حق ساتھ علیؑ کے ہے اور علیؑ ساتھ حق کے۔ قرآن ساتھ علیؑ کے ہے اور علیؑ ساتھ قرآن کے۔

ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ رسول اللہ و ابوبکر کے عہد میں بیع اولاد امہات کا جواز تھا۔ عمر خطاب کے عہد میں اُس کے بطلان پر کیوں اجماع ہوا آیا بجز کج رائی و خود پسندی کے اور کوئی بات تھی۔ حضرت علیؑ نے اپنے عہد مبارک میں وہی جواز قایم رکھا جو رسول اللہ کے زمانہ میں تھا۔ قاضی شریح مردود لاکھ چیخے پکارے اُس کی کیا اصل کہ اعتراض کرتا وہ کون تھا خلیفہ وقت پر انحصار فصل قضایا تھا یا قاضی و مفتی پر یہ سب مکاری و جعلسازی نواصب مردود اور اُن کے ہمزبان مطرودی کی ہے۔

جناب امیرؑ کا قول و فعل طرز معاشرت رفتار گفتار سب کچھ ابتدا سے انتہا تک ایک رہی۔

تیسرا جناب امیرؑ نے مسئلہ توریث جد مین احکام مختلفہ جاری فرمائے ایک حالت پر قائم نہ رہے حالانکہ خود ہی جناب کا قول ہے۔

ترجمہ جو شخص ارادہ کرے کہ در آوے درمیان دوزخ کے پس چاہیئے کہ وہ کلام کرے مسئلہ جد مین۔

جواب جواہر۔ امر واقعی یہہ ہے کہ اس مسئلہ مین بہت بڑا اختلاف تھا نہ یہ مسئلہ خلفائے ثلثہ کے زمانہ مین طے ہوا۔ نہ جناب امیرؑ کے چنانچہ اس مسئلہ کی بہت بڑی بحث درباب توریث جد ابو بکر و زید بن ثابت زمانہ عمر خطاب مین ہوئی۔ مگر تصفیہ کلی نہین ہوا۔ پس درصورت اختلاف مجتہدین مجتہد وقت اپنے اجتہاد کو جاری کرے تو نقصان کیا ہے۔ اور یہہ فرمانا آپ کا کہ جو شخص ارادہ کرے کہ در آوے دوزخ مین الی آخرہ از راہ احتیاط تھا کیونکہ اس مسئلہ مین کوئی نص قطعی نہ تھی کہ اس پر حکم کیا جاوے اور جبکہ کسی مسئلہ مین آیت یا حدیث نہین ملتی تو قیاس کو دخل دیا جاتا ہے ہم کو اس جواب سے اتفاق نہین ہے۔

اول تو احکام مختلفہ لکھنا چاہیئے کہ جناب امیرؑ نے اس مسئلہ مین ایک حالت پر قیام نہ کیا۔

دوئم اس قول کی صداقت کہ مسئلہ جد مین کلام کرنا دوزخ کے داخلہ کا ارادہ کرنا ہے۔ کیونکہ یہہ مسئلہ ایک ایسا شدید جواد مسکت نہین ہے جس کے لیئے

جناب امیرؑ نے ایسا فرمایا۔ خلفائے ثلثہ کے عہد مین جاہلیت و کچھ رائے و قیاس پر زیادہ عمل تھا اس لیئے بحثین ہوئی ہونگی اور مسئلہ نہ چلے پایا ہوگا مگر جناب امیرؑ نے اپنے عہد مبارک مین دودہ اور پانی الگ کردیا کوئی بحث باقی نرہی۔ اس مسئلہ کی کیا حقیقت تھی جو طے نپاتا۔ دیکھو تنزیہہ الانبیا و دیگر کتب فقہ شیعیان اہل بیت اطہار۔

ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ مین ابو البختری سے روایت ہے کہ ہم سے علیؑ نے بیان کیا کہ مجھے رسولؐ خدا نے یمن کی طرف بھیجا اور مین جوان تھا۔ مین نے عرض کیا کہ لے رسولؐ خدا آپ مجھے ایک قوم پر بھیجتے ہین کہ مین اُن مین فصل قضایا کرون مین نوجوان آدمی ہون۔ حضرتؐ نے فرمایا آؤ میرے پاس آؤ مین آپکے قریب گیا آپ نے میرے سینہ پہ ہاتھ پھیرکر فرمایا بار خدا علیؑ کے سینہ کو ہدایت سے بھر دے اور اُس کی زبان کو ثابت رکھ۔ علیؑ فرماتے ہین اس کے بعد پھر مین نے دو شخصون کے فیصلہ مین کبھی شک نہین کیا اسی حدیث کی تفسیر مین لکھا ہے۔ ایک شخص کو عمر بن خطاب کے پاس لوگ لائے عمر نے اُس سے پوچھا کیف اصبحت اُس نے جواب دیا اصبحت احب الفتنة واکرہ الحق واصدق الیھود والنصاریٰ وا من بالم اراہ واقر بالم یخلق۔ اس کلام سے لوگون کو حیرت ہوئی اور کسی کے ذہن مین اس کے معنے نہ گذرے۔ عمر خطاب نے حضرت علیؑ کو بلایا آپ نے اس کا یہ کلام سنکر فرمایا یہ سچ کہتا ہے۔ بیشک یہہ دوستدار فتنہ ہے چنانچہ حق تعالے فرماتا ہے۔ انما اموالکم واولادکم فتنة۔ یعنے تمہارے مال و اولاد فتنہ ہین اور حق یعنی موت کو

مکروہ و برا جانتا ہے - چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے وجاءت سکرت الموت بالحق ذالک ما کنت منہ تحید -

یعنی بیہوشی موت کی حق کے ساتھ آئی یہہ وہ چیز ہے جس سے تو کترا تا تھا اور یہہ شخص مصداق اہل کتاب ہے قال اللہ تعالے وقالت الیھود لیست النصارے علی شیئ وقالت النصارے لیست الیھود علی شیئ - یہود نے کہا نصارے کسی دین پر نہیں اور نصاری نے کہا یہودی دین پر نہیں حالانکہ وہ سب کے سب کتاب پڑھتے ہین شیخ صاحب ہر چیز مر رہی ہے یعنی اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اُس ذات وحدہ لاشریک کو بن دیکھے مانتا ہے اور وہ غیر مخلوق ہے یعنے مقر ساعت و معاد ہے - حضرت علی کی یہہ گفتگو سنکر عمر خطاب نے کہا پناہ مانگتا ہون خدا سے اُس دن کے لیے جسمین علی نہون -

سعید ابن المسیب سے کہتے ہین عمر خطاب اکثر کہا کرتے اللھم لاتبقنی لمعضلة لیس لھا ابو الحسن - یعنے خداوندا اُس زمانہ سے پناہ مانگتا ہون جسمین علی نہون -

کیون جو ہر صاحب جس کا سینہ بدعائے رسول اللہ نور ہدایت سے معمور - اور زبان حق سے مماثلت و مناسبت کلی رکھتی ہو اور خلیفہ ثانی کے عہد مین ایسے مسئلہ لاینحل کا انکشاف و اسرار نہانی کا اظہار ہو اُس سے مسئلہ تو ریث جد مین اختلاف ہو - لا واللہ لا - یہہ محض کید عظیم اخوان الشیاطین ہے -

ترمذی مین ابن سعد سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت علی سے پوچھا کیا وجہ ہے آپ حدیث کرنے مین سب سے زائد ہین - جواب دیا کہ جب مین رسول خدا

سے پوچھتے تب بھی آپ جواب دیتے اور جب نہ پوچھتا تب بھی آنحضرت ابتدا فرماتے۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں عمر خطاب فرمایا کرتے کہ علیؑ کے مثل کوئی قاضی نہیں ابن مسعود کہتے ہیں مدینہ والون مین سب سے زائد قاضی حضرت علیؑ تھے ابن عباس فرماتے ہین جب ہمین کوئی ثقہ حضرت علیؑ سے حدیث کرتا تو ہمکو عذر نہ ہوتا۔

سعید ابن المسیب کہتے ہین اس مشکل قضیہ مین جسمین علیؑ نہوتے عمر خطاب اللہ سے پناہ مانگتے تھے۔ سعید بن المسیب کہتے ہین کہ حضرت علیؑ کے سوا صحابہ مین ایسا نہ تھا جو سلونی کہتا ہو یعنے مجھ سے پوچھو ابن عساکر ابن مسعود سے روایت کرتے ہین سارے مدینہ والون مین سے علم فرائض مین دانا تر اور قاضی علیؑ ابن ابی طالب تھے۔

چوتھا جناب امیرؑ نے ایک زندیق کو آگ مین جلوادیا۔ اس قصہ کو شریف مرتضےٰ نے تنزیہہ الانبیا والائمہ مین لکھا ہے۔

ترجمہ تحقیق جناب امیرؑ نے ایک شخص کو آگ مین جلادیا جس نے لونڈی کے ساتھ اغلام کیا تھا۔ حالانکہ حدیث متفق علیہ مین سخت ممانعت ہے۔

قال رسول اللہ لاتعذبوا بعذاب الناس۔ نہ عذاب کرو کسی پر آگ کا۔ پس جناب امیرؑ نے صریح خلاف حدیث عمل درآمد کیا۔

جواب۔ واقعی جناب امیرؑ نے زندیق لوطی کو اپنے حکم سے جلوادیا سبب یہہ ہے کہ جناب کو یہہ حدیث معلوم نہ تھی جب یہہ حدیث پہونچی اپنے سہو پر

ندامت فرمائی۔ مجتہد باوجود خطا کے بھی صواب کا مستحق ہوتا ہے اور انسان خطا ونسیان سے مرکب ہے۔

ابوبکر کو بھی میراث جدہ معلوم نہ تھا۔ مغیرہ بن شعبہ و محمد بن مسلمہ سے سنکر آپ نے حکم میراث جاری کیا۔

ہم کہتے ہین یہہ جواب جوہر کا صرف پردہ داری ابوبکر کے لئے ہے کہ وہ میراث جدہ سے لاعلم تھے۔ تعجب ہے جو اعلم الناس باب مدینہ علم نبوت ہو اور بقول مخبر صادق قرآن کا ہمراز و ہمدم و ہمنفس ہو اُسے تیس سال تک حدیث نبویؐ سے لاعلمی رہے یہہ ممکن نہین اور عقل بشر ہرگز قبول نہین کرسکتی۔ اگر یہہ حدیث عذاب نار کی صحیح ہوتی تو ضرور آپ اُسی پر عمل کرتے کیونکہ آپ سے زیادہ قرآن واحادیث صحیحہ کا واقف کار کون ہوسکتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ یہہ حدیث موضوعی بعد خلافت جناب امیرؑ عہد بنی امیہ مین صرف الزام دہی کے واسطے بنالی گئی۔ حدیث سنکر اپنے سہو سے ندامت فرمانا کس کتاب مین لکھا ہے کچھ بھی تو حوالہ دینا تھا ایسی اول جلول باتین بک دینا بجز مجذوبانہ بڑ کے اور کیا سمجھا جاوے دعوے بے دلیل قبول خرد نہین۔

جو سزا جناب امیرؑ نے دی بہت ہی بجا اور مطابق شریعت خدا و رسولؐ ہے۔ تمہارا سچ تو تب ظاہر ہوتا کہ جہان جناب علم الہدا نے زندیق لوطی کو جلانا تنزیہ الانبیا مین تحریر فرمایا ہے وہان جواب اور دلائل معقول بھی لکھے ہین اُن مین سے کچھ بھی لکھتے تو واستہ دروغ معلوم ہوجاتا مگر نواصب اور تم کو صرف اعتراض عذاب نار کا ہے اور بیساختہ دل کڑھتا ہے کیا کہئیے زمانہ ماسبق مین جناب امیرؑ کو صبر و سکوت کی ہدایت تھی ورنہ بڑے بڑے ریشائیل پیر نابالغ اس مرض مین مبتلا تھے وہ بھی جلاکر

راکھ کا ڈھیر کر دیئے جاتے۔

صراح و غیاث اللغات وغیرہ دیکھو اس فعل کو علت مشایخ سے مناسبت دی ہے بلکہ اصلی معنے ہی علت مشایخ کے لکھدیئے ہیں۔

چونکہ بنی عباسیہ کے زمانہ مین عورتون کے ساتھ لواطہ کرنا زمد رائج تھا اسواسطے محدثین اہل سنت نے یہہ روایت بنائی کہ آیہ نساءکم حرث لکم اسی بارے مین نازل ہوا کہ عورتون کی دُبر مین جماع کرو جبکی قباحت پر متنبہ ہوکر متاخرین نے صحیح بخاری وغیرہ سے لفظ دبر کو نکالدیا۔ مگر ابوحنیفہ نے عام فتوے دیدیا کہ عورتون کے ساتھ لواطہ جائز ہے اور اوس کی کوئی اصلاح بھی نہ کرسکا چنانچہ امام طحاوی شرح معانی الآثار مین لکھتے ہین کہ کہا عبدالرحمن بن قاسم نے مین نے کسی ایسے شخص کو جو قابل اقتدا ہو امر دین مین ایسا نپایا جو اس مین شک کرتا ہو کہ عورتون کی دبر مین وطی کرنا حلال ہے بعد اُس کے اسی آیت کی تلاوت کی اور کہا کہ اب اس سے بڑھ کر کونسی آیت صاف ہو گی اور عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین کہ اگر وطی کرے اپنے غلام کی دبر مین یا لونڈی کی دبر مین یا عورت کی دبر مین تو اُس پر حد نہین۔ اور اس مین کسی کو اختلاف نہین لاحول و لاقوۃ الا باللہ۔

پانچوان جناب امیرؑ نے ایک شرابی پر حد شرع جاری کی اور وہ مر گیا تو آپ نے اُسکے ورثا کو دیت عطا کی۔ پس جناب کو اپنی رائے پر شبہ ہوا جو ورثا متوفی کو دیت دی۔

جواب۔ دیت ورثا کو بنظر احتیاط دی نہ از راہ شک اگر شک ہی ہوتا تو حد کیون جاری فرماتے پس احتیاط فرمانا باعث کمال تقوے ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے

اولٰئک ہم المتقون خیر ہی صحیح۔

چھٹا۔ جناب امیرؑ نے ولید بن عقبہ کے صرف چالیس کہ نصف حد ہے دُرّے لگوا کر بپاس قرابت عثمان چھوڑ دیا۔ حالانکہ یہہ فعل مخالف کتاب اللہ و سنت ہوا۔

جواب۔ اس لیئے نصف حد جاری کی کہ ایک شاہد نے شراب پینے کی دوسرے نے قے کر دینے کی شہادت دی پینا نہ پینا برابر ہوا پس نہ مخالفت کتاب اللہ نہ رعایت رشتہ دارئ عثمان۔

ساتوان۔ ایک مجرم نے اپنے جرم سے اقرار کیا اور اپنے اوپر حد جاری ہونیکی درخواست کی مگر جناب امیرؑ نے بغیر قصاص چھوڑ دیا۔

جواب جوہر۔ مقتول کے ورثا نے اُس مجرم پر قصاص نہ چاہا جناب نے اپنی رائے سے مجرم کو نہین چھوڑا۔

آٹھوان۔ مولاۃ حاطب کو سنگسار کیا۔ حالانکہ وہ لونڈی تھی جس پر رجم نہین۔

جواب جوہر۔ حاطب نے لونڈی کو آزاد کر دیا تھا۔ پس آزاد پر حد جاری کیا جانا شرع شریف مین جائز ہے۔

نوان۔ ایک چور کی بجائے ہاتھ کے اونگلیان خنجر سے کٹوا دین۔

جواب جوہر۔ یہہ قصور جلاد کا تھا جو حکم کو اچھی طرح نہ سمجھا۔

دسوان۔ جناب امیرؑ نے بچون کی شہادت منظور کی حالانکہ نصّ قرآن کے خلاف ہے۔

جواب جوہر۔ وہ بچون کا حالہ تھا اور بوڑہا وجوان کوئی واقف کار نہ تھا۔

گیارہوان۔ ایک دو چشم نے یک چشم کی آنکھ پھوڑ ڈالی قصاص مین ظالم کی دونو آنکھین پھوڑنے کا حکم دیا گیا۔

جواب جوہر۔ مظلوم یک چشم کی آنکھ حکم دو آنکھ کا رکھتی تھے۔

بارہوان۔ جناب امیر نے حد سرقہ ایک نابالغ بچہ پر جاری کی حالانکہ وہ مرفوع القلم ہین۔

جواب جوہر۔ تادیباً و تنبیہاً ایسی سزا جائز ہے۔

تیرہوان۔ ایک چور نے حضور مین جناب امیر کے حاضر ہوکر جرم کا اقرار کیا۔ اور حد جاری ہونے کی درخواست کی۔ جناب نے بغیر قصاص کے چھوڑ دیا۔ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے۔

جواب جوہر۔ اسکا ذکر کتب اہل سنت مین نہین ابن بابویہ قمی شیعہ نے اپنی کتاب مستند مین لکھا ہے شیعون سے جواب لینا چاہیئے۔

ابن بابویہ قمی علیہ الرحمۃ نے جہان یہہ حال لکھا ہے وہان وجوہ رہائی بھی درج کیئے ہین۔ اونکو تم نے کیون ترک کیا۔ مقر بجرم فاتر العقل تھا کوئی مدعی نہ تھا کوئی مال چوری نہ گیا تھا پس کیونکر سزا ہوتی۔

چودہوان۔ نجاشی حارثی شاعر کو لوگ جناب امیر کے روبرو پکڑ لائے جس نے رمضان المبارک مین شراب پی تھی آپ نے حد سے بیس درے زیادہ لگوائے حد الہی مین زیادتی کی۔

جواب جوہر - اِس روایت کو بھی ابن بابویہ قمی نے لکھا ہے شیعون پر جواب دہی فرض ہے - مگر رمضان کی حرمت سمجھکر جناب امیرؑ نے بیس درّے زیادہ لگوا دیئے ہونگے مگر یہہ بات محض لغو ہے اور جناب امیرؑ کی ہجو -

ہم کہتے ہین ابن بابویہ علیہ الرحمۃ نے قول نواصب کی نقل کرکے جواب لکھا ہے کہ انکا اعتراض زیادتی درّونکا محض بے جا ہے اور اتہام - جناب امیرؑ نے حدالہی کے مطابق سزا دی ہے -

پندرہوان - جناب امیرؑ نے دعویٰ الوہیت کیا جیسا کتب سنّی و شیعہ مین مرقوم ہے الست بربکم وان انشی الاریاح وانا محی لا یموت پس جناب دائرہ اسلام سے خارج ہوئے

جواب جوہر - یہہ قول نواصب کا محض خلاف ہے اس کا مذکور کتب معتبرہ اہل سنت مین مطلق نہین اور نہ کوئی سنی المذہب اس بات کا معتقد ہے کہ جناب امیرؑ نے کلمہ شرک اپنی زبان مبارک سے فرمایا ہو - ہان اس قسم کے عقائد پر سکائد البتہ ابن سبا کے چیلون نے اپنی کتب مستندہ مین درج کیئے ہین پس اس کا جواب بھی فرقہ عبد السبابہ کے ہی ذمہ ہوگا - اگر بفرض محال یہہ اتہام تسلیم بھی کر لیا جاوے تو اہلسنت کی طرف سے یہہ جواب قرین مصلحت ہوگا کہ اکثر یہہ حالت اولیائے کرام و صوفیان عظام پر طاری و ساری ہوا کرتی ہے چنانچہ حدیث متفق علیہ مین واقع ہے - انت عبدی وانا ربک اخطا من شدۃ الفرح - تو میرا بندہ ہے اور مین تیرا رب ہون خطا کی مین نے غلبہ خوشی مین - پس جو امر عالم بیخودی مین سرزد ہو اس پر طعن کرنا خود ہی مورد لعن بننا ہے - جن اولیائے اللہ کی نسبت نواصب کو بھی حسن عقیدت

سے ہے اُن مین سے بعض نے اس قسم کے کلمات عالم بیخودی مین اپنی زبان سے نکالے ہین۔ پس یہہ الزام صریح اتہام جناب امیر پر کہ سرزد ہوا ہو لیا ہین ہرگز عائد نہین ہوسکتا اور اگر نعوذ باللہ ہوسکتا ہے تو وہ اولیا اللہ جن کی ولایت کا نواصب کو بھی بدل اقرار ہے اس الزام سے بری نہین ہوسکتے اپنی کتب سیر کی سیر کرو۔

ہم کہتے ہین جوہر نافہم نے باوصف انکار اقرار بھی کر لیا۔ اور حدیث متفق علیہ بھی پیش کردی اور نواصب کے اولیائے مقبولہ کا حوالہ بھی دیدیا کہ ان کے اولیا نے بھی اس قسم کے کلمے زبان سے نکالے ہین۔ پس فرقہ عبد السبائیہ و ابن سبا کے چیلون مین خود ہی باقرار خود شامل ہو گئے ع بادوہ جو سرپہ چڑھ کے بولے۔

ہمارا جواب یہہ ہے فرقہ حقہ اثنا عشریہ کی کتابون مین اس قول جناب امیرؑ کا سایہ بھی نہین ہے نہ اس فرقہ ناجیہ کا اس پر اعتقاد کہ جناب امیرؑ نے دعوئے الوہیت کیا نعوذ باللہ وہ قاطع شرک تھے اور قاتل مشرکین۔ دیکھو خانہ کعبہ مین رسول خدا کے دوش مبارک پر سوار ہو کر لات و ہبل وغیرہ بتون کو توڑ پھوڑ کر خاک مین ملا دیا ؎

علیؑ بر دوش احمدؐ چشم بد دور عیان شد سعئے نور سے علی نور

جس نے اون کو خدا کہا اوسے جلا کر راکھ کر دیا ہان ایسے اقوال شیطانی عبد النعمانی ابو حنیفہ کے چیلون کی کتابون مین بکثرت مرقوم ہین اور انہین کے ہر گدائے دریوزہ گرد سنگ پوش خرقہ پوش کو دعوئے انا الحق و انا ربک کرنے کا استحقاق ہے جو باعلان کر رہے ہین دیکھو کتب حال و قال اپنے صوفیائے کرام کی اور واقعات تاریخی منصور حلاج وغیرہ پس جبکہ دُھنے جولاہے تک کو انا الحق کہنے کا حوصلہ ہے تو شرفائے قوم کو اس سے بھی بڑہ کر کوئی کلمہ کہہ دینا کیا عجب ہے۔

جوہر الایقان مصنفہ مولوی مفتی حکیم محمد عبد الکریم دہلوی سنی المذہب مین آنحضرت سے صحیح حدیث درج ہے لا انی لارجوا لمتی فے حبهم لابی بکر و عمر ما ارجوا لهم فی قول لا اله الا الله ترجمہ - اسلیئے کہ مجھکو اپنی امت سے ابوبکر و عمر کے ساتھہ محبت کرنے مین وہ امید ہے کہ لا اله الا الله کہنے مین وہ امید نہین ہے انتہی -

اب فرمایئے ابوبکر و عمر کی محبت لا اله الا الله کہنے سے بڑھ گئی خود رسول اللہ کی نسبت جہ جائے اُمّتیان پس اس فرقہ عبد النعمانی مین دعوے الوہیت و نبوت کرنا کیا بعید ہے اور رسول خدا کی نسبت بھی احمد بے میم وغیرہ کہا جاتا ہے اور سولہ وغیرہ مین پڑہا جاتا ہے ہم کو طول فضول کا خوف ہے ورنہ صدہا قول نقل کرتے جسے دیکھنا ہو کتب صوفیہ مین ایسے دعوے ہزارون دیکھ لے -

سولہوان - جناب امیر نے عراق و یمن و عمان کی امارت پر اپنے اقربا کو مقرر کیا اور طلحہ و زبیر کہ اصحاب بدر سے تھے کوفہ و بصرہ کی امارت پر پسند نہ کیئے گئے -

جواب جوہر - رشتہ داران با اعتبار کا مقرر کرنا بہتر ہے اُن اغیار سے جو اطاعت مین پہلو تہی کرین چنانچہ ایسا ہی عثمان بن عفان نے اپنی خلافت مین کیا تھا یہہ جواب پردہ داری عثمان کے لیئے ہے مگر ہم اتفاق نہین کرتے - جناب امیر نے عبد اللہ ابن عباس کو کہ ابن عم رسول اللہ بھی تھے امارت دی اور محمد بن ابوبکر کو جو خلیفہ اول کے لخت جگر تھے اور کسی رشتہ دار کو امارت پر مامور کرنا تبلاؤ مثل عثمان کے جنھون نے بنی اُمیہ خاص الخاص اپنے قرابت دارون کو تمام ممالک محروسہ پر قابض کر دیا - اور بیت المال اُنکا شیر مادر ہو گیا - دیکھو تاریخ اعثم کوفی

وغیرہ ولید بن عقبہ شرابخور کو حاکم کوفہ بنایا جو ہمیشہ حالت نماز میں مخمور و مست رہتا
اور کہتا اگر کہو اور دو رکعت پڑہا دوں مروان بن حاکم طرید رسول اللہ تھا اُس کی فقت
اُس کی شرارتوں کو دیکھ کر آنحضرتؐ نے مدینہ سے نکلوا دیا اور فرمایا یہہ
مروان وہ ہے جو کتاب اللہ میں منافقت و طریقہ رسول اللہ میں مخالفت پیدا کریگا
چنانچہ ابوبکر و عمر نے بھی مروان کو اور دور تک نکلوایا مگر عثمان غنی نے جنکو صلہ
رحمی کا بڑا خیال تھا نہ رسول اللہ کی سنت پر عمل کیا نہ سیرت شیخین پر باوصف علم
حدیث مخبر صادق در بارہ منافقت و مخالفت کتاب اللہ طریقہ رسول اللہ بہر امی و اکو بلا کر اپنا
وزیر و رکن اعظم مہمات مالی و ملکی بنایا نہ خوف از خدا و نہ شرم از رسول آخر کتاب اللہ
میں منافقت و طریقہ رسول اللہ میں مخالفت جو ان ذات شریف نے کی اظہر من الشمس
و ابین من الامس ہے نہ انکا وجود نا لبود دنیا میں ہوتا نہ اسلام کی یہہ گت ہوتی۔
سترہواں۔ یہہ کہ قاتلان عثمان شہید مظلوم سے قصاص نہ لیا حالانکہ
قرآن مجید میں النفس بالنفس واقع ہے اِس درصورت اغماض جناب امیرؑ
گنہگار ٹھہرے۔
جواب جوہر۔ جناب امیرؑ پر قاتلان عثمان سے قصاص لینا اُس وقت فرض تھا
جبکہ ورثائے مقتول قاتل کا نشان دیتے قطع نظر اِس کے خلیفہ پر عدل واجب ہے
نہ تلاش قاتل۔
ہم کہتے ہیں جبکہ عائشہ صدیقہ مجتہدہ نے باعلان فتویٰ قتل عثمان اقتلوا النعثل کا دیدیا
اور خود عثمان خلیفہ وقت نے اپنے ارتداد و عمل کتاب اللہ و شریعت محمدیؐ پر نہ کرنے
کا اقرار کر کے اصحاب جلیل القدر کے روبرو توبہ کی بلکہ تحریری توبہ نامہ باقرار

عدم عمل کتاب اللہ و شریعت محمدی لکھدیا اور بعد از توبہ نامہ کے بھی اپنے حرکات و عادات سے باز نہ آئے اور اپنی ارتداد پر مصر رہے جیسا ہم نے تاریخ اعثم کوفی سے نامہ توبہ نامہ بجنسہ نقل کرکے صفحہ ۱۴۱ اولین دکھلایا ہے تو شرعاً و عرفاً اونکا قتل جائز ہوا پھر قصاص کیسا اور تلاش قاتل کو۔

اٹھارہواں۔ یہہ کہ ابوموسے اشعری کے گھر کو آگ لگوا کر جلوا دیا اور سارا مال و اسباب انکا لٹوا دیا۔ جناب امیرؑ نے زیادتی کی۔

جواب۔ جوہر۔ تاریخ طبری میں یہہ معاملہ اس طرح مسطور ہے کہ مالک اشتر و اُنکے غلاموں نمک حراموں نے گھر میں آگ لگادی اور سارا مال و متاع لوٹ لیا اس امر کی جناب امیرؑ کو مطلق خبر نہ تھی زیادتی کیسی۔

ہم کہتے ہیں ابوموسے اشعری سادہ لوح دور از عقل کے سبب سے خلافت حقہ درہم و برہم ہوگئی اور معاویہ شامی کیطرف خلق رجوع ہوگئی۔ پس اگر ایسے آدمی کو بھی گھر کے ساتھہ ہی جلا دیتے تو خوب ہوتا کیونکہ جس کی ذات سے اسلام میں فساد عظیم واقع ہوا اُس کی سزا یہی تھی۔

مالک اشتر و اُنکے غلام نمک حلال باوفا نے بہت ہی اچھا کیا ابوموسے اشعری کو بھی خاکستر کردیتے تو لطف ہوتا۔

اُنیسواں۔ یہہ کہ ابومسعود انصاری کی جناب امیرؑ نے اہانت کی گنہگار ہوئے۔

جواب۔ جوہر۔ جناب امیرؑ نے ابومسعود کی اہانت اسوجہ سے کی کہ وہ طرفداری باغیوں کی کرتے تھے تنبیہ میں گناہ کیا ہے۔

ہم کہتے ہیں جبکہ باغیان خلافت کا قتل و قمع جناب امیرؑ پر فرض تھا تو اُنکے

طرفدار تھیں راز دار صلاح کار سب قتل کے مستحق تھے انصاری ہوں یا مہاجر۔

کیوں جوہر ناقص۔ ابوہریرہ سے صحابی جلیل القدر صحابی رسولؐ کو صرف صحیح حدیث نبوی بیان کرنے کی علت میں خلیفہ ثانی نے اتنے کوڑے لگوائے کہ بیچارے کی پیٹھ لہو لہان ہوگئی۔

ابوذر غفاری مصاحب خاص رسولؐ اللہ کو خلیفہ ثالث نے شام سے مدینہ تک برہنہ اونٹ پر لاکر جلا وطن کردیا۔ عمار یاسر کو خود خلیفہ نے اتنی ٹھوکریں ماریں کہ اُن کو عارضہ فتق کا ہوگیا۔ یہہ نظیریں آپ نے نہ لکھیں۔ ابو مسعود کی اہانت پر یہہ قیل وقال۔

بیسواں یہہ کہ جناب امیرؑ نے اپنے حقیقی بھائی حضرت عقیل کو اس درجہ ناراض کیا کہ وہ جناب کے دشمن سے جا ملے۔

جواب جوہر۔ جو رنجش فیمابین جناب امیرؑ و حضرت عقیل کے ہوئی وہ بمقتضائے بشریت تھی جیسے درمیان حضرت موسےٰؑ و حضرت ہارونؑ اور باہم ابوبکر و عمر شیخین۔ بخاری میں ابودردا سے روایت ہے کہ ایک بار باہم ابوبکر و عمر رنج ہوگیا ابوبکر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مجھ سے اور عمر سے کچھ گفتگو ہوئی اور رنجش ہوگئی ہیں اُن پر غصہ ہوا اگر بعد کو میں خود شرمندہ ہوکر عمر کے پاس قصور معاف کرانے گیا مگر انھوں نے قصور معاف نہ کیا اس لیے آپ کے حضور میں حاضر ہوا ہوں اس عرصہ میں عمر بھی حاضر ہوئے۔ حضرتؐ کے چہرہ سے آثار غصہ نمودار ہوئے ابوبکر ڈرے اور زانوؤں پر کھڑے ہوکر عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ

عمر کا قصور نہیں ہے بلکہ زیادتی میری جانب سے ہوئی تب حضرتؐ نے یہہ حدیث فرمائی۔
بخاری میں ابو درداء سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اللہ نے مجھے تمہاری
طرف بھیجا سو اول تم نے کہا کہ تو جھوٹا ہے اور ابوبکر نے کہا کہ سچا ہی اُس نے
میرے ساتھ اپنی جان اور مال سے سلوک کیا سو کیا تم لوگ میری ساتھی
کو میری خاطر سے چھوڑو گے۔
یہہ حدیث اس مصلحت سے لکھی گئی ہے گو کہ بظاہر نواصب کا جواب ہی مگر
دراصل بمقابلہ اہل تشیع خلافت بلافصل ابوبکر کا اثبات ہی۔ انتہیٰ

جوہر نادان پھر خلافت کا چرخہ لے بیٹھے۔ ہم کہتے ہیں یہہ اعتراض ہے جوہر
کا ساختہ ہے اسی حدیث کے لئے جیسا انکو خود اقرار ہے ورنہ اس اعتراض کی اصل
ہی کیا ہے خانگی رنجشیں آنحضرتؐ اور ازواج مقدسہ کی دیکھو جن کو ہم نے مختصر لکھا ہی
تب آنکھیں کھلیں گو کہ ہم اُن کی تصدیق نہیں کر سکتے مگر تمہاری کتابوں میں فخریہ درج ہے
اس لئے تم کو اُنپر اعتبار کرنا چاہیئے۔ رہا حدیث سے اثبات خلافت بلافصل پس جبکہ
وہ حدیثیں جن میں صاف الفاظ میں ابوبکر کا خلیفہ بنانا کہا گیا ہے کارآمد نہوئیں تو یہہ
حدیث کیا مفید ہو گی جس میں خلافت کا ذکر ہی نہیں۔
خدا نے آیۂ والسابقون الاولون میں مہاجر و انصار دونوں کی قید لگا دی ہے
تصدیق رسالت اول ہو۔ یا بعد ہجرت سبقت اسلام ابوبکر کس کام کی رہی اور وہ حدیث
حضرت ابوذر غفاری صادق القول بقول مخبر صادق کس اصول سے خارج از بحث
قرار پائی جو ابو طلحہ سے بیان کی گئی کہ حضرت علیؑ سابق الاسلام و صدیق اکبر فاروق
اعظم و یعسوب دین ہیں۔

ابودردا کو بمقابلہ حضرت ابوذر غفاری کیا وقعت ہو سکتی ہے معلوم نہیں کیسی کیسی صحبت کی سوالی ہیں -

اکیسوان - یہ کہ جناب امیر نے دو مرتبہ عمداً نماز فرض ترک کی مرتکب کبیرہ ہوئے اگر کہیں کہ معذوری تھی تو در صورت عذر معقول حاجت رد شمس کیا ہے -

جواب جو کتب معتبرہ اہل سنت میں رد شمس کا ذرہ برابر بھی اثر نہیں مگر اہل تشیع کی معتبر کتب میں اس قصہ کا مذکور ہے پس اسکا جواب انہیں کے ذمہ ہے - اگر شواہد ملا جامی کا حوالہ دیا جائے کہ جناب امیر کے لئے دو بار رد شمس ہوا تو جواب یہ ہے کہ وہ شیعون کی الحاقی کارروائی ہے کسی مفتری نے پشت کتاب پر لگا کر چھپوادی ہوگی -

بیان جو ہے تم ایسا گریز کرتے ہو جیسا جنگ احد و حنین سے لوگ بھاگ کھڑے ہوئے -

ہم پوچھتے ہیں یہ قصے رد شمس شواہد ملا جامی کے پشت کتاب پر درج ہیں یعنی اوراق علیحدہ پر شیعون نے چھپوا کر اسمیں چسپان کر دیا یا پشت یا پشت سے کتاب مذکور کے بین بین لکھے ہیں - اور ابتدائے تصنیف سے ابتک نسخہ ہائے قلمی و مطبوعہ دونوں میں موجود -

پس تمہارے پاس جو کتاب ہے اس کی پشت پر شیعون کی الحاقی کارروائی ہوئی تمہیں کو اس کی خبر ہوگی دوسرے کو کیا خبر -

افسوس ہے ایسی روایات صحیحہ سے خلاف عقاید اہل سنت تم منکر ہوئے ہو اور اپنے علمائے

متقدمین و متاخرین کو جھوٹا بناتے ہو۔

ہم کہتے ہیں اگر رد شمس ہوا تو نماز بھی ترک ہوئی اگر رد شمس نہیں ہوا تو نماز کا ترک ہونا بھی محال دونوں لازم و ملزوم اور پہلے رد شمس میں تو جناب رسولؐ خدا کی دعا کی اجابت ہے کیونکہ آنحضرتؐ حضرت علیؑ کے زانو پر فرق مبارک رکھ کر سو گئے۔ عصر کا وقت تمام ہو گیا۔ آنحضرتؐ بیدار ہوئے۔ پوچھا یا علیؑ تم نے نماز عصر پڑھی آپ نے عرض کی اطاعت رسولؐ میں تھا۔ اس لیئے وقت جاتا رہا آنحضرتؐ نے دعا کی آفتاب قریب غروب تھا کچھ اوپر آگیا حضرت علیؑ نے نماز ادا کی پھر آفتاب غروب ہو گیا پس اجابت دعائے نبوی کا کیوں انکار ہے۔

دوسری بار جنگ صفین میں خود حضرت علیؑ کی دعا سے آفتاب کی رجعت ہوئی کہ وہاں بھی بوجہ قتال نواصب و خوارج شامیان بدبخت نماز کا وقت باقی نہ رہا تھا۔ گو کہ عذر معقول تھا مگر نواصب و خوارج نامعقول کے کید عظیم و کور باطنی پر خیال کر کے خدائے قادر کی قدرت و جلالت اپنی مقبولیت و خصوصیت دعا کی اجابت کا جلوہ دکھا دیا کہ یہہ نہ کہنا نماز فرض ترک ہوئی اور ترک ہوئی تو برجعت آفتاب خدا نے ادا کرا دی۔ یہہ اسکا فضل اس کی عطا اس کی بندہ نوازی ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

رسولؐ خدا کی نماز پر جو اہل سنت اعتراض کرتے ہیں اس کی خبر نہیں کہ نماز ظہر میں صرف دو رکعت پڑھی جب لوگوں نے یاد دلایا تو آپ نے اعادہ کیا اور پوری چار رکعت ادا کی تف برین بے شرمی کہ جن انفاس قدسیہ پر نماز کو خود ناز ہو ان پر ترک نماز کا اتہام ہیچ ہذیان۔

بائیسواں یہہ کہ جناب امیر معصوم تھے تو ہمیشہ یہہ کیوں فرمایا کرتے کہ مجھپر شیطان ونفس غالب رہتا ہے۔

جواب۔ بجوہر۔ ہرگز ہرگز جناب امیر ونیز دیگر ائمہ کو اہل سنت معصوم نہیں جانتے اسکا جواب بھی شیعوں سے دریافت کرنا چاہیئے۔ اہل سنت سے ہم کہتے ہیں بعض اہل سنت انبیا علیہم السلام کو معصوم نہیں سمجھتے۔ جوہر کج فہم خدا ہی کو جملہ مخلوق کے معاصی وسیئات کا مخزن وفاعل وصانع وموجد قرار دیتے ہیں پس حضرت علیؑ کی معصومیت کا کیوں اقرار کرینگے۔ مگر ہاں شیعہ اہل حق جنکو تمیز حق وباطل وشناخت عاصی ومعصوم ہے وہ ثابت کرتے ہیں اور کور باطنوں کو نور کی تجلی نار کی تاریکی دکھا دیتے ہیں۔

دیکھو مسند احمد حنبل اور مناقب ابن مغازلی شافعی اور مودات سید علی ہمدانی اور مستدرک حاکم اور جمع بین الصحاح الستہ وغیرہ کتب کثیرہ اہل سنت کہ فرمایا آنحضرت رسول خدا نے انا وعلی من نور واحد والحسن والحسین نوران من نور رب العلمین والفاطمۃ بضعۃ منی۔ یعنی میں اور علیؑ ایک نور سے ہیں اور حسنؑ وحسینؑ دونوں نور پروردگار سے ہیں۔ اور فاطمہؑ ٹکڑا میرے جگر کا ہے۔

اور دیکھو احادیث مقبول اہل سنت انا وعلی من نور واحد اور من شجرۃ واحدۃ اور الفاطمۃ بضعۃ منی اور حسنؑ وحسینؑ ریحانتانے فی الدنیا والاخرۃ اور یا علیؑ انت وارثی اور جسمک جسمی روحک روحی حربک حربی اور انی حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم۔ وغیرہ احادیث کثیرہ ومتواترہ متفق علیہا۔

اور دیکھو انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔

یعنی نہیں چاہتا ہی اللہ مگر یہہ کہ لیجاوے تم سے نجاست یعنی ہر طرح کے گناہ اور غصہ اور سختی کو ای اہل بیت اور پاک رکھے تم کو پاک رکھنا۔

چنانچہ صحیح ترمذی اور صحیح موطا اور صحیح ابی داؤد اور صحیح مسلم اور جامع الاصول اور مشکوٰۃ شریف اور مسند احمد حنبل اور معجم کبیر طبرانی اور وسیط واحدی اور جمع بین الصحاح الستہ رزین العبدری اور جمع بین الصحیحین حمیدی اور صحیح نسائی اور مفتاح النجا اور نزل الابرار مرزا محمد معتمد خان بدخشی اور مودات سید علی ہمدانی شافعی اور مناقب ابن مغازلی وغیرہم میں۔

اور راویان معتمد اور متواتر انس بن مالک اور عبد اللہ ابن عباس اور سعد وقاص اور ابی سعید خدری اور واثلہ بن اصقع اور ام المومنین جناب عائشہ اور حضرت ام سلمہ وغیرہا سے ثابت اور متحقق ہے کہ آنحضرت ایک چادر اوڑہے ہوئے تھے بلکہ جناب عائشہ سے صحیح مسلم میں رنگ بھی چادر کا لکہا ہے کہ منقش سیاہ بالوں کی تھی کہ جناب مولائے مومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالب اور سیدۃ النساء العٰلمین حضرت فاطمہ زہرا اور دونوں شاہزادوں حضرات حسنین علیہم السلام کو چادر کے اندر لیکر یہہ آیت پڑہی۔

اور صحیح ترمذی و موطا و ابوداود و جامع الاصول میں انس بن مالک سے مروی ہے کہ بعد نزول اس آیہ کریمہ کے چھ مہینے تک آنحضرتؐ ہر صبح کو جناب سیدہ دوجہان کے دروازہ پر آکر فرماتے الصلوٰۃ الصلوٰۃ اہل بیت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا۔

مسند احمد حنبل میں حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے چار دن

صاحبون کو چادر مین داخل کر کے فرمایا اللھم ھؤلاء آل محمد فاجعل صلواتک و برکاتک علی محمد و آل محمد انک حمید مجید۔ یعنی یا خدا یہ ہیں آل میری پس گردان تو درود اور برکات اپنی اوپر محمد اور آل محمد کے تحقیق تو شکر کیا گیا بزرگ ہے۔

طالب حق اور رتبہ شناس اہل بیت رسول برحق پر واضح ہو کہ احادیث متکاثرہ و متواترہ صاف صاف بغیر کسی احتمال شبہہ کے فریقین سنی و شیعہ سب یہان موجود ہین کسی کو مجال دم زدن نہین جلسے اہل بیت اور معصوم ہونا انہین نور ہی جسم تاب بے شبہہ ہویدا ہے اور ظاہر ہے کہ جب یہ معصوم ہین تو یہ جسے معصوم کہین وہ معصوم اور جسے عاصی و مذموم کہین وہ عاصی و مذموم اگر عنایت الٰہی شامل حال ہو تو سب طرح کے وساوس شیطانی اور نفسانی سے محفوظ رہے پھر کسی جاہل یا عالم مبتلائے وساوس کے دھوکے مین نہ آوے۔

مصابیح بغوی مین اور تفسیر ابو العباس اسفرائنی مین کہ مفسر جلیل القدر اور شیخ معتمد القول سنت جماعت کے ہین حدیث معتبرہ و صحیح وارد ہے کہ جس وقت داخل کیا پیغمبر خدا نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ کو عبائے مبارک مین تو فرمایا اللھم ھؤلاء اھل بیتی اطہار عترتی و اطائب ذریتی من لحمی و دمی الیک لا الی النار اذھب عنھم الرجس و طھرھم تطھیرا۔ یعنی یا خدا یہ ہین اہل بیت میرے اور طاہر عترت میری اور طیب فرزند میرے گوشت میرے سے اور لہو میرے سے طرف تیری نہ طرف آگ کے لیجا تو ان سے ہر طرح کے گناہ اور طاہر

یکہ توانکو طاہر رکھنا۔
صاحب روضۃ الاحباب معتمد اور موثقین سنت جماعت سے تحفۃ الاحباب مین
پانچ پیشین ایسی قسم کی لکہکر لکھتے ہین کہ بہ تحقیق تمام ثابت ہی کہ آیت تطہیر انہین پانچ تنون
کی شان مین نازل ہے اور اسی واسطے انہین آل عبا کہتے ہین جیسا کہ شیخ شہاب الدین
وغیرہ نے بتصریح لکہا ہے اور ابن مردویہ صاحب مناقب نہایت معتبر مشاہیر
کبرائے موثقہ سنت جماعت سے لکھتے ہین کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی تو فرمایا
رسول خدا نے خمسۃ منا معصومون انا و علیؑ و فاطمہ والحسنؑ والحسینؑ یعنے
پانچ ہم معصوم ہین۔
مودات سید علی ہمدانی مین ہے عن اصبغ عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ یقول
انا و علیؑ والحسنؑ والحسینؑ تسعۃ ولد الحسینؑ مطہرون و معصومون۔
ابن عباس کہتے ہین مین نے اپنے کانون سے سنا کہ فرمایا رسول خدا نے کہ مین
اور علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور نو شخص اولاد حسینؑ سے مطہر و معصوم ہین۔
واضح ہو کہ حدیث مرویہ ابن مردویہ باعتبار معصومین موجودہ وقت اور حدیث
مرویہ سید علی ہمدانی واسطے بالقوۃ ان معصومون کے جو اولاد اور ذریت حسینؑ
مین پیدا ہونے والے تھے۔ طالبان حق دیکھو کہ اس حدیث مین کیسی طرح
مجال چون و چرا اور لیت و لعل و احتمال دلائل قضیہ والیون کی کسی کو باقی رہ
سکتی انصاف شرط ہے مناسب اس مقام کے ہے جو شیخ شہاب الدین
دولت آبادی بذکر منشور سادات باب پنجم مین نقلاً تفسیر بخاری سے تفسیر بیان
مین لکھتے ہین بعینہ نقل کیجاتی ہی فی تفسیر بخاری۔

ہرگاہ این آیت مباہلہ نازل شد مصطفیٰ گلیم مخطط بر سر گرفت و زیر آن بنشست و علیؑ
و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ را بہ نشاند۔ چون از مباہلہ فارغ شد جبرئیلؑ بیاید و گفت یا محمدؐ آنانکہ
با تو در مباہلہ بودند فرمانست تا بر سر ایشان منشور کنم تا مردمان ایشان را عزیز و کرم دارند
پس جبرئیلؑ بر سر مصطفیٰ دو جعد بافت و تشریح داد و مقدار سر انگشت موئے ہا
پراگندہ بگذاشتہ و جمع کردہ پس مصطفیٰ بر سر علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ دو تا جعد کرد و
فرمود این بر شما سنت گردانیدم و بر اولاد شما کہ از فاطمہؑ اند پس جبرئیلؑ گفت
من یا محمدؐ من نیز با تو در مباہلہ بودم موافقت کردہ ام و خادم خانہ توام و علیؑ را در جنگ
یاری دادہ ام و گہوارہ حسنؑ و حسینؑ جنبانیدہ ام مرا از اہل خاندان خود قبول فرمائی بر سر
من جعد ہا کن تا فرشتگان ملائے اعلیٰ مرا اہل خاندان تو دانند و ہمین دعا مروی ست
الٰہی بحرمۃ خمسۃ ان الذین سادسہم جبرئیل یعنی یا خدا بحرمت پنجتن و چھٹا جبرئیلؑ۔
پس مصطفیٰ بر سر جبرئیلؑ جعد ہا کردہ۔

تاریخ منشور القاسم میں ہے کہ آنحضرتؐ نے جناب شاہ ولایت سے فرمایا کہ یا علیؑ بغیر تمہاری
فرزندوں کے جو فاطمہؑ سے ہوں کسی کو منشور روا نہیں۔

اب شیطان کا غلبہ و مغلوبیت ہمارا جواب ہے کہ انبیاؑ و اوصیاؑ معصومین سے
ہزاروں میہ مردود دور رہتا ہے مگر بہ اعتقاد اہل سنت انبیاؑ کی حضوری شیطان کو
حاصل رہتی ہے۔

ترمذی میں بریدہ اسلمی سے روایت ہے آنحضرتؐ کے حضور میں ایک چھوکری
حبشیہ دف بجا کر گا رہی تھی ابوبکر عثمان علیؑ بہ اوقات مختلف آئے وہ دف
بجاتی گاتی رہی بعدہ عمر خطاب آئے اس نے دف کو چوتڑوں کے

پیچھے چھپالیا۔
آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے عمر تم سے شیطان ڈرتا ہے کیونکہ میرے سامنے چھوکری دف بجایا کی ابوبکر علی عثمان آئے اس نے خوف نہ کیا تم کو دیکھ کر خاموش ہوگئی۔
ترمذی میں عائشہ سے روایت ہے میں نے بچون کا شور سنا آنحضرتؐ تشریف رکھتے تھے کھڑے ہوگئے ایک حبشیہ عورت اچھل کود رہی تھی آنحضرتؐ نے فرمایا اے عائشہ آؤ تماشہ دیکھو میں آئی اور حضرتؐ کے مونڈھے پر اپنے رخسارے رکھکر تماشہ دیکھنے لگی حضرتؐ نے فرمایا سیر ہوگئیں میں نے کہا نہیں دیر کے بعد عمر خطاب نمودار ہوے اور لوگ متفرق ہوگئے حضرتؐ نے فرمایا میں جنی اور انسی شیطانونکو عمر سے بھاگتا دیکھتا ہون۔
ترمذی میں ابن عساکر سالم بن عبداللہ سے روایت کرتے ہین کہ ابوموسے اشعری کو حضرت عمر کی خبر نہ معلوم ہوئی وہ ایک ایسی عورت کے پاس آئے جس کے پیٹ میں شیطان بولتا تھا ابوموسے نے اسی عورت سے عمر کی خبر پوچھی اس نے کہا تم ٹھہر جاؤ میرا شیطان میرے پاس آجاے جب شیطان آیا تو پھر پوچھا شیطان نے کہا میں نے انہیں لنگی کا تہہ بند باندھے چھوڑا ہے اب وہ صدقے کی اونٹ بانٹ رہے ہین۔
کتاب الاکتفا اور ریاض النضرہ محب طبری سے منقول ہے کہ خلیفہ دوئیم سے اور شیطان سے کشتی ہوئی۔ شیطان نے ان کے فضائل بیان کئے۔
صحیح بخاری میں فضل آیۃ الکرسی صفحہ بارہ میں لکھا ہے ابوہریرہ کو شیطان نے

سکھایا۔
تھا اور شیطان سے خوب مارپیٹ ہوئی مدارج النبوۃ صفحہ ۴۹۲ میں ہے آنحضرتؐ
فرمودند عائشہ شیطان تو اینجا گماشتہ ہے کتاب کے صفحہ ۵ میں ہے انھوں صاحب یوسف وان کہیں کی تعلیم
صحیح مسلم میں ہے عن ابن عمر قال خرج رسول اللہ من بیت عائشۃ فقال رأس الکفر
من ههنا من حیث یطلع قرن الشیطان۔ پس ایسے لوگوں کی مخالطت و مجالست و
موانست و مکالمت شیطان کے ساتھ ہوگی یا اجسام نوری و انفاس معصوم و
مطہر سے اسکا تعلق ہے بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔
یہہ فرمانا جناب اثیر کا کہ محمد پر شیطان غالب رہتا ہے محض اتہام نواصب و آن کے
ہم مشرب کا ہے۔ اور یوں اگر خیال کرو تو رسول اللہ توبہ و استغفار فرمایا کرتے تھے
کیا معاذ اللہ وہ گنہگار رہتے تھے نہیں بلکہ کسر نفس و عجز و التجا بدرگاہ قادر مطلق
ہر انبیاء و اوصیاء کا شعار مستحسن ہے جس سے امت متنبہ ہو کر ہمیشہ توبہ و استغفار پر
عامل رہے اور اپنے کو ہیچ تصور کرے۔
تیئیسواں ۲۳ یہہ کہ جب متعہ حلال و افضل الطاعت تھا تو جناب اثیر نے خود کیوں
نہ کیا گنہگار رہے۔
جواب جو ہر اہل سنت متعہ کو قطعی حرام جانتے ہیں پس ایسا مسئلہ کے جوابدہ
شیعہ ہیں۔
بہت خوب یہہ جوابدہ ہیں سنو میاں جیحر تم نے جو متعہ کو قطعی حرام بنا دیا ہے کس
دلیل سے آیا کسی آیت قرآنی سے یا سنت یا عادت خلیفہ ثانی سے کیونکہ اثبات
ہے تا اہل سنت کو بھی اتفاق و اقرار ہے کہ متعہ عہد مبارک رسول اللہ صلعم

ادیان مباح و حلال تھا خلیفہ ثانی کے عہد میں حرام کیا گیا کیونکہ اونکا خود قول صحیح بخاری میں موجود ہے کہ دو متعہ عہد رسول اللہ میں حلال تھے اونکو میں حرام کرتا ہوں پھر آپ نے قطعی حرام لکھا یا تو حرام ہونیکی وجہ ایجاد و بدعت خلیفہ ثانی اگر اور کوئی آپ کے پاس ہو تو بیان کیجیے قطعی حرام کہدینا بلا ثبوت دو تین معقول کافی نہوگا۔ اگر حکم خدا و رسول سے حرام ہونا تم لکھو گے تو جواب دیا جائیگا۔

متعہ کو افضل الطاعت کس نے کہا اور ترک متعہ میں گنہگار ہونا کہنے کہا ہے۔ جیسا رسول نے باوجود حلت صریح متعہ کرنے کی ضرورت نہ سمجھی ویسا ہی جناب امیر کو بھی ضرورت متعہ کی نہوئی جیسے نکاح نہ کرنے میں گناہ نہیں سمجھا گیا ویسا ہی متعہ میں۔

دیکھو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نکاح ہی نہ کیا اور عالم تجرد میں عمر بسر کر دی۔ رسول اللہ نے باوصف حلت تعداد ازواج حضرت خدیجہ کے حین حیات دوسری بی بی کی طرف توجہ نفرمائی حالانکہ عالم شباب تھا اور بعد انتقال اونکے تیرہ ازواج تک نوبت پہونچ گئی پھر حضرت علی کو متعہ کی کیا ضرورت ہوئی۔

ائمہ معصومین نے جو متعہ کے فضائل بیان فرمائے ہیں وہ اس وجہ سے کہ ایک امر حلال خدا جبراً حرام کر دیا گیا پس لوگوں کو اوس کے عمل پر ترغیب و تحریص ہوئی چاہیے تاکہ حلال خدا معطل و بے کار نہ رہجاوے مگر یہ نہیں کہ بے ضرورت بھی خواہ نخواہ متعہ پر اصرار ہو جیسا نکاح کے فضائل و مناقب ہیں ویسا ہی متعہ کے مگر کوئی نہ کرے تو گنہگار نہیں ہو سکتا۔

چونکہ حلت متعہ میں ہزاروں دلیلیں اور بحثیں صدہا کتابوں میں درج ہیں اور یہہ ایک مشہور و معروف مسئلہ ہے جسے ضرورت حلال و حرام سمجھنے کی ہو وہ کتابوں میں دیکھ کر اطمینان کرے کہ آیا حلال ہے یا حرام بدعت و ایجاد خلیفہ ثانی۔

اگر جوہر ناداں قطعی حرام ہونے کی کوئی وجہ لکھیں گے تو جواب دیا جاویگا۔

چوبیسواں۔ یہ کہ جناب امیر نے اصل ہدایت کو گم کر کے بندگان خدا کو ضلالت مین ڈالا۔ اور بار معصیت خلایق کا جناب کی گردن پر رہا تا قیام قیامت۔

جواب۔ جوہر یہ اعتقاد پر فساد اہل تشیع کا ہے نہ اہل سنت کا جس کا جواب دیا جاوے۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ شیعون کا یہ اعتقاد تم نے کس دلیل سے لکھا یہ ین اول جلول دیوانون کی طرح جو زبان پر آتا ہے بک ڈالتے ہو وجہ یہ کہ تم کو اور اصحاب مردود کو جو تمہارے ہم مشرب و ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہین۔ حضرت علیؑ کے ساتھ منافقت کلی و عداوت قلبی ہے پس ہر چہ از دہن بر زبان انچہ در آورند و دلست۔

حضرت علیؑ نے دین خدا کی شریعت محمدیؐ کی آبرو رکھ لی ہدایت و احکام خدا و رسولؐ کی سپر بنگئے کہ آج تمام دنیا مین اوسہنین کے نور ہدایت سے اسلام حقیقی چمک رہا ہے اور مثل آفتاب عالمتاب روشن و درخشندہ

اگر آپ اُن گمراہان و ادیۂ ضلالت و منافقان کتاب اللہ و طریقۂ رسالت کو وقتاً فوقتاً تادیب و تفہیم و تہدید نہ فرماتے تو آج اسلام کا کوئی نام بھی سنجانتا۔

ایک حدیث سنو اور اپنی کردار بد سے توبہ کرو اب بھی صراط المستقیم اختیار کرو۔
صحیح ترمذی میں امام احمد سے روایت ہی لوگون نے رسول خدا سے عرض کیا کہ ای رسول خدا ہم
آپ کے بعد کسے امیر بناوین فرمایا اگر تم ابوبکر کو خلیفہ بناؤ گے تو اُسے امانت دار پاؤ گے وہ
دنیا کی لذات سے بے رغبت اور آخرت کے نعما مین رغبت کرنے والا ہے۔ فقرہ عربی
امینا زاهدا فی الدنیا راغبا فی الآخرة اگر تم عمر کو امیر بناؤ گے تو اُسے زبردست امانت دار
پاؤ گے وہ دین خدا جاری کرنے مین کسی کی ملامت پر خوف نہ کرے گا۔ فقرہ عربی
قویا امینا لا یخاف فی اللہ لومة لائم اور اگر علیؑ کو امیر بناؤ گے۔ مگر مین گمان نہین کرتا
کہ تم اُسے خلیفہ بناؤ گے تو اوسے سیدہی راہ دکھانے والا پاؤ گے۔ تم کو وہ سیدہے
رستہ پر لیجاویگا فقرہ عربی ھادیا مھدیا یاخذ بکم الطریق المستقیم رواہ احمد۔
اب دیکھئے ہادی و مہدی و طریق مستقیم یہہ الفاظ حضرت علیؑ پر صادق آتے ہین۔ یا
دوسرے پر۔ ابوبکر امانت دار ہین۔ دنیا سے بیزار دین کی طرف راغب۔ عمر اُن سے
زیادہ امانت دار اور نہ خوف کرتے والے دین خدا مین ملامت کرنے والون سے۔ مگر ہدایت
طریق مستقیم کے لیئے حضرت علیؑ خاص ہین اور اُنہین کے لیجانے سے سیدہی راہ ملسکتی ہے
پس اس ہدایت طریق مستقیم سے کس نے انحراف کیا اور سیدہی راہ چھوڑ کر بیراہ ہوگئی۔
پس جنہون نے امت کو سیدہی راہ سے پھر کر دوسری ٹیڑہی راہ پر لگا دیا وہ ہدایت کے گم کرنے والے
ہوئے یا حضرت علیؑ جو بقول مخبر صادق ہادی و مہدی اور سیدہی راہ دکھانے والے
تھے رسول خدا نے صاف الفاظ مین فرما دیا کہ بجز علیؑ کے ہادی و مہدی دوسرا نہین۔
اور اُنہین کی ذات پر سیدہی راہ ملنے کا انحصار ہے اور حضرت علیؑ نے بھی بہت کچھ سیدہے
راہ اختیار کرنے کو اُمت سے کہا مگر کوئی نہ سنے اور خود ہی کنوئین مین گرے تو کیا علاج

مگر جن کو اللہ جل شانہ نے اپنے فضل و کرم سے سیدہی راہ چلنے کے لئے آنکھیں عطا کیں اور
کانون سے قول مخبر صادق سن لیا وہ ہر حال و قال مین صراط مستقیم پر ثابت قدم و راسخ دم
رہے اپنے ہادی و پیشوا کا دامن نہ چھوڑا اُسی سیدہی راہ پر قائم رہکر اعلی علیین مین
داخل ہوئے اور ہوتے جاتے ہین اور ہونگے انشاء اللہ تعالے ۵

مطلب یہی ہی ہاتھ کی ہر اک لکیر کا — دامن چھٹے پائی جناب امیر کا

پچیسوان۔ یہہ کہ جناب امیر نبی نہ تھے جو اُن کی نسبت دعوے نبی غیر مرسل ہونیکا
کیا جاتا ہے حالانکہ قرآن پاک مین حضرت رسول خدا کی نسبت خدائے تعالی نے
خاتم النبین فرمایا ہی۔

جواب۔ جوہر یہہ بات بھی شیعون سے دریافت کرنی چاہیئے کیونکہ انہین کے
رکن اعظم و سرآوردہ عالم یکتائے روزگار محب حیدر کرار نے اپنی انوار الہدے مین بہت
جگہہ نسبت جناب امیر و نیز دیگر ائمہ دعوے انبیائے غیر مرسلین ہونے کا کیا ہی اہل سنت
اس عقیدہ کو کفر مطلق جانتے ہین۔

ہم کہتے ہین جہان مصنف انوار الہدے سلمہ اللہ تعالے نے دعوے کیا ہے وہان
نقل و عقل سے ثابت کردیا ہے خصوص اہل سنت کے کتب معتبرہ سے پہر اُس کا جواب
کچہہ بھی تو لکہتے۔ یہہ گریز و فرار عن المیدان المناظرہ اچھا نہین صرف یہہ کہہ دینے سے
کہ اہل سنت کفر مطلق جانتے ہین آپ کا پیچھا نہین چھٹیگا کوئی ضرب تو سنبھالو
اور کچھہ تو منہہ سے بولو ہر بات مین یہہ کیا طریقہ اختیار کر رکھا ہے نہ خدا کی خدائی نہ رسول
کی رسالت۔

جبتک اُن دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ کا جواب نہ دوگے جو انوار الہدے مین دعوے

نبی غیر مرسل ہونے کا کیا گیا ہے - آپکا کوئی عذر کوئی انکار نہ سنا جائے گا - اور اس سوال نواصب کا وہی جواب ہے جو انوار الہدے میں درج ہے - معنزز و مفتخر مصنف لکھتے ہیں صفحہ چھپتر صفت دوئم میں ہم صدر کتاب میں اس امر کو قرار دے چکے ہیں کہ جس طرح مرسلین علیہم الصلوٰۃ معصوم و طاہر ہوتے ہیں ویسا ہی انبیائے غیر مرسلین جو درحقیقت مرسلین کے نائب ہیں معصوم ثابت ہوئے ہیں اور یہہ امر بھی ہم ثابت کر چکے ہیں کہ ابتدائے آفرینش سے تا ایندم ہر مرسل صاحب بعثت کے ماتحت او نیابت میں بحسب ضرورت کسی قدر انبیا غیر مرسل ضرور بالضرور مبعوث ہوئے ہیں - فی انوار الہدیٰ -

کیوں میاں جو ہر اس حدیث مشہورہ و معروفہ کا کیا مطلب ہے - آنحضرتؐ نے فرمایا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل - علما میری اُمت کے مثل انبیا بنی اسرائیل کے ہیں -

دوسری حدیث ترمذی کی لکل نبی سبعۃ نجباء ورقباء واعطیت انا اربعۃ عشر ہر نبی کے لئے سات نجیب و محافظ ہوتے ہیں مجھ کو چودہ ۱۴ عطا ہوئے ہیں - ائمہ اثنا عشر اور حضرت جعفر طیار و امیر حمزہ کرار - علما سے بھی مراد اثنا عشر ہیں کیونکہ انا مدینۃ العلم و علی بابہا - جو سینہ بسینہ تا حضرت قائم صاحب الزمان مثل دریائے نور موجزن ہے -

اب سوالوں کے خاتمہ پر جوہر کج فہم کہتے ہیں - دیکھو شیعو مہم ہیں - چند سطا عن کتاب کل طویل نواصب ذلیل کے معاذ اللہ درباب دیانت و عدالت و علم و فضل و عقل جناب امامت دستگاہ کی اب تم پر فرض ہے کہ اس بار گران کو اپنے سر سے اُتارو اور اپنے دشمنوں کو میدان امتحان میں پچھاڑو جیسا کہ بفضل خدا اہل سنت نے

قوم ناحق شناس کو چارون خانے چت زمین پر دے مارا ہے کہ نواصب مخذول کی کمرین ٹوٹ گئیں ہین۔

ہمارا جواب بہت خوب آپ کے حکم کی تعمیل مین سرِ مو فرق نہ ہوا ہم نے اُن کو بھی پچھاڑا اور تم کو بھی اُن کے سوالون اور تمہارے جوابون کی دھجیان بکھر گئین۔

دیکھو باطل کا ساتھ دینے مین یہہ روزِ بد آگے آتے ہین اور حواس خمسہ کے طوطے اُڑ جاتے ہین۔

نہ اُن کمزورون کا ساتھ دیتے نہ ٹھوکر کھاتے کیسے اوندھے منہ گرے ہو کہ عمر بھر یاد رکھو گے۔

اب جوہر نادان و نافہم نے ایک سوال نو ایجاد بہت ہی لفاظی و لسانی سے شیعون پر کیا ہے جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ جناب امیرؑ نے باوصف چنین و چنان اوصاف و فضل و مناقب ابوبکر کو کیون خلافت پر قبضہ دیا اور خود محروم رہے۔ اور اصحاب نے کیون نہ آپ کو مسند نیابت پر بٹھایا کیا خلفائے ثلثہ خدا و رسول سے بھی زیادہ زور آور تھے جنھون نے نیابت نائب بلافصل کی غصب کر لی۔ اصحاب ایسے طاقتور تھے جنھون نے حمایت ملائکہ کی بھی پروا نہ کر کے بے خوف و خطر سینہ زوری سے خلافت سرور اولیا سید الاصفیا حیدر کرار صفدر نامدار کی لے کر ابوبکر کو دیدی۔

اس ایک ہی سوال اہل سنت کا جواب اہل تشیع اپنے ہی کتب معتبرہ سے دیدین بشرطیکہ آیات بینات و احادیث سرور کائنات کی تکذیب نہ ہو وغیرہ وغیرہ اگر مسئلہ یدر کو صندوق تقیہ سے نکال کر جواب دیا جائے گا تو اس کے جواب الجواب مین بجائے غالب کل غالب تحفہ مغلوب علی کل مغلوب پیش کیا جاوے گا یا بالضرورت بذریعہ

تار برقی خوارج کو بھی خبر کر نی پڑے گی جس سے شیعون کو قدر مناظرہ قیامت تک
معلوم رہے گی۔

جواب۔ ہم نے اہل سنت کے عموماً اور چودہری تادان کے خصوصاً سوال کا جواب صفحہ ۹۱ لغایت ۱۰۱
مین مفصل دیا ہے کہ حضرت علیؑ نے عموماً کل انبیائے مرسلین اور خصوصاً رسول اللہ
سید المرسلین کی تقلید کے سر مو فرق نہین ہے جیسا کل انبیا و خود رسولؐ خدا بادشاہان
ظالم و حاکمان بد طریقت کے عہد مین مغلوب و محکوم بے بس و بے کس بسر کرتے رہے
ویسا ہی حضرت علیؑ بھی عہد خلفاء غاصب خلافت مین بقول خود مصداق جوہر کہ چارہ نہین
آدمی کو امیر سے نیک ہو یا بد بسر کرے مومن اُس کی حکومت مین تازیست۔
اور رسالہ اسمہ احقاق الحق وصیت رسولؐ خدا دربارہ صبر و سکوت و نہ کرنے جنگ و جدال
با خلفاء ثلثہ بنظر تحفظ ضعفائے مسلمین و حفاظت دین۔
پس جبکہ تم خود ہی اِن وجوہات کو تسلیم کرتے ہو تو پھر سوال کیسا۔ حضرت علیؑ کو جو
خدا و رسولؐ کا حکم تھا اُس کی تعمیل کی۔
اصحاب شورہ کی نادانی و دنیا طلبی بوالہوسی جہالت کور باطنی جنھون نے حق پر باطل
کو ترجیح دی۔
احد مین جنین ہین رسول اللہ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے اپنی جان بچائی دیکھو صلح حدیبیہ
کا قصہ جب آنحضرتؐ نے مصلحتاً کفار مکہ سے دب کر صلح کر لی تو اصحاب کو سخت
ناگوار ہوا۔ آنحضرتؐ نے اصحاب سے حکم فرمایا کہ اُٹھو اور قربانی کو ذبح کرو ور بالونکو
حلق کرو مگر اصحاب نہایت ناخوش تھے کسی کا دل قربانی کو نہ چاہتا تھا آنحضرتؐ نے
تین بار فرمایا مگر بنی ہاشم کے سوا اور کوئی مارے طیش کے نہ اُٹھا حضرتؐ رنجیدہ ہوکر

دولت سرا مین گئے حضرت ام سلمہ سے اصحاب کی نافرمانی بیان کی ام سلمہ نے
عرض کی آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیے اور حجامت بنوائیے اور قربانی کیجیے۔
آنحضرتؐ نے اپنے خاص اونٹون کو قربانی کیا اور سر ترشوایا۔ پھر لوگون نے طوعاً
وکرہاً قربانیان کین اور چند لوگون نے سر ترشوایا باقی نے تھوڑے تھوڑے بال کتروائے
حالانکہ آنحضرتؐ نے مکرر محلقین یعنی بال ترشوانے والون کے حق مین دعا کی مگر کسی نے
نہ سنا بلکہ عمر خطاب نے صاف کہدیا کہ آج کا سا شک آنحضرتؐ کی نبوت مین
مجھے اور کبھی نہین ہوا۔ پس یہہ وہی اصحاب تھے یا اور جبکہ رسول اللہ کے حضور مین یہہ
حال تھا تو بعد اُن کے جو اُن سے افعال سرزد ہوئے طشت از بام ہین۔
ایسے اصحاب نافرمان کے شورہ و اجماع پر ناز کرنے کے خلافت کا استحقاق جائز کرنا
خوش فہمی اہل سنت ہی اور جبکہ خدا و رسولؐ ہی کے احکام سے صراحتاً انکار و انحراف
تھا تو ملائکہ کی حمایت کی کب پروا تھی۔ ہان اگر مثل قوم لوط علیہ السلام تختہ اُلٹ دیا
جاتا تو مناسب تھا مگر اُست محمدی عذاب و انقلاب دنیاوی سے مستثنیٰ کی گئی ہے۔
دیکھو حدیث بخاری و مسلم کہ بہت اصحاب خاص بعد وفات آنحضرتؐ اپنے اُس حال پر
پھر گئے جس پر وہ پہلے تھے اور خاتمے کے وقت ایمان نہ رہا اور یہہ شامت بوجہ
بے طاعتی و مخالفت و معاندت اہل بیت اطہار ص صرف نفسانیت سے اُن کو
نصیب ہوئی اور انہین کتابون مین بذیل سیماء اصحابی دیکھو کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ روز
قیامت اکثر اصحاب میرے آئیں گے ہاتھ کی طرف پکڑے آوینگے یعنی جب سر اصحاب نارجہنم
کا رخ ہوگا تو مین خدائے تعالےٰ سے عرض کرونگا کہ بار الٰہا یہہ تو میرے اصحاب ہین
تب درگاہ الٰہی سے حکم ہوگا کہ تم نہین جانتے جو کچھ تمہارے بعد انھون نے احداث

کیا۔ آپ عرض کرینگے کہ مین گواہی دیتا ہون ان کی جب تک مین زندہ رہا یہہ ایمان لائے نماز پڑھتے تھے روزہ رکھتے تھے زکوٰۃ دیتے تھے سب باتین ایمان والون کی میرے روبرو کرتے تھے تب حکم الٰہی ہوگا کہ یہہ مرتد ہوگئے اور اپنے پچھلے پاؤن پھر گئے بعد تمہاری مفارقت کے اور تمہاری اطاعت سے نکل گئے بعد تمہاری وفات کے اور وفات ہوتے ہی خلاف حکم عمل کرنے لگے اور بعض انمین بہت ہی مقرب این مگر نفسانیت یہاں بعد انحضرت ظاہر کئے۔

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ آنحضرت نے ابوبکر سے فرمایا کہ خبر نہین بعد میرے تم دین مین کیا کیا ایجادین کروگے۔ اور عمر خطاب سے فرمایا کہ قسم خدا کی اگر تو نے میرے عہد مین ہوتے تو تم مجھے چھوڑتے اور ان کی پیروی کرتے۔

شیعہ علیؑ کو خدا نہین کہتے رسول اللہؐ نہین کہتے خدا باوصف عظمت و جلالت و جباری و قہاری کیسی کچھ برداشت و حلم و ضبط اپنے بندون کی نافرمانی پر کرتا ہے۔

رسول اللہؐ باوجود یہہ اوصاف موصوف ہونے کے کفار کے ہاتھ سے مغلوب و محکوم رہے اور جو ایذائین و تکلیفین و مصیبتین ان بدکردارون ناہنجارون کے ہاتھ سے اٹھائین انپر سکوت و صبر و تحمل کیا۔

اصحاب نے علانیہ نافرمانیان کین حکم نہ مانا ان کو تنہا چھوڑ کر صف جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے ان کی نبوت مین شک کیا ان کے روبرو توریت پڑھتے تھے جس سے آپکا چہرہ غصہ و غضب سے متغیر ہو جاتا۔ تقسیم مال غنیمت مین عادل نہ کہتے ان کو معاذاللہ ہذیان سے نسبت دیتے۔ ابی سلول کے نماز جنازہ پڑھتے ہوئے انپر کود پڑتے انکو کھینچتے نماز سے باز رکھتے۔ ازواج کا یہہ حال کہ ہر طرح ان کو تنگ کرتین جھوٹا

اتہام لگاتین اُن کے رازکو باوصف ہدایت اخفا افشا کرتین اُن سے انصاف چاہتین۔ غرضکہ کیا کیا مصائب واذیتین آپ نے کفار ناہنجار ورُوبدکردار سے اُٹھائین مگر صبر وسکوت فرمایا۔ پس ایسا ہی حضرت علیؑ کو سمجھو غالب علیٰ کل غالب کے موقع پر سب پر غالب رہے۔ اور صبر وسکوت کے موقع پر صابر وشاکر ضابطہ وحلیم مثل رسول اللہ ؐ مصرع

ہر سخن موقع وہر نکتہ مقامے دارد۔

تقیہ کو کیا دخل تھا اور اگر ایسا ہی سمجھو تو خیر رسول اللہ ؐ کا حال قیام مکہ مین صراحت کے ساتھ غور کرنا چاہیئے۔ ہم بہت ہی اختصار کے ساتھ لکھتے ہین قصص الانبیا اہل سنت کی کتاب سے جو تمام احادیث وروایات کا خلاصہ ہے۔ جب آنحضرت کو ۴۰ برس کی عمر مین رسالت وپیغمبری ملی یا ایہا المدثر قم فانذر وربک فکبر۔

آپ نے پہلے حضرت خدیجہ سے یہہ حال ظاہر کیا جنہون نے بلا عذر وحجت آپ کی رسالت کی تصدیق کی بعدازان حضرت امیر المومنین ابن عم رسول علیؑ ابن ابی طالب نے کہ عمر اُن کی آٹھ سال کی تھی۔

ابوبکر صدیق ان دنون مین یمن کی طرف تجارت کو گئے تھے وہان ایک راہب جس کی عمر ۳۹۰ برس کی تھی ابوبکر کو ملا اور اُن کی قوم ونسب پوچھکر بولا کہ جب تو وطن کو پہونچے تو پیغمبر آخر الزمان ظاہر ہوا ہوگا بالغ مردون مین اول سب سے تو ایمان لا اور جلد جا اس دولت کو مت گنوا ابوبکر مکہ مین آئے ابوجہل اور عقبہ بن معیط سے ملکر پوچھا کوئی خبر تازہ ہے وہ بولے ہان محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب دعویٰ نبوت کرتا ہے ابوبکر حضرت کے پاس آئے اور مزاج کا حال پوچھا آپ نے فرمایا ای پسر ابو قحافہ جان تو کہ مین رسول خدا اور تمام خلق کا رہنما ہون ابوبکر نے کہا تمہارا کیا معجزہ ہے حضرت

نے راہب سے ملاقات ہونا اُس کا ہدایت کرنا سب کچھ کہہ سُنایا ابوبکر حیران رہگئے
اور پوچھا آپ کو یہ خبر کسنے دی آپ نے فرمایا جبرئیل نے تب ابوبکر ایمان لائے
بعدہ اور لوگ مشرف باسلام ہوئے پھر وحی کا نزول شروع ہوا اور آپ نے
بتون کی مذمت شروع کی اور قریش بگڑ اُٹھے ابوجہل و ابولہب پتھر مارا کرتے دس برس آپ
مکہ مین رہے کفار قریش نے ایذائین دینی شروع کین کیسی کیسی ایذا ہزارون طرح کی بے ادبیان
قسم قسم کے رنج آپ کو پہونچے اور بُرے بُرے القاب مانند ساحر اور شاعر
اور کاہن و مجنون وابتر وغیرہ آنحضرت نے اپنی نسبت سنے غریب اصحاب
پر طرح طرح کے عذاب ہوئے جن کے بیان سے رونگٹے کھڑے ہوتے
ہین القصہ جب کافرون کا ظلم و جور مسلمانون پر حد سے زیادہ گزرا تو
آپ نے بعض اصحاب کو ہجرت کا حکم دیا جو بادشاہ حبش کے ملک مین چلے گئے
چھ برس بعد حضرت حمزہ اسلام سے مشرف ہوئے کیفیت یہہ کہ
حضرت حمزہ شکار سے آئے ایک لونڈی نے آپ سے کہا کہ آج ابوجہل نے
محمد کو اسطرح کی ایذا دی اور عجب ہے تم سے کہ اپنے بھتیجے کی مدد نہین
کرتے تمہارے جیتے جی اُن پر یہہ تکلیفین ہین
امیر حمزہ کو غیرت آگئی اور ابوجہل کے پاس پہونچکر ایک کمان اُسکے
سر پر ایسی ماری کہ اوندھا گر گیا اور امیر حمزہ یہہ کہکر کہ مین نے محمد کا دین لیا
کیا آنحضرت کے حضور مین آئے اور دین اسلام قبول کیا —
حضرت حمزہ کے ایمان لانے سے دین چند مضبوط ہوگیا اور کفار ایذا رسانی سے
خوف کرنے لگے — بعد ازان عمر خطاب نے اسلام سے شرف حاصل کیا۔

(عمر کے اسلام کی حدیث ہم پہلے لکھ چکے ہیں ملاحظہ ہو۔)
جب دسواں سال شروع ہوا ابو طالب نے انتقال کیا قبل انتقال تمام
عزیز و اقارب کو بلا کر تاکید اکید ہدایت کی کہ محمدؐ کی متابعت میں قصور
مت کرو اور جان و دل سے حاضر رہو راہ راست پاؤ گے۔ بعد انتقال
ابو طالب تیسرے روز حضرت خدیجہؑ کا انتقال ہو گیا آنحضرتؐ کو ان دونوں جلیل القدر
کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا اسی لئے اس سال کا نام عام الحزن رکھا آنحضرتؐ
اکثر قبائل عرب میں جا کر دعوت اسلام فرماتے۔ بعدہٗ مدینہ کے چھ آدمی
ایمان لائے اور اپنے وطن میں جا کر شہرت اسلام کی۔ پھر معراج ہوئی
او ربیعت عقبہ وغیرہ۔
اکثر صحابہ کفار کی ایذا سے مثل عمر خطاب وغیرہ پہلے ہی مدینہ کو ہجرت کر گئے۔
کفار نے آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا جبرئیل امین نے خبر دی کہ آج شب کو علیؑ
مرتضےٰ کو اپنے بستر پر چھوڑ دو اور نکل جاؤ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے حال
ظاہر کیا وہ خدا پر تکیہ کر کے بے تکلف بستر رسالت پر لیٹ رہے۔
آنحضرتؐ ابو بکر کو لے کر غار میں پوشیدہ ہو گئے۔ پھر مدینہ پہونچے
سراقہ بن مالک نے پیچھا کیا ابو بکر گھبرائے رسولؐ خدا نے تسلی دی اُس کے گھوڑے
کے پیٹ چلنے سے رہ گئے۔
صلح حدیبیہ کا مختصر حال اصحاب باصفا صاحبان حیا کا حال اوپر
ذکر ہوا ہے یہاں کچھ اور وجہ سنو سبب سفر بیت اللہ کا یہ ہوا کہ
حضرتؐ نے خواب میں دیکھا کہ امن و امان کے ساتھ مع اصحاب داخل

مکہ معظمہ ہوئے۔ اصحاب کو خوشی ہوئی کہ اِس سال مکہ فتح ہوگا۔ آنحضرت
نے تیاری سفر فرمائی چودہ سو آدمی ہمراہ رکاب ہوئے۔ جب منزل عسفان
میں پہونچے بشیر بن سفیان ملا اور کہا قریش کو آپکے کوچ کی خبر ہوئی ہے
اور انہون نے بڑی جمعیت کی ہے اور خالد بن ولید کو سردار لشکر مقرر
کیا ہے اور قسم کھائی ہے کہ مکہ مین تم کو ہرگز نہ گھسنے دینگے آنحضرتؐ نے یہہ
خبر سنکر دشوار راہ سے گزر کر حدیبیہ مین مقام کیا قریش نے بدیل بن ورقا
خزاعی کو آنحضرتؐ کے پاس بھیجا اُس نے بھی قریش کے ارادون سے آپ کو
مطلع کیا آپ نے فرمایا مجھے لڑائی منظور نہین واسطے عمرہ کے
آیا ہون قریش کو لازم ہے کہ ایک مدت معین کرکے ہم کو اور قبائل عرب پر
چھوڑ دین بدیل نے قریش سے پیغام حضرتؐ کا کہا لوگون نے اُس کی بات کا
اعتبار نہ کیا اور عروہ بن مسعود کو آپ کے پاس بھیجا عروہ نے بطریق مصلحت
عرض کیا اے محمد اگر تم اسواسطے ہو کہ اپنی قوم کو استیصال و بیخ بنیاد
کرو تو زمانہ ماضی مین کسی نے ایسا نہین کیا اور اگر کوئی غرض ہو تو بیان کرو
یہہ چند اوباش بیکار جو تم نے جمع کیے ہین میری خاطر مین یہ گزرتا ہے
کہ یہہ لوگ ضرورت کے وقت تم کو چھوڑ کر بھاگ جاوینگے۔ (واہ رے
عروہ تو نے سچ کہا) ابوبکر اور عروہ سے نزاع لفظی ہوگئی عروہ واپس آیا
بعد ازان آنحضرتؐ نے عثمان بن عفان کو قریش کے پاس بھیجا قریش نے
اُن کی باتین نہ سنین اور اُن کو قید کر دیا حضرت کو خبر ملی کہ عثمان کو قریش نے
قتل کر ڈالا۔

آنحضرتؐ کو رنج ہوا ایک درخت کے تلے بیٹھے اور اصحاب سے بیعت قتل قریش کی لی سب نے بخلوص دل بیعت کی اور یہہ آیت اُتری لقد رضی اللہ عن المؤمنین پھر قریش نے سہیل بن عمرو کو حضرتؐ کے پاس بھیجا اور بعد تکرار بسیار کے صلح پر دارو مدار ہوا۔ صلحنامہ حضرت علیؑ ؓ سے لکھنے لگے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سہیل نے کہا کہ ہم رحمان کو نہین جانتے اور اللہ کو اس نام سے نہین پکارتے ہمارے دستور کے موافق لکھو۔ باسمک اللھم اصحاب نہین مانتے تھے مگر حضرت نے فرمایا یونہین لکھو بعد ازان لکھا۔ ھذا ما قاضی علیہ محمدؐ رسول اللہ پھر سہیل نے کہا اگر ہم تمہاری رسالت کے قائل ہوتے تو نزاع کیون کرتے محمد بن عبد اللہ لکھو حضرت نے فرمایا واللہ مین محمدؐ رسول اللہ اور محمدؐ بن عبد اللہ ہون اے علیؑ رسول اللہ کے لفظ کو مٹا دے حضرت علیؑ نے عرض کی میری مجال نہین کہ لفظ رسالت تراشون۔ آنحضرتؐ نے خود اپنے ہاتھ سے لفظ رسول اللہ تراش کر ابن عبد اللہ بنا دیا۔ پھر یہ شرطین تحریر ہوئین۔ حضرت اسی سال مع لشکر مدینہ کو واپس جائین۔ آئندہ سال مکہ مین داخل ہو کر عمرۃ القضا گزارین بشرطیکہ تلوارین میان کے اندر ہون۔ تین دن سے زیادہ مکہ مین نہ قیام کرین۔ دس برس تک لڑائی نہ کرین۔ جو شخص آنحضرتؐ کی طرف ہمارے یہان کا جاوے تو اوسے ہمارے حوالے کر دین۔ جو شخص آنحضرت کیطرف کا ہمارے یہان آوے اوسے ہم نہ دینگے۔ یہہ شرطین اصحاب کو سخت ناگوار گذرین اور بہت ہی رنجیدہ ہوئے پھر قربانی کا انکار وغیرہ ہوا۔

بی بی عائشہ سے حدیثین ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ آنحضرتؐ حضرت زینب

دختر تک آخر ز ابوالعاص اُن کے شوہر مشرک کے درمیان باوصف نزول آیہ لا تنکحوا المشرکین جدائی نہ کرسکے اور کعبہ کے قیام میں بحالت منقولی حلال و حرام کرنے پر قادر نہ تھے بی بی عائشہ کی قوم سے خوف کرکے حسب خواہش دلی و تمنائے قلبی آخر دم حیات تک کعبہ کی تعمیر نہ کرسکے۔

اب فرمائیے حضرت علیؑ باوجود ہدایت صبر و سکوت و عدم مقاتلہ خلفاء ثلٰثہ کب کرسکتے تھے اور اُن کے غالب علی الکل غالب بہ تحقیق نہیں کیا نقص ہوگیا۔ اللہ جل جلالہ باوصف قادر مطلق علی کل شئی قدیر و شدید العقاب وغیرہ ہونے کے کیسا ضبط برداشت کرتا ہے اور مخلوق کو اُن کے اعمال و افعال پر چھوڑ دیتا ہے رسول اللہ باوجودیکہ جنگ بدر میں علانیہ پانچہزار فرشتگان شدید القوےٰ سے کفار پر غلبہ پاچکے تھے اور حبیب رب العالمین سید المرسلین خاتم النبیین بشیر و نذیر خیر البشر فخر عالم و آدم مجموعہ کمالات ظاہر و باطن ان اللہ معنا ہر وقت خدا ساتھ تھا اور اُس کے فرشتہ مدد کو موجود و محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار نے کیسی روش اختیار فرمائی اور کسطرح صبر و سکوت ضبط و تحمل کرکے دین خدا جاری کیا ویسا ہی حضرت علیؑ نے۔

کیوں جو ہر صاحب اشداء علی الکفار سے کی صفت آپ کے خلفائے مقبولہ سے ان واقعات اسلام میں کس غار میں پوشیدہ تھی اسی کا جواب دیدو کیونکہ اس صفت کو خاص آپ نے ابوبکر کی نسبت منسوب کیا ہے اور یہہ بھی خیال رہے کہ گو کہ اس آیت میں اشداء علی الکفار ہونا رسول خدا کے ہمراہیوں سے مراد ہو مگر جبکہ خادم میں یہہ صفت پائی جائے تو مخدوم میں

بدرجہ اولےٰ القصور ہوگی پس آنحضرتؐ نے جو سر دفتر اشداء علی الکفار تھے کیون
نہ صلح حدیبیہ مین کفار پر شدت کی اور اُن کے شرائط پیش کردہ کو مان لیا یہانتک
کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اپنی رسالت کو خود ہی اپنے ہاتھ سے محو کردیا پھر اب
سے کوئیے کہ حضرت علیؑ نے نعوذ باللہ کیا بیجا کیا اگر آنحضرتؐ کی رسالت اور شان و
منزلتؐ قایم تھی تو غالب علیؑ کل غالب پر بھی اعتراض نہین ہوسکتا انصاف و
ایمان شرط ہے ۔

اگر رسول اللہ نے غار مین پوشیدہ ہونے خدا اور رسولؐ کے
نام محو کرنے کفار سے دب کر صلحنامہ کے لکھنے مین تقیہ کیے تو حضرت
علیؑ نے بھی حکومت ابوبکر مین رہنے وغیرہ مین اُسی پر عمل کیا
جیسا تم سمجھو ۔

دیکھو حضرت ہودؑ کا قصہ ۔ حضرت ہود کو اللہ تعالے نے قوم عاد پر بھیجا
وہ سنگدل بت پرست تھی آپ نے خدا کے احکام کی تبلیغ شروع کی لوگ
درپے ایذا ہوگئے مگر ایک گروہ ایمان لایا تھا اور کافرون کے خوف
سے اپنا ایمان چھپاتا تھا جب کفار سخت ایذا پر آمادہ ہوئے تو فرقہ مومن نے
آپ کو اطلاع کی آپ وہان سے مع اُس گروہ کے علیحدہ ہوگئے ۔

دیکھو قصہ حضرت ابراہیمؑ ۔ جب بحکم وحی الہی آپ نے مع اپنی منکوحہ بی بی
سارہ کے شام کیطرف ہجرت کی مصر مین حضرت سارہ کے حسن و جمال کی
لوگون نے بادشاہ سے تعریف کی بادشاہ نے حضرت ابراہیم و سارہ
کو اپنے روبرو بلایا اور پوچھا اس عورت سے تیرا کیا رشتہ ہے مین اسکو

لیا چاہتا ہون ۔ حضرت ابراہیم نے سوچا کہ اگر یہہ کہتا ہون یہہ میری منکوحہ بی بی ہے تو بادشاہ مجھے مار ڈالیگا اس لیے حیلہ کر کے فرمایا کہ یہہ عورت میری بہن ہے ۔ اس طرح اُس ظالم بددین کے ظلم سے بچے اُس مردود نے حضرت سارہ کو نزدیک بلایا اور بے اختیار اُس معصومہ بی بی کیطرف ہاتھ دراز کیا اور مغلوب العقل ہو کر بے ادبی کا دروازہ باز کیا حضرت سارہ کی دعا سے اُس کے دونون ہاتھ شل ہو گئے ۔

مومن آل فرعون کے ایمان چھپانیکا ذکر قرآن مین موجود ہے ۔ پس اسے تقیہ سمجھو یا توریہ جو اہل سنت کے بھی مذہب مین ممدوح ہے ۔

اب دیگر انبیاء کا حال مختصر سنو ۔ کہ یہہ انفاس قدسیہ کسطرح دنیا مین رہے اور اُنکی طرز معاشرت کیا تھی ۔

حضرت شیث علیہ السلام لوگون سے تنہا ہو کر اکثر اوقات وظائف اور طاعات خدا مین مشغول رہتے اور نفس کی ریاضت اور تہذیب اخلاق ہمیشہ اُن کو مد نظر رہتا آپ کے عہد مین بنی آدم دو قسم کے تھے بعضی متابعت حضرت شیث کی کرتے اور اکثر اولاد قابیل کے تابع تھے حضرت شیث کی نصیحت سے بعضے تو راہ راست پر آئے اور اکثر بدستور نافرمانی پر مصر رہے ۹۱۲ سال آپ زندہ رہے بعدہ انتقال ہوا ۔ منجملہ نصائح حضرت شیث تیسری نصیحت یہہ ہے کہ مومن حقیقی وہ ہے جو بادشاہ وقت کا مطیع و محکوم ہو ۔

حضرت ادریس کو خدا نے خلعت نبوت سے ممتاز کیا آپ کی ہدایت سے اکثر گمراہ

راہ پر آئے باقی اپنی گمراہی پر قایم رہے جو لوگ کفر اور شرک کے خوگیر ہو رہے تھے اپنی قساوت قلبی کی وجہ سے اوسی کفر و شرک پر قایم رہے اور حضرت ادریس کی نصیحت نہ مانی۔

حضرت نوح علیہ السلام اصلاح عالم و بنی آدم کی غرض سے مبعوث ہوئے تمام عمر ادائے دعوت مین مصروف رہے کفار فجار مین ساتھ امر معروف و نہی عن المنکر کے مصروف تھے ہر چند کہ جناب الٰہی مین اُن کی ہدایت کی دعا کرتے پر وہ سنگدل نہایت کفر اور انکار سے فریب اور دغا کرتے باوجود اس محنت و مشقت وعظ و نصیحت کے تمام عمر مین سوائے اسی آدمیون کے کوئی اسلام نہ لایا اور حضرت نوح کا ارشاد اون کے کام نہ آیا ۹۵۰ برس کی عمر پائی۔ وما امن معہ الا قلیل کی تفسیر مین مفسرون کا اتفاق ہے اور خود رسول خدا نے فرمایا کہ کسی پیغمبر نے اپنی قوم سے اتنی اذیت نہین اوٹھائی جتنی حضرت نوح نے اپنی اُمت کے ہاتھون سے مصیبت پائی مجلس وعظ مین انکو اسقدر مارتے کہ آپ بیہوش ہو جاتے اور آپ کے صاحبزادے گھر کو اٹھا لیجاتے۔

حضرت صالح علیہ السلام ثمود کی قوم پر مبعوث ہوئے ہر چند صالح اونکو نصیحت فرماتے مگر وہ اپنی بت پرستی و بدمستی سے باز نہ آتے اور حضرت صالح کی نصیحت سے منھ پھیرتے پتھر سے اونٹنی نکلنے پر ایمان لانے کو اقرار کیا آپ کی دعا سے اونٹنی پتھر سے نکلی مگر کفار نے عہد وفا نہ کیا بلکہ اُس اونٹنی کو مار ڈالا۔

حضرت ابراہیم کو نمرود مردود نے آگ مین ڈلوادیا وہ آگ خدا کے فضل سے گلزار ہو گئی حضرت ابراہیم شام کی طرف ہجرت کر گئے۔

حضرت لوط علیہ السلام قوم کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے اور ہر طرح کی وعظ ونصایح کرتے رہے مگر قوم نے کچھہ نہ سنا آپ بڑے مہمان نواز تھے جب کوئی مہمان آپکے مکان پر آتا کفار نابکار اوسے ایذا دیتے حضرت لوط لاچار ہوگئے اور قوم کے غارت ہونے کی دعا کی حضرت جبرئیل معہ دیگر فرشتوں کے بصورت اطفال حسین وجمیل آئے حضرت لوط نے مجبورہ مہمان کیا بی بی کافرہ نے قوم کو خبر کردی وہ لوگ چڑہ دوڑے آپ نے بحالت اضطرار وانتشار فرمایا میری بیٹیان حاضر ہین مگر مہمانون سے مزاحم نہو پہر آپ معہ اپنے مومنون کے شہر سے نکل گئے قوم پر عذاب نازل ہوا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ مشہور ہے مصر مین آپ کی خرید وفروخت ہوئی زلیخا اور اُن کی مجلیس عورات نے اتہام لگایا اور بیگناہ معصوم کو جیل خانہ مین ڈلوادیا بارہ ۱۲ برس تک آپ جیل خانہ مین رہے۔ انہین عورات مکّار و کیاد سے آنحضرتؐ نے بی بی عائشہ وحفصہ کو مناسبت ومشابہت فرمائی ہے۔ ان کیدکن عظیم۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی حکایت در داعنزا اُن کے رنج وتعب صبر وشکیبائی کی روایت جانگزا مشہور عالم ہے کہ شیطان مردود وقوم مطرود کے ہاتھہ سے کیا کیا ایذا اُٹھائی جسمی وروحی تکلیفین جو آپ کو پہونچین اُن کی شرح مین مجال دم زدن نہین روح کو صدمہ ہوتا ہے قلق سے کلیجہ منہہ کو آتا ہے۔

حضرت شعیب اہل مدین واصحاب الایکہ کی طرف مبعوث ہوئے جو ایک ہی گروہ تھے یہہ لوگ بت پرست تھے اور وزن پورا نہ تولتے کہوٹے روپیہ واشرفیان

چلاتے آپ ہر چند راہ راست دکھاتے اور وعظ و پند فرماتے وہ ہرگز باز نہ آتے غیر ملک شام وغیرہ کے لوگ اُن پر ایمان لائے مگر اُس قوم نے کچھ نہ مانا اور اپنے آبائی دین پر قایم رہے۔

حضرت موسیٰ و ہارونؑ بڑے مقرب بارگاہ الٰہی پیغمبر تھے بیان اُنکی علو مرتبت اور بلندی منزلت کا حد وصف سے باہر ہے۔

آپ اپنے ایام دولت مین بسبب جنسیت کے بنی اسرائیل پر ہمیشہ ترحم فرماتے اور قبطیون کی تکلیف دہی و آزار رسانی سے ہمیشہ ملول رہتے لیکن فرعون کے خوف سے دم مارنے کا امکان نہ تھا۔ ایک بنی اسرائیل کے عوض آزار مین ایک قبطی کو آپ نے مارا اور فرعون کے خوف سے بے زاد و راحلہ شہر چھوڑ کر شہر مدین کیطرف چلدیئے۔

حضرت شعیب کی لڑکیان اپنی بکریون کے پانی پلانے کے انتظار مین کنوئین پر تھین کوئی پانی نکالنے والا اُن کی بکریون کو پانی نہ دیتا تھا حضرت موسیٰ نے بکریونکو سیراب کیا اور حضرت شعیب تک رسائی ہوئی بشرط چرانے بکریان دس سال تک حضرت شعیب نے اپنی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا منظور فرمایا۔ حضرت موسےٰ وہان رہے اور بعد مدت مقررہ اپنی بی بی کو لیکر چلے راہ مین آگ کی تلاش ہوئی اور نور ایزدی مشتعل ہوا آواز آئی انی انا اللّٰہ رب العالمین وانا ربک یا موسےٰ۔ اور آپ کو رسالت ملی حکم ہوا فرعون کے پاس جاؤ گمراہ کو راہ پر لاؤ حضرت موسےٰ نے عرض کی میری زبان مین لکنت ہے ہارونؑ میرے بھائی کیونکہ فصیح البیان ہے میرا شریک کر اور میرا وزیر بنا یہہ آرزو پوری ہوئی حضرت موسےٰ نے بوجھ بار ڈالنے

قبطی کے فرعون کے پاس جانے سے انکار ظاہر کیا حکم ہوا خوف مت کرو ستم گار وہ اذیت نہ دے سکے گا۔ مگر تم دونوں بھائی رسالت کی تبلیغ ساتھ کلام ملایم و گفتگوی نرم کے کرو۔ الغرض یہ دونوں پہنچے فرعون کو خبر ہوئی اُس نے معجزہ طلب کیا آپ نے عصا کو اژدھا بنایا مگر فرعون قائل نہ ہوا اور بنی اسرائیل پر پہلے سے زیادہ سختی شروع کی حضرت موسےٰ بنی اسرائیل کو لے کر رات کے وقت نکلے فرعون نے تعاقب کیا دریائے نیل اس گروہ کے عبور کے وقت ٹھہر گیا اور فرعون جب منجدھار میں پہونچا پھر جوش زن ہوا سب لشکر غرق ہو گیا۔ بعد اپنی امت کو حضرت ہارونؑ کی حفاظت میں چھوڑ کر حضرت موسےٰ کوہ طور پر گئے یہاں امت باغوائے سامری مردود گوسالہ پرست ہو گئے حضرت موسےٰ طور سے واپس آئے یہاں نیا کرشمہ دیکھا حضرت ہارونؑ سے لڑے جھگڑے سامری کی جان سے درگزر کر کے بد دعا کی خدا اسے عذاب جہنم نصیب کرے۔

بنی اسرائیل نے عفو تقصیر چاہی اور پھر از سر نو راہ راست پر آئے بحکم خدا گوسالہ پرستوں کا قتل شروع ہوئے کو ہی تھا کہ حضرت موسیٰ و ہارونؑ کی دعا اثر پذیر ہوئی اور لوگ بچ گئے۔

قارون کو آپ نے بہت کچھ سمجھایا کہ زکاۃ مال دے وہ رضامند نہ ہوا اُس کا گروہ علیحدہ ہو گیا اور قارون اپنی بد اعمالیوں سے زمین میں دھنس گیا پھر عمالقہ کے مقابلہ کو حکم ہوا بجز یوشع بن نون و کالب بن یوقنا کسی نے حضرت موسےٰ کا کہا نہ مانا آپ کو غصہ آیا اور بدرگاہ خدا عرض کی کہ یا الٰہی میرا اختیار سوائے اپنے نفس اور بھائی کے اوروں پر نہیں۔ پھر بنی اسرائیل بے فرمانی کے وبال میں گرفتار

ہوکر جنگل مین قید ہوگئے حضرت موسیٰ و ہارون و یوشع و کالب عمالقہ کیطرف
چلے اور بنی اسرائیل نے مصر کا رخ کیا حضرت موسیٰ اس امید پر پھر کہ شاید
اب بھی بنی اسرائیل افہام و تفہیم سے راہ پر آئین۔
اُن سے ملکر بہت کچھہ سمجھایا بوجھایا مگر اُنہون نے لڑائی پر دل نہ دہرا
جب کھانے کو باقی نہ رہا تو رو رو کے چلائے حضرت موسیٰ تنگ ہوئے کہ
اون سے جدائی چاہی مگر صبر کیا اور ۴۰ سال کے عرصہ مین سب قوم
نافرمان غارت ہوگئی۔ جب زمانہ حضرت موسیٰ کی رحلت کا قریب ہوا
تو فرمایا کہ تمام بنی اسرائیل کا شمار کرو اور اون لوگون کی تلاش کرو جو مصر سے نکلتے
وقت حاضر تھے مگر بجز یوشع و کالب کے کوئی باقی نتھا غرض آپ نے باقی ماندہ
خلق پر حضرت یوشع کو خلیفہ کیا اور ہاتھون سے توریت کے نسخے لکھوائے اور
اسباط کو تقسیم کئے اور حضرت یوشع کو قوم پر حاکم و بنی اسرائیل کو اونکا محکوم بنا کر
نہایت تاکید کے ساتھہ یوشع کی فرمانبرداری کا حکم دیا بی بی صفورا زوجہ
حضرت موسیٰ یوشع خلیفہ برحق سے لڑین حضرت یوشع نے بادشاہ وقت
کافر سے صلح کرلی۔ حضرت یوشع کے بعد کالب بن نون اور خرقیل حسب وصیت کے
بعد دیگرے وصی و خلیفہ مقرر ہوئے۔
حضرت الیاس علیہ السلام خلق کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے بادشاہی
بنی اسرائیل ملک شام مین متفرق ہوگئی ہر ایک نے مذاہب باطلہ
اختیار کئے
احکام توریت نسیاً منسیاً کردئے بادشاہ شہر بعلبک تھا جو بت پرستی کرتا تھا۔

حضرت الیاس نے وعظ ونصایح شروع کئے ہرچند تاکید اور مبالغہ کیا اور احکام توریت انکو سنائے مگر بجز ایک شخص کے جو بادشاہ کا وزیر تھا کوئی اون پر ایمان نہ لایا۔ لوگ حضرت الیاس کے مارنے پر آمادہ ہوئے آپ اون کافرون کے خوف سے پہاڑمین پوشیدہ ہوئے کفارنے بہت کچھہ تلاش کی مگر پتہ نہ ملا حضرت الیاس والدہ حضرت الیسع کے گہرمین رہے۔

جب نافرمانی اوس جماعت کی حد سے زیادہ گذرگئی تو آپکی خاطر نہایت درجہ ملول ہوئی خدانے تسلی دی اور حضرت الیاس کو حسب خواہش اونکے لوگون کی نظرونسے محجوب ومستور کردیا۔

حضرت الیسع کو اپنا خلیفہ ووصی مقرر کر گئے اسطرح کہ حضرت الیاس پر وحی کا نزول ہوا کہ خلافت اپنی الیسع کو سونپو آپ اپنی ردا اونپر ڈالدی۔

حضرت الیسع کو بنی اسرائیل پر خلافت ملی آپ ہمیشہ اونکو توریت پڑہکر شریعت موسوی پر رغبت دلاتے بادشاہ دمشق مصر کو مرض برص سے نجات پانے کی تدبیر بتائی وہ اچہا ہوا۔ بنی اسرائیل کبہی اونکی متابعت کرتے کبہی مخالفت اسلئے ہمیشہ ملول رہا کرتے آخر الامر آپنے دنیا سے مفارقت چاہی اور ذوالکفل کو خلافت اپنی عطا کرکے گروہ مقدس ملاء اعلے مین شامل ہوگئے حضرت ذوالکفل بعد الیسع کے نبی ہوئے بعض کہتے ہین بادشاہ شام کے مقرب تہے بادشاہ کو بنی اسرائیل سے سخت عداوت تہی ایک مرتبہ بعد شکست ایک سو آدمی علما وصلحا گرفتار ہوکر آئے بادشاہ نے چاہا قتل کرے ذوالکفل نے کہا سیاست کا زمانہ گذر گیا ہے وقت بیوقت انکو مجہے سپرد کردو مین اون کا کفیل

ہیں - بادشاہ نے سپرد کردیئے آپ نے رات کو سب کو چھوڑ دیا - اور
ذوالکفل بھی شر بادشاہ سے محفوظ رہے - اس لیئے بعد میں اونکا نام ذوالکفل
مشہور ہوا -

حضرت اشمویل نے جب نبوت پائی بنی اسرائیل ایمان لائے اور کہا کہ عمالقہ سے
لڑائی کرینگے تابوت سکینہ جو ہم سے چھین لے گئے ہیں اُسے لڑکر واپس لائینگے -
ہم پر کوئی بادشاہ مقرر کرو - اللہ نے طالوت کو بادشاہ کیا حضرت اشمویل نے
بنی اسرائیل کو خبر دی اُنھوں نے اپنا ننگ و عار سمجھا آپ نے فرمایا بہ نسبت
تمہارے طالوت کو علم زیادہ ہے اور اُسے تم پر فضیلت ہے - طالوت
تابوت سکینہ لے آئے تب بنی اسرائیل خوش ہوئے طالوت نے جالوت
حاکم عمالقہ سے مقابلہ کیا حضرت داؤدؑ نے جالوت کو مارا - بعد شہادت
طالوت حضرت داؤدؑ کو نبوت او سلطنت اشمویل و طالوت کی ملی - پھر

حضرت سلیمان اُنکے خلیفہ الصدق -

حضرت یونس علیہ السلام شہر نینوا میں مبعوث ہوئے لوگوں کو دین توحید
کی طرف رغبت دلائی مگر کسی نے اُنکا کہنا نہ سنا بلکہ اُن کی رسالت
کی تکذیب کی اور دست و زبان سے اُن کو رنج دینا شروع کیا - آپ مع
اہل و عیال شہر سے نکلے اور قوم سے کہا تین روز میں تم پر عذاب نازل ہوگا
خارج نے آثار عذاب نازل کیئے لوگ جمع ہوکر بدرگاہ خدا گڑگڑائے روئے پیٹے
چلائے عذاب دور ہوا حضرت یونس شہر کے لوگوں کا حال دریافت کرنے
کو پھر شہر کی طرف چلے شیطان نے خبر دی عذاب دفع ہوگیا اب جاؤ گے

تو تمہین لوگ دروغ گو کہین گے آپ غصہ ہو کر بلا انتظار حکم الٰہی پھر واپس گئے
اور اہل و عیال کے ساتھ دریاے پار ہونا چاہا مچھلی کے شکم مین گئے۔
حضرت عزیر کو بخت نصر نے بنی اسرائیل کے ساتھ قید کیا بعد رہائی خلق کی ہدایت
کرتے رہے۔
حضرت ذکریا کو قوم نے زنا کی تہمت سے متہم کیا۔ وہ نکل کر بھاگے
اور درخت سے پناہ چاہی قوم نے آپ کے دو ٹکڑے کر دیا۔ جب
آرہ سر پر پہونچا چاہا آہ کرون حکم پہونچا اگر آہ کی تو نام تیرا دفتر نبوت سے
نکالدیا جاویگا۔
حضرت یحییٰ علیہ السلام کے عہد مین ایک بادشاہ تھا انبیا اور علما سے
بغض رکھتا تھا اپنی جورو کی بیٹی پر جو دوسرے خاوند سے تھی عاشق ہوا
حضرت یحییٰ نے جواز نکاح کا فتوے ندیا اور اسی باعث وہ شہید کئے
گئے انکا سر مبارک دربار بادشاہ مین حاضر کیا گیا۔
حضرت عیسےٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے اور حکم ہوا بنی اسرائیل کو اپنے دین کی
دعوت کرو ہر چند آپ نے وعظ و نصائح معجزات وغیرہ سے اُن کو قائل کیا۔
مگر انہون نے نہ مانا اور یہی کہا کہ ہم ایک بے پدر کے قول پر دین موسیٰ
کو ترک نہ کرینگے آپ رنجیدہ ہو کر شہر سے نکلے چند ہو لی آپ پر ایمان لائے
بعد ازان آپ آسمان پر بلائے گئے۔ اور آپ کی شبیہ کو مصلوب کر دیا
دیکھو سیان جو ہر انبیا و اوصیا علیہم السلام اسطرح دنیا مین رہے ہین اُن کی
محکومی و مغلوبی و مجبوری ظالمون کا جور و ستم اُمت بیرحم ناہنجار بدکار و ایذا رسانی

و تکلیف دہی و نافرمانی اوس پر ان حضرات کا صبر و شکر و سکوت و تحمل و برداشت و ضبط کیا اونکی رسالت کو نعوذ باللہ منہا داغ لگا سکتا ہے ہرگز نہین ورنہ خدا مین سب طرح کی قدرت تہی اور انبیا مین عظمت و جلالت نبوت و رسالت مگر انہین یا لوتن مین لطف تھا اور خدا کا حکم کہ تبلیغ رسالت کا صرف جہاد لسانی پر دار و مدار رکہا۔ دیکہو حضرت موسے و ہارون کو حکم ملا کہ تبلیغ رسالت سلائمہ کلام ملایم و گفتگوے نرم سے کرو۔ اور یہہ بہی واضح ہو کہ ابتدائے آدم تا خاتم کسی حالت مین خلق کو اختیار نہ تہا کہ مجمع و شورہ کرکے کسیکو اپنا خلیفہ یا امیر کرین ہمیشہ خدا کے حکم سے وصی و جانشین و خلیفہ مقرر ہوئے ہین دیکہو بنی اسرائیل نے جب حضرت شمویل سے خواہش کی کہ واسطے انتقام عمالقہ سے ہم پر کوئی بادشاہ تجویز کیا جاوے تو خدا نے طالوت کو اُن پر بادشاہ بنایا جسکے وہ مطیع اور فرمانبردار ہوئے کیا امت محمدی کیطرح وہ نہ کرسکتے تہے کہ کسی کو اپنی تجویز سے اپنا امیر بنا لیوین۔ مگر نہین وہ اس امت کی مانند خودسر و متمرد نہ تہے

ہمارے حضرت کو حکم جہاد و یا حرب و ضرب ملا مگر صرف تحفظ اسلام و حفاظت دین کے لئے نہ یہہ کہ تمام روئے زمین پر قتل و قمع کرکے اسلام پہیلاؤ۔ اور باوجودیکہ حکم جہاد مل چکا تہا اور حرب و ضرب بہ کفار واقع ہو چکی تہی۔ مگر دیکہو صلح حدیبیہ کا حال چودہ سو آدمی آلات حرب سے آراستہ قتل کفار پر بیعت کئے ہوئے کمربستہ موجود۔ مگر خدا کے حکم سے آنحضرت نے کفار سے مصلحتاً ایسا دب کر صلح کی کہ کبہی ابتدائے اسلام مین بہی یہہ

امر پیش نہ آیا تھا۔ دیکھو ترمذی مین ھشام بن محمدؒ سے روایت ہے کہ جب علیؑ بعد حرب و ضرب صفین و کارسازی ابو موسیٰ اشعری و عمرو ابن عاص کوفہ مین آئے تو ۱۲ ہزار خوارج اونسے علیحدہ ہو گئے عبد اللہ ابن عباس خوارج کے پاس گئے اور وجہ انحراف پوچھی اونھون نے کہا کہ علی نے اپنے نفس کو مومنون کی حکومت سے علیحدہ کر لیا اور وہ کافرونکا سردار ہو گیا عبد اللہ ابن عباس نے فرمایا اسکا کیا مضائقہ ہوا۔ رسول خدا نے بھی جنگ حدیبیہ مین ایسا کیا تھا سو کیا وہ اسوجہ سے نبوت سے نکل گئے یہ سنکر دو ہزار آدمی حضرت علی کیطرف پھر آئے باقی قتل ہوئے غرض ہر بات کے لئے ایک موقع ہے اور مصلحت وقت اسی لئے سعدی شیرازی نے کیا خوب کہا ہے۔

نہ ہر جا مرکب توان تاختن ۔ کہ جاھا سپر باید انداختن

اہل سنت ایک بڑا اعتراض یہہ کرتے ہین کہ خلیفہ ثانی کے وقت مین ملک عجم فتح ہوا حضرت شہر بانو دختر یزدجرد بادشاہ فارس قید مین آئین جنکا عقد حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہوا اور اونسے نو امام یکے بعد دیگرے کی پیدائش ہے تو معاذ اللہ کنیزک زادے ٹھہرے جواب ھم نے تاریخ روضۃ الصفا سے جسپر بیان جو ہر نے مدار مناظرہ قرار دے رکھا ہے باب پیدائش حضرت زین العابدین لکھا ہے کہ حضرت شہر بانو کا آنا بعہد خلافت حقہ جناب امیرؑ ہے اوس لشکر کے ساتھ آپ آئین جسکے سردار امام حسین علیہ السلام تھے حضرت امام نے تمیز خاص و عام کے لئے حضرت شہر بانو کے گلے مین ایک پٹکا یا پر تلہ

زرین ڈلوا دیا تھا جس سے اونکا اعزاز دختر شاہ پایا جاتا جب مدینہ مین پہونچین اونکو اختیار دیا گیا جسکے ساتھہ خواہش ہو عقد کرین آپنے حضرت امام حسینؑ کو منتخب کیا اور یہی روایت صحیح اور قرین تصدیق ہے۔ مگر خیر لو فرضنا خلیفہ ثانی کے عہد مین حضرت شہربانو قید ہو کر آئین اور باتفاق مورخان اہل سنت جب خلیفہ ثانی نے اونکے فروخت کا ارادہ کیا تو جناب امیر نے اونکو اس فعل سے باز رکھکر فرمایا کہ یہہ شہزادیان ہین مثل عوام کے انکی خرید و فروخت نہونی چاہیے قیمت تشخیص کر دو جو ادا کرے اوسکے حوالہ کر دو چنانچہ خلیفہ ثانی نے رائے جناب امیر سے اتفاق کیا قیمت تشخیص ہوئی جناب امیر نے حضرت شہربانو کی قیمت دیکر اپنے فرزند دلبند سے اونکا عقد کر دیا پس معلوم ہوا یہہ ایک امر خاص تہا نہ مثل عوام اور یہہ بھی ظاہر ہوا کہ دختر شاہ کا اعزاز مدنظر ہوا اور معاذ اللہ وہ کنیز تصور نہو ہین کیونکہ نقل و عقل سے شہزادے و شہزادیان کسی حالت مین غلام و کنیز نہین ہو سکتے۔ گوہر اگر در خلاب افتد ہمان گوہر است است

بینا سے رقومات ہنر چاہیے اسکو	سودا ہے جواہر کا اول چاہیے اسکو

ہان خوب یاد آیا یہہ اعتراض بنی امیہ کا ہے جسکی سنت اب تک ادا کی جاتی ہے تاریخ ذہبی سنی المذہب مین لکہا ہے۔ ایک روز زید بن حضرت زین العابدین ہشام بن عبدالملک کے دربار مین گئے کوئی جگہہ موقع کی بیٹھنے کو نپائی آخر لاچار پائین مجلس مین کسی بُری جگہہ مین بیٹھہ گئے اور کہنے لگے کہ اے بادشاہ خدا سے ڈرنے والے لوگ تکبر نہین کرتے ہشام بولا چپ چپ تیری مان نہو وے تو ہم سے سلطنت مین لونڈیکا بچہ یعنی کنیز کزادہ ہو کر اختلاف و تنازع کرتا ہے۔ زید نے فرمایا

کہ اے بادشاہ ہیں کہ پاس تیرا ساکت کر نیوالا جواب ہے اگر تیچا ہے تو مین کہون

اوسنے کہا ہان کہو زید نے کہا کہ نسب مردونکی طرف سے ہے نہ عورتونکی جانب سے

یہہ تیرا طعن ہمپر ایسا ہے جیسے سُنکر لوگ پیغمبر خدا پر کرتے ہین کہ حضرت اسمٰعیل کو

کنیزک زادہ بتلاتے ہین یعنی حضرت ہاجرہ سے جو لونڈی حضرت سارہ کی تہین

تو مجھے ایسا کلمہ کہتا ہے حالانکہ مین فرزند فاطمہ اور پسر علی ابن ابی طالب ہون یہہ

کہکر اوس مجلس سے اوٹھکہ کہڑے ہوئے اور یہہ اشعار پڑہتے تھے جنکا خلاصہ

مضمون یہہ ہے ہوت مین آرام وچین ہے اور ہوت لوگونکی گردن پر سوار ہے

ایک دن اس زمانہ کو بھی اللہ گردش دیگا کہ دشمنون کا کچھہ نشان نہ ملیگا اور

اونکی سب خاک اڑجائیگی۔

اہل سنت ایک یہہ اعتراض واتہام کرتے ہین کہ حضرت علی نے اپنی دختر حضرت

اُمّ کلثوم کا عقد خلیفہ ثانی عمر خطاب کے ساتھہ کردیا اور اونکو شرف دامادی بخشا۔

جواب۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ہرگز ایسا نہین ہوا یہہ اہل سنت کا محض

افترا ہے۔ بالفعل ایک کتاب کنز مکتوم فی عقد اُمّ کلثوم مصنفہ سید اطہر علی

صاحب مطبع گلستان مرتضوی واقع لکھنؤ مین طبع ہوئی ہے اوسے دیکھنا چاہیے

جسمین کل روایات سُنّی وشیعہ مع دلائل وبراہین قاطع درج ہین۔ یہہ کتاب فیصلہ

ناطق درباب عدم عقد لاجواب اور اپنا آپ ہی نظیر ہے مگر زبانی بحث وقطع اللسانی

مخالف کے لئیے یہہ جواب کافی ہوگا کہ جناب آسیہ بیوی حضرت موسیٰ فرعون کی

زوجیت مین رہین۔ حضرت رسول خدا نے اپنی دختران پاکیزہ تر کو جنکا نام

مقدس زینب ورقیہ وامّ کلثوم ہے ابو العاص سے زینب کو رقیہ کو عتبہ وامّ کلثوم

کو عتبہ پسران ابولہب کے ساتھہ منسوب کیا جو قطعی مشرک و کافر تھے اور ابولہب کی عداوت و دشمنی ساتھہ رسول خدا سورۂ تبت یدا ابی لہب سے ظاہر ہے کہ ایسا دشمن جانی دوسرا نہ تھا ۔ ؎ ؎ ؎ ؎ جب یہہ آیت نازل ہوئی تو ابولہب کے لڑکون نے خود ہی دختران رسول خدا کو ترک کر دیا اور زینب بدستور حبالۂ عقد ابوالعاص مین رہین آنحضرت باوجود نزول آیہ لا تنکحوا المشرکین زن و شوہر مین فرق نہ کر سکے چہ بحالت مغلوبیت قیام مکہ چہ بحالت غلبہ و شوکت اسلام کہ خود لشکر اسلام نے اسی ابوالعاص کو گرفتار کیا اور آنحضرتؐ نے رہا ہی فرما دیا مگر تفریق پر قادر نہوئے جناب رقیہ و ام کلثوم کا عقد یکے بعد دیگرے عثمان بن عفان کے ساتھہ ہوا جنکو ذی النورین کے خطاب سے مخاطب کیا جاتا ہے ۔ مگر تعجب ہے کہ ابوالعاص تا حیات خود و عتبہ و عتیبہ اوس زمانہ تک کہ جناب رقیہ و ام کلثوم اونکے عقد مین تھین ذی النور کے القاب سے نہ پکارے گئے اگر یہہ کہا جائے کہ عثمان بن عفان مسلمان تھے اور وہ مشرک تو محض بیہودہ بات ہے کیونکہ دختران رسولؐ خدا کے عقد کرنے سے ذی النورین ہوئے جسکے معنی ہین صاحب دو نور کے پس وہ تینون مشرک بھی اگر ذی النور یعنی صاحب نور کہے جاتے یا کہے جاوین تو انصاف سے بعید نہوگا دختران جناب رسول خدا ابتدا ہی سے نور تھین عثمان بن عفان کے عقد مین آنے سے نوری نہین ہوگئین بلکہ اونکے نور ہونے سے عثمان بن عفان ذی النورین ہوئے پس جسمین اس نور کا جلوہ ہو وہی صاحب نور ہے خصوصیت مسلم اور مشرک کی نہین ہے ۔

اہل سنت کو تقیہ پر بڑا اعتراض ہے ۔ **جواب** تقیہ خوف جان قلق و اضطرار کی حالت مین بیشک محمود و شعار انبیا و اوصیا بلکہ خدا ہی کو دیکھو ابتدائے اسلام مین

جبکہ کفار قریش بہت ہی درپے ایذا آنحضرت ہوئے تو خدا نے قل یا ایہا الکافرون مین صاف فرمادیا لکم دینکم ولی دین کہو کافرون سے تم اپنے دین پر رہو ہم اپنے دین پر پس خیال کرنا چاہئے کہ رسول اللہ دین خدا اچاہئے کہ گمراہون کو راہ خدا بتانیکو مبعوث ہوئے تھے یا کافرونکو یہہ کہنے کے واسطے کہ تم اپنے ہی دین پر رہو مگر چونکہ خوف کی حالت تھی اسلئے اوسوقت خدا کو بھی حکم دینا مصلحت معلوم ہوا۔ پھر خداوند جل علٰی فرماتا ہے لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ مت پڑو اپنے ہاتھو لسنے تہلکہ مین۔ پھر خوف کفار قریش سے آنحضرت کو غار مین پوشیدہ ہونیکو اور خفیہ ہجرت کرنیکو حکم دیا۔ آنحضرت نے صلح حدیبیہ مین باوصف شوکت و غلبہ اسلام کفار سے دب کر صلح کر لی اور رحمان و رحیم اسمائے صفاتی و اپنا رسول اللہ ذاتی ہونا خود اپنے ہاتھ سے محو کر دیا۔ بحالت مغلوبی و غلبہ اپنی دختر نیک اختر جناب زینب کو ابو العاص مشرک سے جدا نہ کر سکے حالانکہ لا تنکحوا المشرکین نازل ہو چکا تہا۔

آخر دم حیات تک حسب خواہش دلی و تمنائے قلبی خانہ کعبہ کی تعمیر خوف قوم بی بی عائیشہ سے نکر سکے۔ منافقین امت کو باوصف بر روئے منافقت مستحق سزا نہ دیسکے۔ پہر حضرت ابراہیم کا حال دیکھو اپنی جانکے خوف سے اپنی بی بی معظمہ کو بہن کہدیا اور اپنی جان بچائی حضرت ہود علیہ السلام پر ایک گروہ ایمان لایا ہوا کافرون سے اپنا ایمان چھپاتا تھا مومن آل فرعون کفار کے خوف سے ایمان پوشیدہ رکھتے۔ حضرت موسیٰ خوف جان سے حضرت عیسیٰ جانکے اندیشہ سے۔ اتکو بہاگے اور جان بچائی وغیرہ وغیرہ پس ان حالات و واقعات کو تقیہ کہو گے یا اور کچھہ اہل سنت کی کتابون مین بھی تقیہ اور توریہ دونو لکھے ہین اور جائز سمجھے گئے ہین مولوی ثناء اللہ پانی پتی کی کتاب مسائل مالابد

دیکھو اوسمین بہت سی باتین توریہ کی لکھین ہین۔ کتاب مالابدبابِ تقویٰ فصل پانچوین
مسئلہ جھوٹ بولنا حرام ہے مگر دو آدمی کے درمیان صلح کرنیوالے اپنی بی بی کے
راضی کرنے یا ظالم کے ظلم دفع کرنے کے واسطے ایسے مقامون مین جھوٹ بولنا جائز
ہے اگر حاجت ہو ورنہ بدون حاجت کے مکروہ ہے مسئلہ۔ رشوت دینے
والا اور رشوت کھانیوالا دونو دوزخ مین ہونگے مگر ظالم کے ظلم دفع کرنیکے واسطے
رشوت دینی جائز ہے وغیرہ۔ جسکا شیخ سعدی نے بھی ترجمہ کیا ہے۔ دروغ مصلحت آمیز
بہ از راست فتنہ انگیز۔
آئمہ معصومین نے اکثر موقعون پر تہلکہ مین پڑنیکے خوف و اندیشہ سے بعض فقرے
و الفاظ فرمادئے جسمین وہ اور اونکے تابعین ضعفا محفوظ و مامون رہین۔ مصرع
ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد
بغیر تہلکہ و اندیشۂ جان ہرگز تقیہ جائز نہین ابتدا سے نہ کسی نے کیا نہ اب کوئی کرتا ہے
مگر ہان جبتک خوف جان و اندیشہ تہلکہ رہے درست و جائز ہے اسمین کسیکو جائے
وہم زدن نہین ہے۔
یہی جواب ہے ہمارا عموماً اہل سنت و خصوصاً جو ہر نافہم کے سوال کا اور یہی سوال
ہمارا عموماً اہل سنت و خصوصاً جو ہر کج فہم سے اگر اسپر بھی جو ہر اپنے بھائیون
خوارج کو مدد کے لئے بلائین تو لواصب کے ساتھ دینے سے جو روز بد دیکھتے نصیب
ہوئے ہین خوارج کے ہمزبان و ہم مشرب ہونے سے پھر کہین نہ بچا دینگے۔ نہ گھاٹ
کے نہ گھر کے خوب یاد رکھین
مگر یہہ بات ملحوظ رہے کہ جواب باصول ہون آئین بائین شائین مجذوبانہ بڑ اور

عوام از زوال کا بہکڑ نہ ہو رشرع کلوخ انداز را پاداش سنگ است۔
افسوس ہے یہہ زمانہ صلح وصلاحیت اتفاق واتحاد کا ہے مگر اہل سنت ناحق ونارو
چہیڑ چہاڑ کر زخم تازہ کر رہے ہین۔ اور کوئی نہ کوئی تحریر خلاف عقل ونقل ایسے
لکہدیا کرتے ہین جس سے شیعیان اہل حق کو بجز جواب ترکی بترکی دینے
کے چارہ نہین اور طرّہ یہہ ہے کہ جواب کے واسطے اصرار بہی ہوتا ہے جہلاے قوم
صبر وسکوت کو لاجواب ہونے پر حمل کرتے ہین پس مجبوری ہے ورنہ ایسے
نازک وقت مین ان باتونکا کیا ذکر تیرہ ۱۳ سو برس سے یہہ قصے جہگڑے ہوتے
چلے آتے ہین اب نئی بات کیا نکلے گی جس سے کچہہ فایدہ ہو بجز اسکہ بغض وعداوت
روز بروز ترقی کرے پس جسکی جانب سے اس نفاق ومخالفت وعداوت وبغض کی
ابتدا ہوتی ہے اوسی پر قومی نا اتفاقی کا خون ہو گا جواب دینے والے گو یم مشکل وگر
نگو یم مشکل مجبور ہین۔ فقط

وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

ہم تہ دل سے جناب میر سید حسین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کسل اگرہ متوطن
قصبہ بکہیر سر وعیر زا اشار حسین صاحب مالک مہتمم مطبع دبدبۂ حیدری اگرہ کے شکر گذار ہین
جنہون نے بکمال عنایت دلی ولطف قلبی اس رسالہ کی نقل وطبع کا اہتمام
اپنے ذمہ قبول فرمایا ہے حق تالیف وتصنیف رسالۂ ہذا جناب مرزا اشار حسین صاحب
مالک مہتمم مطبع دبدبۂ حیدری اگرہ کو برضا ورغبت خود عطا کیا اونکو طبع وفروخت رسالہ
ہذا کا اختیار کلی ہے والسلام۔

اعلان

چونکہ بالفعل جوہر علی نامی متوطن مچھلی شہر اضلاع پورب نے ایک رسالہ موسوم انتزاع الحق تصنیف کیا ہے اوسمین علاوہ اسکے کہ شیعونکو سبھی کچھہ جہان تک زبان یاری دی ہے کہہ ڈالا ہے حضرت علی ابن ابی طالب کی شان مین ایسے کلمات توہین نہیں نا ملایم و ناسزا خلاف عقاید اہل سنت استعمال کیے ہین جنکے لکھنے و نقل کرنے سے روح کانپتی ہے اچھا خاصا بیکر بجو بجز بازاری آدمیون کے اور کوئی مہذب آدمی کی زبان سے نہین نکل سکتے ہمنے اکثر فقرات کو ترک کیا ہے اور اس رسالہ مین نہین نقل کیا جسے ضرورت ہو دیکھہ لے۔

ہمنے کتب اہل سنت کے حوالے سے کل جواب دیے ہین کوئی حدیث کوئی روایت کوئی قول اپنے یہان کے کتاب کی نقل نہین کی نہ اونکا حوالہ دیا ہے اہل سنت نے جن اصحاب کی نسبت جو لکہا ہے وہ البتہ بیان کیے ہین اور کتابون کا حوالہ دیا ہے پس اگر اہل سنت کو تحقیق منظور ہو بشرطیکہ ناراض نہون اور مصداق الحق مر حق باتون سے گریز نہو تو ملاحظہ فرمائین اور اگر اصحاب کی برائیان ہندی کتب خود نہ دیکھہ سکین اور خواہ مخواہ پیچ کرین تو اس رسالہ کو نہ دیکھین کیونکہ ہمکو صرف اپنے بہائیون کم فہم و کم علم کے لیے زیادہ تر ضرورت جواب کی ہوئی ہے کہ مبادا جوہر کی تحریر دیکھکر دہوکے مین نہ آجادین اور وساوس شیطانی سے محفوظ رہین اور اپنے یہان کے علماء و صلحاء ارباب دانش و بینش صاحبان علم و فضل سے التماس ہے کہ مین ایک کم بضاعت کم علم سراپا ہیچ آدمی ہون مجھے مناظرہ کے میدان مین قدم رکھنا زیبا نہ تہا مگر جوہر ہیچ فہم کے سوالونکے جواب دینے پر مین نے جرأت کی کیونکہ اونکی بیہودہ سرائی قابل توجہ اہل علم نہین ہے اور اشتہار دینا بہہ مضمون

مکتب بخان بہادر ۵ ردسمبر ۱۸۹۳ء بمقام اجمیر تمام شد۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۵	۱۰	لقرط	لقریظ	۲۱۳	۱۹	تو دارای	خود رائے	۲۶۵	۱۸	امام حسین	امام حسن
۲۰۹	۴	طالب الجواب	طالب سوال	۲۳۵	۱۷	شیخ شہنہا	شیخ شہنہا الدین	۰		۰	۰
۲۱۲	۱	بن ولد	بن ولید	۲۳۵	۱۸		آیہ مباہلہ	۰	۰	۰	۰
۲۱۳	۵	بیع اولاد	بیع الاولاد	۲۴۳	۱۷	علم	حلم	۰	۰	۰	۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر و سپاس بلا انتہا و قیاس خداوند ازلی و ابدی کی لائق ہے جسنے تارک رفعت علم و فضل کو افسر عقل سے سربلند فرمایا اور قامت قابلیت علمائے اعلام اور فضلائے فخام کو تشریف ایالت فہم و ادراک سے ارجمند کیا اور اونکی قلم مشکبین رقم کو حسام و ذوالفقار کا مرتبہ بخشا اور اونکی تقریر مین صوارم و طعن الرماح کا اثر دیا اور جبار و قہار کا حلم بہی اوسیکی مرتبہ کے لائق ہے کہ شیطان رجیم کو اوس حلیم نے ایسی مہلت دی ہے کہ وہ بوجہہ قرب ایام ظہور حضرت صاحب الامر علیہ السلام اپنی بازیگری کا بہ سرعت تمام اتمام کرتا رہتا ہے اور اوسکی توابع جو جو نظر بندی اور جعلسازی کرتے ہین اونکی افعال بد کی انتقام مین درنگ و تاخیر فرماتا ہے جل جلالہ و عظم سلطانہ، ہر آن بندہ سرکش دلی ادب کہ باشد از وے مستحق غضب، نہ کند ریسمانش دراز القدر، کہ باشد ازان بستگی بے خبر، شود آن دم آگہ ز بند نہان، کہ بر تن رگ ولی شود ریسمان، چنانچہ درازی ریسمان سے ناسزاکاران، بیخبری اور بیخبری نازان ہوکر چلا ہتی ہین کہ گذری اور لکھہ مرتی ہین اور مواعید حق تعالی پر نہ نظر کرتے نہ ڈرتے تہا سیچہ بعض جہلا ولی ہتر جو خود اپنے دین و ملت سے بیخبر ہین جنکو نہ کتاب اور کہا بین تمیز ہے نہ علیم و عالم مین فرق دوسرے مذہب سے بحث کرنیکو کسی کے انش یاقی کو کباب اوسے سمجہکر کہا لیتی ہین اور اس سے بعض مست والے بہی متوالے بنتی ہین اور سست ہوکر عالم بیہوشی مین اپنے پیر و مرشد کہے اور بکے کو لی تک بکتی ہین چنانچہ ان ایام نافرجام مین ایک صاحب نے سبحانے دکہلانے اپنی جوہر طبع کی جوہر ہلی اپنی کو کہکر اپنی پیر طریقت کے ملفوظات کو لکہنا شروع کردیا اتنا بہی نہ سمجہہ لیا کہ اونکی پیر ان پیر و افتخار شاہ عبدالعزیز بابت مقتضم تحفہ اثنا عشری مین بذیل عقیدہ اول بلاف و گزاف صاف لکہہ چکے ہین،، اہل سنت گویند کہ بر وہیہ بیشوایان واجب است کہ شخصی را از میان خود رئیس گردانند و اتباع او در